اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّکُمْ. (مشکوۃ: ج2: ص554)

ترجمہ: جب تم اُن لوگوں کو دیکھو تو میرے اصحاب کو گالیاں بکتے ہیں تو تم یوں کہو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اظہارِ حقیقت

دنیا میں اگر رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر
لباسِ خضر میں اکثر رہزن بھی ہوتے ہیں

یہ کتاب اہل اسلام کے لئے قیمتی سرمایہ ہے، جس میں شیعیت کے حوالے سے مسلمانوں کے ذہنوں میں اُبھرنے والے اعتراضات اور شکوک وشبہات کو ختم کرنے کے کافی وشافی مدلل ومفصل جوابات اسلاف واکابرین کے مستند ذخیرۂ کتب سے جمع کر کے شیعیت کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کیا گیا ہے، جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے

تالیف

حضرت مولانا **محبّ اللّٰہ قریشی** صاحب

فاضل: جامعہ خیر المدارس شیخ ماندہ کوئٹہ

اِذَارَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِىْ فَقُوْلُوْالَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ۔(مشکوۃ۔ج2۔ص 554)

ترجمہ: جب تم اُن لوگوں کو دیکھو تو میرے اصحاب کو گالیاں بکتے ہیں تو تم یوں کہو، تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اظہارِ حقیقت

دنیا میں اگر رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر
لباسِ خضر میں اکثر رہزن بھی ہوتے ہیں

یہ کتاب اہل اسلام کے لئے قیمتی سرمایہ ہے، جس میں شیعیت کے حوالے سے مسلمانوں کے ذہنوں میں اُبھرنے والے اعتراضات اور شکوک وشبہات کو ختم کرنے کے کافی وشافی مدلل ومفصل جوابات اسلاف واکابرین کے مستند ذخیرۂ کتب سے جمع کر کے شیعیت کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کیا گیا ہے، جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

(تالیف)

حضرت مولانا **محبّ اللّٰہ قریشی** صاحب

نام کتاب...............اظہارِ حقیقت

تالیف.................مولانا محب اللہ قریشی صاحب

تاریخ اشاعت.........ستمبر 2023ء

تعداد............1100

صفحات..........436

ناشر..............مکتبہ صحابہؓ کوئٹہ بلوچستان

انتساب

امیرِ عزیمت، مجدد وقت، وکیلِ صحابہؓ، قاطع رفض وبدعت، حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ اور تمام شہداء ناموسِ صحابہؓ کے نام جنہوں نے حقیقی معنوں میں اپنے مشن اور نظریہ کی خاطر باطل کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا اور ایک بہت بڑے فتنے اور کفر کے چہرے سے نقاب ہٹا کر اُمت مسلمہ کے ایمانوں کو بچا کر قربانیاں دی۔ نہ صرف خون دیا بلکہ بیویاں بیوہ کروادیئے، بچے یتیم کروادیئے، ماں کی آغوش شفقت سے خالی کرادی، لیکن کسی بھی لمحے اپنے مشن اور موقف میں کمزوری نہ آنے دی۔

اور اُن اسیرانِ ناموس صحابہؓ کے نام جنہوں نے طرح طرح کی تکالیف برداشت کر کے اپنی زندگیاں دفاعِ ناموسِ صحابہؓ کیلئے جیلوں میں گزار دی۔ لیکن کسی بھی لمحے اپنے مشن اور موقف میں کمزوری نہ آنے دی۔

﴿فہرست مضامین﴾

شیعوں کا بظاہر اسلام کا دعوی کرنا اور نیک اعمال بجالانا، ان کو کفر سے نہیں بچاسکتی 182

کیا تمام شیعہ کافر ہے.... 315

شیعہ کا کفر دوسرے کفار سے زیادہ خطرناک ہے..... 402

شیعوں کو دعوت دینا........431

عرض مؤلف

الحمدللّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ امّا بعد:

میرے محترم علمائے کرام!

شروع ہی سے اسلام کے قلب وجگر اور اس کے اعصاب پر ایسے حملے ہوئے ہیں کہ دوسرا مذہب ان میں سے ایک کی بھی تاب نہیں لاسکتا لیکن اسلام نے شکست نہیں کھائی بلکہ اپنے سب حریفوں کو شکست دی اور اپنی اصل شکل میں قائم رہا۔ اس لئے کہ ہر دور میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے جنھوں نے نہایت جرأت و ہمت کے ساتھ اُن حملوں کا مقابلہ کیا۔ یہ محض اتفاقی بات نہیں، اور خدا تعالیٰ جل شانہ کی اس کائنات میں کوئی بات اتفاقی طور پر نہیں ہوتی۔ بلکہ اس انتظام خداوندی کا نتیجہ ہے کہ جس دور میں جس صلاحیت وقوت کے آدمی کی ضرورت تھی، اور زہر کو جس تریاق کی حاجت تھی وہ اُمت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے عطا فرمایا۔

اسلام کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ جن داخلی فتنوں اور منافقانہ تحریکوں سے اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے ان کا سرچشمہ اور ان میں سب سے زیادہ طویل العمر اور سخت جان شیعیت کا فتنہ ہے جسے ہماری شامتِ اعمال کے طور پر اِس زمانہ میں نئی زندگی ملی ہے۔ لیکن شاید یہ نئی زندگی مستقبل میں اس کیلئے "افاقۃ الموت" ثابت ہو۔

البتہ اس بات کا انحصار، سنت اللہ کے مطابق اس بات پر ہے کہ کتنی جلد ہمارے

علماء کرام اور ہماری قوم اس فتنہ کی سنگینی کو صحیح طور پر سمجھتی ہے اور اس کے شر سے اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے کتنا عزم و ارادہ، کتنی غیرت و حمیت اور کتنی چستی و بیداری کا ثبوت دیتی ہے؟

علمائے کرام اور اُمت مسلمہ کو غیرت اور جرأت مندی کے ساتھ اس پُرانے اور مکار دشمن اور اس عظیم فتنہ کا راستہ روکنے کیلئے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ آپ پر اس سلسلہ میں کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے....؟

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے حد شکر و امتنان ہے کہ اس نے محض اپنے خاص فضل و کرم سے مجھ جیسے بے بضاعت و کم سواد طالب علم کو دفاعِ صحابہؓ کی اہمیت و ذمہ داری اور اس موضوع پر قافلۂ اہل حق کی خدمات جلیلہ کا کچھ تذکرہ نظر قارئین کرنے کی سعادت بخشی۔ اس کی وجہ وہ تحریک اور جذبۂ قلب ہے جس نے صحابہ کرامؓ سے بالخصوص اور ناموس صحابہؓ پر کٹ مرنے والے قافلہ سے بالعموم ایک باطنی تعلق اور روحانی نسبت پیدا کر دی ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

جن کا مقصد اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رضا کا حصول اور دفاعِ صحابہؓ کی اہمیت اُمت مسلمہ کے عوام و خواص کے سامنے رکھ کر اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس موضوع پر کام کرنے کیلئے دعوت فکر دینا ہے اور داعیانِ دفاع ناموس صحابہؓ کیلئے معلوماتی مواد فراہم کرنا ہے جو اس عظیم مشن کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس مجموعہ کا تمام مواد بندہ نے اپنے اسلافؒ اور اکابرؒ کی کتب سے خوشہ چینی کر کے حاصل کیا ہے۔ اس لئے اگر اس کتاب کے اندر آپ حضرات کو کوئی خوبی ملے تو اس کو میرے اکابرؒ کی طرف منسوب کیا جائے اور جو بھی کوتاہی اور خامی نظر آئے تو اس کو بندہ کی طرف منسوب کر کے احسان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کم علم، کم فہم، کم فکر بندہ کو آگاہ فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ بندۂ عاجز کی اس ٹوٹی پھوٹی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے اپنی رضا کا ذریعہ بنائے اور اُمت مسلمہ کے لئے عموماً اور علماء کرام کے لئے خصوصاً نافع بنائیں اور دارین میں سلامتی اور بہتری والا سلسلہ فرمائے۔

انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلماوالحقنی بالصلحین

خادم صحابہؓ واھل بیتؓ
محب اللّٰہ قریشی

مقدمہ

دین اور اسلام کے خلاف ملحد و بے دین لوگ، اور اہل حق کے خلاف باطل پرست افراد اور فرقے..... ہمیشہ برسرِ پیکار رہے ہیں اور گرم و سرد جنگ یعنی تیغ و تفنگ یا قلم و قرطاس کے معرکے ہمیشہ جاری رہے ہیں۔ اور جب بھی اہل حق اور اہل ایمان کے آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن دلائل اور تیغ تیز سے بھی زیادہ قاطع اور دوٹوک فیصلہ کر دینے والے براہین نے باطل پرستوں کے شکوک و شبہات، تاویلات و تحریفات، تلبیسات و تشویہات کا قلع قمع کیا ہے اور ان پر کفر و ارتداد کا حکم لگایا ہے تو ان باطل پرستوں نے علماءِ حق کی تکفیر سے بچنے کے لئے مختلف و متنوع حربے بطور سپر استعمال کئے ہیں۔ مثلاً:

(1) کبھی عوام میں یہ پروپیگنڈہ کیا کہ فقہاء و مفتیان کے یہ تکفیر و ارتداد کے فتوے تو محض ڈرانے اور دھمکانے کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کے تکفیر کے فتوؤں سے کوئی مسلمان، فی الحقیقت کافر و مرتد نہیں ہو جاتا۔

(2) کبھی کہتے ہیں ہم تو: اہل قبلہ: ہیں۔ اور خود امام ابو حنیفہؒ نے بڑی شدت کے ساتھ: اہل قبلہ: کی تکفیر سے ممانعت کی ہے۔

(3) کبھی کہتے ہیں ہم تو: مؤوّل: ہیں اور باتفاقِ فقہاء..... مؤوّل کی تکفیر جائز نہیں۔

(4) کبھی کہتے ہیں کہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر کسی آدمی میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، مسلمان ہی کہا جائے گا۔

شیعوں میں تو اسلام کی سینکڑوں باتیں ہیں، وہ خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کو بھی مانتے ہیں، نماز روزہ کو بھی مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لہذا ان کو کیسے اسلامی دائرہ سے خارج اور کافر قرار دیا جا سکتا ہے؟

(5) کبھی کہتے ہیں کہ شیعہ بظاہر نیک اعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کو مانتے ہیں، حضور اکرم ﷺ کو مانتے ہیں، قرآن کو مانتے ہیں، صرف صحابہ کرامؓ کو نہیں مانتے پھر آپ ان کو کافر کیوں کہتے ہو؟

(6) کبھی کہتے ہیں کہ رافضی کافر کہنا چاہئے، شیعہ کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ مطلق شیعہ کافر نہیں ہے بلکہ بعض شیعہ کافر ہے۔

(7) بعض لوگ کہتے ہیں کہ چلو! یہ تو ٹھیک ہے کہ شیعہ کافر ہے لیکن یہ کیا بات ہے جو سپاہ صحابہؓ والے کہتے ہیں کہ..... جو نہ مانے وہ بھی کافر؟

(8) کبھی کہتے ہیں کہ دوسرے کفار سے پہلے شیعیت کا راستہ روکنے کے لئے زیادہ محنت کرنا نامناسب ہے۔

(9) ہمارے زمانہ میں چونکہ بدقسمتی سے ان ملحدوں اور زندیقوں کو تحریر وتقریر کی مکمل آزادی حاصل ہے اس لئے وہ زیادہ بے باکی اور دریدہ ذہنی کے ساتھ اہل حق کے ان تکفیر کے فتوؤں کو: دشنام طرازی: سے اور کافر، مرتد، ملحد، زندیق، جاہل، بے دین وغیرہ احکام شرعیہ کو گالیوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور برملا کہتے ہیں کہ علماء کو گالیاں دینے کے سوا اُور آتا ہی کیا ہے۔

میرے محترم قارئین کرام!

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح نماز، زکوۃ، روزہ اور حج، اسلام کے اساسی احکام و عبادات ہیں اور دین اسلام میں ان کے مخصوص ومتعین معنی اور مصداق ہیں۔ ٹھیک اسی

طرح کفر، نفاق، ارتداد، الحاد اور فسق بھی اسلام کے بنیادی احکام ہیں، اور دین اسلام میں ان کے بھی مخصوص ومتعین معنی اور مصداق ہیں۔ قرآن کریم نے اور نبی کریم ﷺ نے قطعی طور پر ان کی تعیین وتحدید فرمادی ہے۔

ایمان کا تعلق دل کے یقین سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی وحدانیت، رسول ﷺ کی رسالت، اور رسول ﷺ کے لائے ہوئے دین وشریعت کو دل سے ماننا اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کے معتبر ہونے کیلئے ضروری ہے۔ جو کوئی ان کو نہ مانے قرآن کریم کی اصطلاح میں اور اسلام کی زبان میں وہ کافر ہے اور اس نہ ماننے کا نام کفر ہے۔

جس طرح ترکِ نماز، ترکِ زکوۃ، ترکِ روزہ اور ترکِ حج کا نام فسق ہے اور ترک کرنے والے کا نام فاسق ہے۔ بشرطیکہ ان کے فرض ہونے کو مانتا ہو، صرف عمل نہ کرتا ہو۔ اسی طرح انہی تعبیرات.... صلوۃ، زکوۃ، روزہ اور حج کو تسلیم واختیار کرنے کے بعد ان کو معروف ومتواتر شرعی معنی سے نکال کر غیر شرعی معنی میں استعمال کرے اور ایسی تاویلیں کرے جو نہ صرف قرآن وحدیث کے خلاف ہوں بلکہ چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی بھی عالمِ دین نے نہ کی ہوں تو اس کا نام قرآن کی اصطلاح اور اسلام کی زبان میں الحاد ہے اور اس شخص کا نام ملحد ہے۔

قرآن کریم نے ان الفاظ... کفر، نفاق، الحاد، ارتداد، کو انسانوں کے خاص خاص عقائد، اقوال، افعال واَخلاق کے اعتبار سے افراد اور جماعتوں کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ اور جب تک روئے زمین پر قرآن کریم موجود رہے گا یہ الفاظ بھی، اور ان کے یہ معنی اور مصداق بھی باقی رہیں گے۔

اب یہ علماء امت کا فریضہ ہے کہ وہ اُمت کو بتلائیں کہ ان کا استعمال کہاں کہاں، یعنی کن کن لوگوں کے حق میں صحیح ہے اور کہاں کہاں غلط ہے؟ یعنی یہ بتلائیں کہ جس طرح

ایک شخص یا فرقہ.....ایمان کے مقررہ تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد مؤمن ہوتا اور مسلمان کہلاتا ہے اسی طرح ان کو نہ کرنے والا شخص یا فرقہ.....کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

نیز علماء اُمت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ان حدود وتفصیلات کو یعنی ایمان کے مقتضیات اور موجباتِ کفر، کفریہ عقائد واقوال وافعال کی تحدید (حد بندی) اور تعیین کریں تاکہ نہ کسی مؤمن کو کافر اور اسلام سے خارج کہا جا سکے اور نہ کسی کافر کو مؤمن اور مسلمان کہا جا سکے۔ورنہ اگر ایمان اور کفر کی حدود اس طرح مشخص ومتعین نہ ہوئیں تو ایمان وکفر کا امتیاز مٹ جائے گا اور دین اسلام بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا اور جنت وجہنم افسانے۔

اس لئے علمائے امت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دیئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف وخطر اور لَوْمَۃَ لَائِمٍ: ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر.....جو شرعاً کافر ہے اس پر کفر کا حکم اور فتوی لگائیں اور اس میں پوری پوری دیانتداری اور علم وتحقیق سے کام لیں۔اور شرعاً جو ملحد و فاسق ہے اس پر الحاد وفسق کا حکم اور فتوی لگائیں۔اور جو بھی فرد یا فرقہ.....قرآن وحدیث کی نصوص کی رو سے اسلام سے خارج ہو اس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتوی لگائیں اور کسی بھی قیمت پر اس کو مسلمان تسلیم نہ کریں۔جب تک سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک۔

نیز علماء حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اس کو کافر نہیں بناتے بلکہ.....کافر.....تو وہ خود اپنے اختیار سے کفریہ عقائد یا اقوال وافعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، علما تو صرف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔کسوٹی.....سونے کو کھوٹا نہیں بناتی، وہ تو اس کے کھوٹا ہونے کو ظاہر کر دیتی ہے، کھوٹا تو وہ خود ہوتا ہے۔اس حقیقت کے باوجود یہ کہنا کہ: مولویوں کو کافر بنانے کے سوا کیا آتا ہے؟ شرمناک جہالت ہے۔

میرے محترم قارئین کرام!

ہر مسلمان کو جاننا چاہئے کہ اسلام، اسلام ہے اور کفر، کفر ہے۔ اگر آپ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس دین کو اپنے حبیب ﷺ پر مکمل فرمایا، تو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا عالمِ دین اور کوئی مفتی، اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام ثابت نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اُن فقہاء کرامؒ اور سلف صالحینؒ کے درجات بلند فرمائیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اس دین کو سمجھنے میں قربان کیں اور پھر امت کو کھول کھول اس دین کی ایک ایک باریکی سمجھا کر دین کا حق ادا کردیا۔ کیا اسلام ہے اور کیا کفر ہے؟ کیا ہدایت ہے اور کیا گمراہی ہے؟ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا راستہ کیا ہے اور شیطان والا راستہ کونسا ہے؟ حضور اکرم ﷺ کا راستہ کیا ہے اور بدعات کونسا راستہ ہے؟ یہ سب سمجھا گئے۔

لیکن آج دین کی طرف منسوب، گردن تک دنیا کی لذتوں میں دھنسے خواہش پرست طبقہ..... یہ چاہتا ہے کہ حق و باطل، ہدایت و گمراہی، روشنی اور اندھیرا..... ان سب کو اس طرح گڈمڈ کردیا جائے کہ اسلام و کفر کی کوئی تمیز باقی نہ رہے، اور یہ خواہش پرست جو چاہیں من مانیاں کرتے رہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا مذاق اڑانے والوں کے کفر کو بیان نہ کیا جائے، حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی توہین کرنے والوں کا شرعی حکم بیان نہ کیا جائے، حضرت امی عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والوں اور صحابہ کرامؓ کو کافر کہنے والوں کو کچھ بھی نہ کہا جائے، بلکہ وہ تو یہاں تک مطالبہ کرتے ہیں کہ کافروں کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے۔

یاد رکھو!

جس بات کو اہل سنت کی کتابوں اور فتاویٰ جات میں بالاتفاق کفر لکھا گیا ہے، ہم ہر حال میں اس کے کفر کو بیان کریں گے، ہم ہر حال میں کافر کو کافر کہیں گے، جو کہ ہماری شرعی ذمہ داری بنتی ہے، چاہے ہم پر جو بھی الزام لگایا جائے۔

اگر ہم اپنی طرف سے کوئی بات کہیں گے تو یقیناً ہم اس لزام کے مستحق ہیں، لیکن ہم اپنے اسلافؒ کی عبارات اور فتاوی جات ہی امت کے سامنے پیش کر رہے ہیں، اب جو چاہیں اُن اسلافؒ پر الزام لگا کر اپنا عقیدہ اور ایمان خراب کرے اور خود کو اُن اسلافؒ کی صف سے نکال کر دجال اور اس کے اتحادیوں کی صف میں کھڑا کر لیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے، اُس دن زبانوں پر تالے لگا دیئے جائیں گے اور ہر انسان کا چھوٹا بڑا ہر عمل ساری دنیا کے سامنے دکھا دیا جائے گا۔ اُس دن نہ کوئی قائد کام آئے گا، نہ کوئی لیڈر کام آئے گا، نہ کوئی وزیر، نہ کوئی صدر، نہ کوئی جرنیل، نہ کوئی چوہدری، نہ کوئی خان اور نہ کوئی دجالی میڈیا اس کے ساتھ ہو گا اور نہ وہ انسانی شیاطین جو آج ان کی مدد کر رہے ہیں، اور اپنے خرچوں سے غیر ملکی دورے کراتے ہیں۔

لہذا تمام اہل علم پر فرض ہے کہ وہ شیعیت کے اس کفر کو بیان کریں جو ان میں پایا جاتا ہے ورنہ کہیں کل قیامت کے دن حق کو نہ بیان کرنے کے جرم میں پکڑ لیا جائے۔

میرے محترم دوستو!

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے بندوں کو نماز، روزہ اور دیگر عبادات ادا کرنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ساتھ ان میں داخل ہونے کا طریقہ بھی بتلایا۔ چنانچہ نماز فرض کی اور ساتھ ہی ساتھ اس میں داخل ہونے کی شرائط وارکان بھی بیان فرمائی، داخل ہونے کے بعد وہ کونسی باتیں اور حرکات ہیں جو نماز سے خارج کر دیتی ہے؟ اگر چہ بندہ رکوع وسجدے پھر بھی کرتا رہے۔ ایک بار نماز سے خارج ہو جانے کے بعد وہ کیا طریقہ ہے جس کے مطابق مسلمان دوبارہ نماز شروع کریں....؟ یہ سب کچھ بتا دیا ہے۔

مثال کے طور پر کوئی آدمی صحیح طریقہ پر نماز میں داخل ہوا لیکن پھر دورانِ نماز ایسا عمل کر لیا جس کی وجہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اس کے بعد بھی یہ نماز کو جاری رکھے ہوئے،

رکوع اور سجدے کرتا رہے،تو کیا کوئی انسان اس کو نماز پڑھنے والا کہہ سکتا ہے...؟ہرگز نہیں۔ کیونکہ اگر چہ ظاہری شکل یہ نمازیوں جیسی بنارہا ہے لیکن نماز کے دوران یہ ایک ایسا کام کر چکا ہے جس سے حقیقت میں یہ نماز سے خارج ہو چکا ہے۔لہذا اس کے لئے ضروری ہے کہ ازسرِ نو نماز شروع کرے۔

سوجانناچاہئے کہ دنیامیں سب سے قیمتی چیز ایمان ہے،اس میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟داخل ہونے کے بعد اس کو صحیح رکھنے اور فساد سے بچانے کیلئے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟ان سب کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔پھر جب تک ایمان کی ضد یعنی کفر کے بارے میں علم نہ ہوتو ایمان کو کیسے پہچانا جاسکتا ہے؟وہ کیا مسائل ہیں جو ایمان وکفر کی سرحدوں کا تعین کرتے ہیں؟مسلمان کون ہے اور کافر کون؟وہ کیا باتیں ہیں جن سے مسلمان کلمہ پڑھنے،نماز وروزہ ادا کرنے کے باوجود کافر ہوجاتا ہے۔

اگر اسلام میں یہ مسائل نہ ہوتے اور سلف صالحینؒ ان مسائل کو بیان نہ کرتے تو ایمان کی سرحدات کی حفاظت کس طرح کی جاسکتی تھی۔اگر سلف سالحینؒ تکفیر کے باب کو چھپا جاتے تو ایمان ایک کھیل اور مذاق بن کر رہ جاتا۔خواہش پرست طبقہ جو چاہتے کرتے رہتے،ان کی لمبی زبانیں اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کے خلاف چلتی رہتیں،اور بآوازِ بلند کلمہ پڑھ کر اپنا مسلمان ہونا بھی ظاہر کرتے رہتے۔

اگر علمائے حق ان مسائل کو بیان نہ کرتے تو آج باطل فرقوں کو باطل کہنے والا نہ ہوتا،قادیانیوں اور شیعوں کو مسلمان ہی سمجھا جارہاہوتا،اور ان دونوں کافروں کی محبت میں مبتلاء لوگ ان کوکلمہ گو ثابت کرکے اہل قبلہ میں ہی شمار کررہے ہوتے۔سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ مرتدین کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام پر الزام لگاتے،کبھی حضور اکرم ﷺ کی تنقیص کرتے،کبھی سیدہ حضرت عائشہؓ کے خلاف دل کے پھپھولے ٹھنڈے کرتے،کبھی صحابہ

کرامؓ پر اپنی نفرتوں کے تیر برساتے ،اور پھر ایک بار زُور سے کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنا مسلمان ہونا ثابت کر دیا کرتے۔تو کیا آپ ایسے گستاخ کو کلمہ پڑھنے کے باوجود مسلمان کہہ سکتے ہوں؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایمان کی حفاظت کے اصول بتلائے کہ یہ کس طرح باقی رہ سکتا ہے اور کس طرح ختم ہوسکتا ہے۔ایمان کی سرحدات کیا ہیں اور کفر کی حدیں کہاں سے شروع ہوتی ہیں؟ کیسا ایمان اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نظر میں ایمان ہے اور کیا چیز اس کو نفاق میں تبدیل کر دیتی ہے؟

لہذا یہاں پر اسلافؒ اور اکابرینؒ کے فتاوی جات کی روشنی میں آپ تفصیلی طور پر ملاحظہ فرمائیں گے کہ:

1.....کیا شیعہ اہل قبلہ ہے؟ اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے سے اسلاف کی مراد کیا ہے؟ اور اس جملہ کی تحقیق۔

2.....شیعہ جو بظاہر ایمان کا دعوی کرتے ہیں،اور اندر کفریہ عقائد ونظریات رکھتے ہیں،شریعت اور اسلام میں صرف بظاہر اسلام کا دعوی کرنے سے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں یا نہیں؟اور شیعہ جتنے بھی نیک اور اچھے اعمال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک وہ قابلِ قبول ہے یا نہیں؟

3.....ننانوے فیصد کفر ایک فیصد اسلام ہو تو اس کو کافر نہ کہنا چاہئے، اس جملہ سے کیا مراد ہے۔اس جملے کا مقصد کیا ہے۔

4.....اسلافؒ اور اکابرینؒ نے جب بھی شیعہ کے کفر پر فتوی دیا ہے تو وہاں پر لفظ شیعہ ہی لکھا ہے۔آج کل کی اصطلاح اور عرف میں :روافض: شیعہ ہی کو کہا جاتا اور پہچانا جاتا ہے۔پھر یہ کہنا کہ روافض کافر کہنا چاہئے ،شیعہ کافر ہے نہ کہنا چاہئے فضول ہے۔

5.....اسلافؒ اور اکابرینؒ نے یہ فتوی دیا ہے کہ موجودہ زمانے کے تمام شیعہ

(مرد وعورت، چھوٹے بڑے، خواص عوام) کافر ہیں۔بلا استثناء شیعہ کا ہر فرد کافر ہے۔

6..... ہر وہ شخص جو خود کو مذہب شیعہ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ شیعہ ہی ہے۔ اور شیعہ مذہب کی طرف نسبت کرنا اور شیعہ فرقہ سے ہونا ہی کفر ہے۔

7..... یہ سپاہ صحابہؓ والے اپنی طرف سے نہیں کہتے کہ: جو نہ مانے وہ بھی کافر: بلکہ جس طرح اسلاف اور اکابرین نے شیعہ کو کافر لکھا اور کہا ہے اسی طرح اسلاف نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص شیعہ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

8.....شیعہ کا کفر دوسرے کفار سے زیادہ سخت اور اسلام کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔اسلام اور مسلمانوں کو جتنا نقصان شیعوں نے پہنچایا ہے اور پہنچا رہے ہیں اتنا نقصان زنادقہ کے دوسرے سب فرقوں کا مجموعہ بھی نہیں پہنچا سکا۔اس لئے شیعیت کا راستہ روکنے کے لئے محنت کرنا زیادہ ضروری ہے۔

کیا شیعہ اہل قبلہ ہیں؟

مسئلہ تکفیر اور اہل قبلہ کی وضاحت، اکابرینؒ اور اسلافؒ کے اقوال کی روشنی میں

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فرمان:

سوال: شیعہ کی تکفیر کے سلسلے میں بعض لوگوں کی طرف سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ بہر حال وہ اہل قبلہ میں سے ہیں، اور امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے ائمہؒ کا یہ ارشاد مشہور ومعروف ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے۔ قادیانیوں کی تکفیر سے اختلاف کرنے والے بعض حضرات بھی یہ کہا اور لکھا کرتے تھے؟

جواب: کاش یہ حضرات اس پر غور کرتے کہ جن ائمہ کرامؒ یا جن مصنفینؒ نے یہ بات فرمائی یا لکھی ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے۔ ان کی مراد اہل قبلہ کے لفظ سے کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ لفظی اور لغوی معنی کے لحاظ سے تو ہر وہ شخص اہل قبلہ ہے جو مکہ مکرمہ میں واقع کعبہ کو بیت اللہ اور قبلہ مانتا ہو۔ تو اگر اس لفظ کا یہی مطلب ہو تو ابو جہل و ابولہب وغیرہ سارے مشرکین عرب :اہل قبلہ: تھے۔

عربوں کی تاریخ اور ان کے حالات سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ سارے مشرکین عرب کعبہ کو بیت اللہ اور قبلہ مانتے تھے، اس کا طواف کرتے تھے، اپنے طریقے پر حج وعمرہ بھی کرتے تھے۔ تو اگر اہل قبلہ کا مطلب یہی ہو تو پھر اُن مشرکینِ عرب کو بھی کافر ماننے کی گنجائش نہ ہوگی۔

میرے محترم دوستو!

دراصل :اہل قبلہ: ایک خاص دینی اور علمی اصطلاح ہے، عقائد اور فقہ کی کتابوں میں تکفیر کی بحث میں یہ لفظ :اہل قبلہ: عام طور سے استعمال ہوا ہے، اور انہی کتابوں میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام کو بطور دین قبول کر چکے ہو، توحید ورسالت قیامت وغیرہ ایمانیات پر یقین رکھتے ہوں، اور کسی ایسی دینی حقیقت کے منکر نہ ہو جو حضور اکرم ﷺ سے ایسے قطعی اور یقینی طریقے پر ثابت ہو جس میں کسی شک وشبہ

کی گنجائش نہ ہو۔پس اگر کوئی شخص کسی ایسی ایک بات کا بھی منکر ہوتو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہےاوراس کی تکفیر ہی کی جائے گی۔

حضرت ملاعلی قاری ؒ کی :شرح فقہ اکبر: کےصفحہ:187: پرحضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ ؒ کی اس ہدایت کا ذکر کیا گیا ہے،ساتھ ہی اسی مقام پر اہل قبلہ کی تشریح کےطور پر لکھا گیا ہے:

''اور تمہیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ اہل قبلہ سے وہی لوگ مراد ہیں جوتمام ضروریات سے متفق ہوں ۔یہی بات فقہ اورعقائد کی دوسری کتابوں میں بھی صراحت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔''

پس جولوگ قادیانیوں اورشیعہ کے بارے میں اس طرح کی بات کرتے ہیں کہ وہ اہل قبلہ ہیں،وہ لوگ اس دینی وعلمی اصطلاح کی مراد اورحقیقت سے ناواقف ہیں اور شیعہ کے بارے میں آپ کومعلوم ہو چکا ہے کہ وہ ایسی دینی حقیقتوں کے مکذب اورمنکر ہیں جوحضوراکرم ﷺ سے ایسی قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں جس میں ذرّہ برابر شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہےاورقطعیات وضروریات دین میں سے ہیں۔

یہ اہل قبلہ کے لفظ سے غلط فہمی تو ایسی تھی جس کی کچھ بنیاد تھی اگر چہ کیسی ہی غلط تھی ۔ہمارے زمانے کےتو بہت سے پڑھے لکھے مسلمانوں کا بھی یہ خیال ہے کہ جوشخص اپنے کومسلمان کہتا ہے(خواہ اس کاعقیدہ کچھ بھی ہو)بس وہ مسلمان ہے،ان لوگوں کے نزدیک اسلام بھی :ہندو دھرم: کی طرح کاایک مذہب ہے جس میں کسی خاص عقیدے کی ضرورت اوراہمیت نہیں۔

یہ لوگ جوہراُس شخص کوجواپنے کومسلمان کہے،مسلمان مانتے اورماننے پراصرار کرتے تھے،قادیانیوں کی تکفیر کے بارے میں بھی علماءکرام پر: تنگ نظری:وغیرہ کے

الزامات لگاتے تھے خمینی اور فرقہ اثناعشریہ کی تکفیر کے بارے میں بھی ان کا یہی رویہ ہونا قدرتی بات ہے۔ ایسے حضرات سے دردمندی کے ساتھ صرف یہ عرض کرنا ہے کہ وہ اسلام کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں۔

اسلام مخصوص عقائد ایمانیات اور زندگی کا ایک متعین ضابطۂ حیات ہے جو حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ آیا اور قرآن مجید میں محفوظ ہے، جو شخص اس کو قبول کرے وہ مؤمن و مسلم ہے اور جو اس کو نہ مانے اگرچہ خود حضور اکرم ﷺ کا قریب ترین عزیز ہو وہ کافر ہے۔

قادیانیوں کی تکفیر کی مخالفت کرنے والوں کا جو ایک حربہ تھا، شیعہ کی تکفیر سے اختلاف کرنے والے بھی اسی حربہ کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ حربہ یہ ہے کہ ماضی کی تکفیر کے بعض غلط فتوؤں کا حوالہ دے کر علماء کرام کے تکفیر کے فتوؤں کو عوام کی نظروں میں ناقابل اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔

(خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ: ص 22)

سوال: ایک صاحب نے امام غزالیؒ کی کتاب :التفرقہ: کے حوالہ سے ان کی عبارت نقل فرمائی ہے جس میں انہوں نے :اہل قبلہ: کی تکفیر سے زبان کو روکنے کی خاص طور سے وصیت فرمائی ہے۔ اور اسی کتاب میں امام غزالیؒ نے مسئلہ امامت اور صحابہؓ کے بارے میں شیعوں کے غلط خیالات و نظریات کی بنا پر ان کو صرف مبتدع قرار دیا ہے؟

جواب: حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جن حضرات کو یہ غلط فہمی ہو کہ راقم سطور کے استفتاء کے جواب میں حضرات علماء کرام و اصحاب فتوی نے شیعہ اثناعشریہ اور ان کے موجودہ دور کے امام خمینی کی جو تکفیر کی ہے اور ان کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے، امام غزالیؒ کا موقف اس کے خلاف ہے۔ ان سے گذارش ہے کہ وہ راقم سطور کا محولہ بالا مضمون (قادیانی کیوں مسلمان نہیں) نامی کتاب میں ملاحظہ

فرمالیں۔اس میں تکفیر کے بارے میں امام غزالیؒ کے نقطۂ نظر پر ان کی کتاب :التفرقہ: ہی کے حوالوں سے پوری تفصیل سے کلام کیا گیا ہے اور مسئلہ امامت اور صحابہ کرامؓ کے احوال کے بارے میں شیعوں کے جن عقائد ونظریات کی بنا پر امام غزالیؒ نے ان کو صرف مبتدع قرار دیا ہے اس سے امام غزالیؒ کی مراد.....امامت کے بارے میں شیعوں کے بعض فرقوں (زیدیہ وغیرہ) کا یہ عقیدہ ونظریہ ہے کہ امامت (یعنی خلافت نبوت) دراصل حضرت علیؓ کا حق تھا اور حضور اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت بھی فرمائی تھی لیکن شیخینؓ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کو خلافت سے محروم کر دیا اور خود خلیفہ بن گئے۔اس طرح انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی نافرمانی کی اور ایک بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے،لیکن وہ اس کی بنیاد پر حضرات شیخینؓ کو کافر ومرتد،ایمان سے محروم اور :مخلدفی النار: نہیں کہتے۔الغرض.....امام غزالیؒ نے ایسے ہی لوگوں کو صرف مبتدع قرار دیا ہے۔

لیکن شیعہ اثناعشریہ حضرات شیخینؓ کے کافر ومنافق،ایمان سے محروم اور :مخلّد فی النار: ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں،اور خلافت کے مسئلہ میں ان کا ساتھ دینے والے عام صحابہ کرامؓ کو بھی مرتد قرار دیتے ہیں (معاذاللّٰہ)۔

اور ایسا عقیدہ رکھنے والے بلاشبہ ایک ایسی حقیقت کی تکذیب اور انکار کرتے ہیں جو حضور اکرم ﷺ سے تواتر اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہے۔اور امام غزالیؒ نے اسی بحث کے آخر میں خاتمۂ کلام کے طور پر تحریر فرمایا ہے کہ:

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے حضور اکرم ﷺ کی فرمائی ہوئی کسی بات کی تکذیب ہوتی ہو تو اُس کی تکفیر واجب ہوگی،اگرچہ وہ مسئلہ فروعات میں سے ہو۔(خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ:ص 27)

حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی صاحبؒ کا فرمان:

متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ سے مراد وہ مومن کامل ہے جو حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے پورے دین پر ایمان رکھتا ہو، کفریہ عقائد و اعمال کا ارتکاب کرنے والے یا ضروریات دین کا انکار کرنے والے انسان کو اہل قبلہ میں سے ماننا یا کہنا، یا تو ناواقفیت پر مبنی ہے یا فریب اور دھوکہ ہے۔

:لا نکفر احدا من اھل القبلۃ: اہل سنت میں سے کسی بھی فقیہ یا متکلم کا مذہب نہیں ہے، چنانچہ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی صاحبؒ فرماتے ہے کہ :لا نکفر اھل البقلۃ: یا اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، یہ ائمہ اہل سنت میں سے ہرگز کسی کا قول نہیں بلکہ جاہلوں، زندیقوں اور ملحدوں کا گھڑا ہوا مقولہ ہے۔ ائمہ کا قول :لا نکفر احدا بذنب: ہے۔ اور :ذنب: سے مراد گناہ اور معصیت ہے۔ اس لئے کہ ائمہ سے یہ مقولہ خوارج اور معتزلہ کی تردید کے ذیل میں منقول ہے جو کسی بھی گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے ہر مومن مسلمان کو کافر اور ایمان و اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔

اس مقولہ کو کسی کفر صریح کا ارتکاب کرنے والے یا ضروریات دین کا انکار کرنے والے مسلمان کے حق میں استعمال کرنا کھلا ہوا فریب اور دھوکہ ہے یا خالص ناواقفیت اور لاعلمی۔(توہینِ صحابہؓ کا شرعی حکم:ص125)

حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب کا فرمان:

:اہل قبلہ: کی تکفیر میں علمائے حق غایت درجہ کی احتیاط سے کام لیتے ہیں، لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ :اہل قبلہ: میں سے جو فرقہ بھی ضروریات دین کا منکر ہو وہ قطعی کافر ہے، خواہ وہ اپنے ایمان و اسلام کا کتنا ہی زور و شور سے دعویٰ کرتا رہے۔

فرقہ امامیہ اثناعشریہ کے عقائد کے بارے میں فاضل علاّم حضرت مستفتی مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے جس تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور ان کی مستند کتابوں کے جس کثرت سے حوالے پیش کئے ہیں ان کے مطالعہ کے بعد خواص تو کیا عوام کو بھی اس فرقۂ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے میں شک نہیں ہوسکتا۔

بھلا جو فرقہ..... ختم نبوت کا قائل نہ ہو، اپنے آئمہ کو نبی کا درجہ دے، انہیں معصوم سمجھے، ان کی اطاعت کو تمام انسانوں پر فرض قرار دے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ ان پر وحی باطنی ہوتی ہے، اور وہ اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی افضل ہیں، قرآن کریم محرف ومبدل ہے، صحابہ کرامؓ جو بہ نص قرآن خیر اُمت ہیں اور جن کی جاں فشانی و جاں فروشی سے اسلام برپا ہوا اور دین اب تک باقی رہا ان ہی حضراتؓ کو (معاذاللہ) مرتد اور کافر کہے اور ان پر سب وشتم اور تبرا کو نہ صرف حلال بلکہ کارِثواب سمجھے۔ ایسا فرقہ لاکھ اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے، اس کو اسلام وایمان اور قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ سے کیا تعلق؟ بقول شاعر:

دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

یادرہے کہ تقیہ کے دبیز پردے اور اس فرقہ کی کتابوں کی اشاعت نہ ہونے کے باعث عام طور پر ہمارے علماء گذشتہ دور میں ان کے معتقدات سے بے خبر رہے لیکن اب جبکہ ان کی مستند کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، ان کا کفر واضح ہوچکا ہے۔ پہلے بھی جبکہ اس فرقہ کی تصانیف علماء حق کی دسترس سے باہر تھیں، جن اکابر نے ان کے افکار ونظریات پر کام کیا ہے انہوں ان کے کفر وزندقہ کی تصریح کی ہے۔

ہندوستان کے اکابر علماء میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحبؒ

نے اپنی متعدد تصانیف میں فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے کفر و زندقہ سے پردہ اُٹھایا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے :وصیت نامہ: میں فرماتے ہیں:

:ایں فقیر از روح پرفتوح آنحضرت ﷺ سوال کرد، کہ حضرت چی فرمایند درباب شیعہ کہ مدعی محبت اھل بیتؓ اند، وصحابہ کرامؓ رابدمی گویند؟ آنحضرت ﷺ بنوعے از کلام روحانی القافرمودند کہ مذھب ایشاں باطل است و بطلان مذھب ایشاں از لفظ :امام: معلوم می شود، چوں ازاں حالت افاقت دست داد، درلفظ امام تامل کردم ، معلوم شد کہ :امام: باصطلاح ایشاں معصوم مفترض الطاعۃ، منصوب للخلق است ،وحی باطنی درحق امام تجویز می نمایند، پس درحقیقت ختم نبوت را منکراند گوبزبان آنحضرت ﷺ راخاتم الانبیاء.....می گفتہ باشد:

اور بنی دوسری گراں قدر تصنیف :قرۃ العینین فی تفضیل الشیخینؓ: میں ارقام فرماتے ہیں :واحیاء او کہ حب ایشاں از حداعتدال بیروں رفت بسیار اند، الآں سہ قوم برونے کاراند :اسماعیلیہ: کہ زندیق صرف اند :امامیہ: کہ بہ حقیقت منکرختم نبوت اند، و:زیدیہ: کہ فتنہ مقاتلات بین المسلمین راایشاں منشانی شدہ اند، بازایں فرق منشعب شدہ اندبفرقھائے بسیار کہ تعدادایشاں عسر وارد ،وحضرت مرتضیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بری است ازلوث ایشاں وایں معنی از خطب اوظاھر است :واللّٰہ اعلم:

اوراسی کتاب میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :واز ذریت حضرت مرتضیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سہ فرقہ ضالہ برآمدند کہ ہیچ تقصیر نکردنددربرہم زدن دین محمدی اگر حفظ اوتعالیٰ شامل

حال ایں ملت نبود ے:

ازاں جملہ:شیعہ امامیہ: کہ نزدیک ایشاں قرآں بنقل ثقات ثابت نیست زیراکہ نقل صحابۃؓ وقراء سبعہ پیش ایشاں حجت نیست وروایت ازائمہ ایشاں منقطع،وہم چنیں احادیث مرفوعہ روایت ندارند،واستفاضۂ احادیث پیش ایشاں متصورنیست، ودرختم نبوت زندقہ پیش گرفتہ اند:

:زیدیہ:اکثرعقائداسلامیہ راکہ باحادیث ثابت شدہ منکرند، وسبب جنگھاوجدلھاشدند:

:واسماعیلیہ:خوداخبث اندزہمہ:بحقیقت مذہب ایشاں سست کردن اسلام است،وبدعات بیشمار درعقیدہ وعمل اہل اسلام ازیں سہ فریق پیداشدہ کہ تفصیل آں طولے تمام می طلبد، اگرچہ حضرت مرتضیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ازلوث ایشاں بری است ووبالِ ایشاں راجع نیست مگربریشاں:

اوراپنی بےنظیر کتاب:ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء: میں رقمطراز ہیں:وآں جاہلاں کہ می گویند خلافت راازمستحق آں غصب کردہ شد وبغیررسید مکذّب خداومکذب رسول اویند:

اوراسی کتاب میں آگے چل کرحفاظت قرآن پر بحث کرتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں:چوں تمام عالم برمصاحف عثمانیہ جمع شدند یقین کردیم کہ محفوظ ہمانیست وغیراو مرادالحفظ نبود،واگرمرادالحفظ می بود محونمی شود،وایں راہیچ عاقلے حفظ نشمارد کہ نزدیک امام موہوم الوجودمختفی الحال ادعاکنند کہ نہادہ شدہ است

سبحنک ھذابھتان عظیم،یادرروایتے غریبے درکتابے نادرے

بطریق تعجب آورده باشد که فلاں چنیں گفت وفلاں چنیں نوشت،دروقت اشکال یک جانب اصابت بودویک جانب خطأ المعذور،چوں پرده ازرونے کاربرداشتند وحق مثل قلق صبح پدیدارگشت مجال خلاف نماند،ہرکه الآن یمیناً وشمالاً افتدزندیق است اورامی بایدبقتل رسانید:

غرض یہی وہ عقائدِ باطلہ ہیں جن کی بناپرحضرت ممدوح کے خلف ارشدمولانا شاہ عبدالعزیزمحدث دہلوی صاحبؒ نے اپنے فتاوی میں تصریح کی ہے کہ:

:درمذهب حنفی موافق روایات مفتیٰ به حکم فرقه شیعه (امامیه)حکم مرتدان است چنانچه درفتاوی عالمگری مرقوم است:(فتاوی عزیزی:ج1:ص2):

یہ بھی واضح رہے کہ مذہب امامیہ اثناعشریہ کاساراتصنیفی سرمایہ گیارہویں امام حسن عسکریؒ المتوفی 261ہجری کے بعدکاختہ پرداختہ ہےجس کودشمنانِ دین نے اپنی طرف سےگڑھ کران حضرات آئمہ کےسرمنڈھ دیا ہے۔بارہویں امام کاوجودتومحض فرضی اورموہوم ہے،وہ ابھی عالمِ وجودمیں ہی نہیں آئے۔ان کاوجودتومحض امامیہ اثناعشریہ کاذہنی اختراع ہے۔بقیہ تمام گیارہ آئمہ مذہب اہل سنت سےوابستہ تھے۔ان کےزمانے میں اگر یہ خرافات قلمبندہوکران کےعلم میں آتیں توسب سےپہلےان غلط عقائدپرنکیرکرنےوالے اوران گمراہوں کی تکفیرکرنےوالےیہی حضرات ہوتے۔جس طرح کہ حضرت علیؓ نے سبائیوں کونذرآتش کیاتھااورجامع کوفہ کےمنبرپراعلان فرمایاتھاکہ جوشخص بھی مجھ کوحضرت ابوبکرؓوحضرت عمرؓ پرفضیلت دےگااس مفتری کو80 کوڑےحدلگادی جائیں گی۔

(جواهرالفتاوی:ج1:ص355)

حضرت مولانا محمد عبدالحئی لکھنوی فرنگی محلیؒ کا فرمان:

سوال: جو شخص خلقِ قرآن یا سبِ شیخینؓ کا قائل ہو تو فقہاء کرام اس کو کافر کہتے ہیں اور بعض فقہاء کرام کے نزدیک معتزلہ کافر ہیں، حالانکہ اہل سنت کا مسلک یہ ہے :لا یکفر احد من اھل القبلۃ: یعنی اہل قبلہ کافر نہیں۔ تو اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: شمس الدین خیالی صاحبؒ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، لیکن جو شخص ضروریات دین کا منکر ہو، اس کی تکفیر میں کوئی نزاع نہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں، اس لئے کہ جو شخص ضروریات دین کا منکر ہو وہ اہل قبلہ سے نہیں ہے۔ لہذا اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (فتاوی مولانا عبدالحئی: ص 27)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فرمان:

سوال: لاتکفرا اھل قبلتک: حدیث ہے یا نہیں؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حدیث :لاتکفرا اھل قبلتک: کے متعلق جواباً عرض ہے کہ ان لفظوں کے ساتھ تو یہ جملہ کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا، لیکن اس مضمون کے جملے بعض احادیث میں وارد ہیں۔ مگر قادیانی مبلغ جو ان الفاظ کو نا تمام نقل کر کے اپنے کفر کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جیسے قرآن کریم سے کوئی شخص :لاتقربوا الصلوۃ: نقل کرے۔ کیونکہ جن احادیث میں اس قسم کے الفاظ واقع ہیں، ان کے ساتھ ایک قید بھی مذکور ہے، یعنی :بذنب او لعمل: وغیرہ۔ جس کی غرض یہ

ہے کہ کسی گناہ ومعصیت کی وجہ سے کسی اہل قبلہ کو یعنی مسلم مسلمان کو کافر مت کہو۔ چنانچہ بعض روایات میں اس کے بعد ہی یہ لفظ بھی منقول ہیں: اَلّاان تروا کفراًبو حاً: یعنی جب تک کفرِ صریح نہ دیکھو، کافر مت کہو۔ خواہ گناہ کتنا بھی سخت کرے۔

یہ روایت: ابوداؤد، کتاب الجهاد: ج 1: ص 252: میں حضرت انسؓ سے اس طرح مروی ہے: ثلاث من اصل الایمان: الکف عمّن قال لاالٰه الّاالله ولاتکفربذنب ولاتخرجه من الاسلام: نیز..... بخاری شریف: ج 1: ص 57: میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے مرفوعاً:

:من شهدان لّااله الّاالله واستقبل قبلتنا وصلّى صلاتنا واكل ذبيحتنافهوالمسلم:

اہل قبلہ سے مراد باجماعِ اُمت وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین کو مانتے ہیں، نہ کہ یہ قبلے کی طرف نماز پڑھ لیں، چاہے ضروریاتِ اسلامیہ کا انکار کرتے رہیں۔

:كمافي شرح المقاصد:قال: المبحث السابع في حكم مخالف الحق من اهل القبلة ليس بكافر مالم يخالف ماهو من ضروريات (الى قوله) فلانزاع في كفراهل القبلة المواظب طول العمرعلى الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفي الحشر ونفي العلم بالجزئيات ونحوذلك وكذابصدورشيء من موجبات الكفرعنه:

:وفي شرح الاكبر: وان غلا فيه حتى وجب اكفاره به لا يعتبرخلافه ووفاقه ايضاً (الى قوله) وان صلى الى القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة ليست عبارة عن المصلين الى القبلة بل عن المؤمنين ونحوه في الكشف للبزدوي: ج 3: ص 238: لاخلاف في كفره المخالف في ضروريات الاسلام وان كان من اهل القبلة

المواظب طول عمره علی الطاعات:

:وقال الشامی ایضاً:اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهرومن انکر شیئامن الضروریات الاسلام کحدوث العلم وحشرالاجسادونفی العلم بالجزئیات وفرضیة الصلوة والصوم لم یکن من اهل القبلة ولوکان مجاهداً بالطّاعات(الی قوله)ومعنی عدم تکفیراهل القبلة ان لایکفر بارتکاب المعاصی ولابانکار الامور الخیفة غیرالمشهورة،هذاما حققه المحققون فاحفظه ومثله قال المحقق ابن امیر الحاج فی شرح التحریر لابن همام والنهی عن تکفیراهل القبلة هوالموافق علیٰ ماهومن ضروریات الاسلام.(امدادالمفتین.ج2:ص114)

سوال: کلمہ گواور اہل قبلہ کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ قادیانی ،مرزائی ولاہوری مرزائی احمدی اہل قبلہ وکلمہ گومسلمان ہیں یا نہیں؟اگر نہیں تو کس وجہ سے؟

جواب: کلمہ گواور اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اسلام اور مسلمانوں کی جس کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں کہ جوکلمہ پڑھ لے،خواہ کسی طرح پڑھے،وہ مسلمان ہے،یا جو قبلے کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے،بلکہ یہ لفظ اصطلاحی نام ہے اُس شخص کا جو تمام احکامِ اسلامیہ کا پابند ہو۔جیسے کہا جاتا ہے کہ:فلاں شخص ایم اے پاس ہے۔تو ایم اے ایک اصطلاحی نام ہے،اُن تمام علوم کا جو اِس درجے میں سکھائے جاتے ہیں،نہ یہ کہ جوایم اے(MA) کے الفاظ میں پاس ہوتا ہواور یاد رکھتا ہو۔اس طرح اہل قبلہ کے معنی بھی باتفاقِ اُمت یہی ہیں کہ جوتمام احکامِ اسلامیہ کا پابند ہو:کما صرّح بہ فی عامۃ کتاب الکلام:(امدادالمفتین.ج2:ص115)

حضرت مولانا ساجد خان اتلوی صاحب کا فرمان:

اہل قبلہ سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ وہ قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتا ہو، بلکہ اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ضروریات دین کے قائل ہوں۔

لہٰذا اگر کوئی شخص ساری زندگی قبلے کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتا ہے اور نمازوں کا پابند بھی ہو، ساری زندگی اہتمام سے روزے بھی رکھے، اسی طرح زکوۃ، حج اور دیگر تمام عبادات واحکام کا پابند بھی ہو لیکن وہ ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا منکر ہو تو قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کے باوجود وہ بلا شک وشبہ کافر ہے۔

(توہین صحابہؓ کا شرعی حکم: ص124)

حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحبؒ کا فرمان:

سوال: اگر کہا جائے کہ یہ حضرات اگر چہ دین کے بعض ضروری مسائل کا انکار کرتے ہیں لیکن جبکہ کلمہ پڑھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے ہیں تو مرتد کیسے ہو گئے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کیلئے تو یہ ضروری ہے کہ تمام اُمورِ دینیہ پر ایمان ہو، لیکن کافر ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ تمام اُمورِ دینیہ کا ہی انکار ہو بلکہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار کر دینے سے بھی انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ :موجبہ کلیہ: کی نقیض :سالبہ جزئیہ: آتی ہے، ایمان میں جمیع کی قید ہے اور کفر میں یہ قید نہیں۔

شامی میں مرتد کی تعریف یہ ہے: الراجع عن دین الاسلام ورکنها اجراء کلمة الکفر علی اللسان بعد الایمان:

ترجمہ: دین سے ہٹ جانے والا مرتد ہے، اور اس کی بنیاد مسلمان ہونے کے بعد کسی ایک کفریہ کلمہ کو اپنی زبان پر لاتا ہے۔

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے اسلام کے صرف ایک رکن (زکوۃ) سے انکار کیا تھا، نمازوں اور روزوں کو وہ بدستور مانتے تھے، مگر بایں ہمہ صحابہ کرامؓ نے انہیں مرتد قرار دیا ہے۔ امام بخاری صاحبؒ نے مانعینِ زکوۃ اور قتالِ ابی بکرؓ کے واقعہ پر مندرجہ ذیل باب باندھا ہے: باب قتل من ابی قبول الفرائض و ما نسبوا الی الرّدۃ: یہاں صریح طور پر ردّت اور ارتداد کے الفاظ موجود ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ صاحبؒ لکھتے ہیں: السلف قد سمعو مانعی الزکوۃ مرتدین مع کونھم یصومون و یصلون:

ترجمہ: سلف نے زکوۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے، حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے تھے اور نمازیں بھی پڑھتے تھے۔

امام الائمہ امام محمد صاحبؒ جن پر فقہ حنفی کا مدار ہے، لکھتے ہیں: من انکر شیئا من شرائع الاسلام فقدابطل قول لاالہ الاّاللّٰہ:

ترجمہ: جو شخص اسلام کی شرائع میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے اس نے اپنا کلمہ پڑھنے کو باطل کرلیا۔

امام ابن حزم صاحبؒ لکھتے ہیں: و صح الاجماع ان کلّ من جحد شیئاًصحّ عندنا بالاجماع ان رسول اللّٰہ ﷺ اتی بہ فقدکفر و صحّ بالنص ان کل من استھزأ باللّٰہ تعالیٰ اوبملک من الملائکۃ او بنبیّ من الانبیاء اوبأیۃ من القرآن اوبفریضۃ من فرائض الدّین فھی کلھا اٰیات اللّٰہ بعدبلوغ الحجۃ الیۃ فھو کافر و من قال نبیّ بعدالنبیّ علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ اوجحد شیئا صح بان النبیّ ﷺ

قالہ فھو کافر:

ترجمہ: اس بات پر اجماع درست ہو چکا ہے کہ جو شخص کسی ایسی بات کا انکار کرے جو اجماعی طور پر حضور اکرم ﷺ کی تعلیم ہو وہ کافر ہے، اور یہ امر نص کے ساتھ ثابت ہے کو جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ مذاق کرے یا اس کے فرشتے کے ساتھ یا قرآن پاک کی کسی آیت کے ساتھ یا نبیوں میں سے کسی نبی کے ساتھ یا دین کے فرائض میں سے کسی فریضہ کے ساتھ استہزاء کرے اس کے بعد کہ اس تک حجتِ شرع پہنچ چکی ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے کا قائل ہو یا ایسی بات کا انکار کرے جو اس کے ہاں حضور اکرم ﷺ کی تعلیم ہو تو وہ کافر ہے۔

ایسے لوگوں کا ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا انہیں اہل قبلہ میں داخل نہیں کر دیتا، جب تک کہ تمام ضروریات دین پر ایمان نہ لے آئیں۔

امام المتکلمین حضرت ملا علی قاری صاحبؒ فرماتے ہیں: اعلم ان المرادمن اھل القبلۃ الذین اتفقوا علیٰ ماھو من ضروریات الدین:

ترجمہ: اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں۔

امام ابن حزم صاحبؒ ذرا تفصیل فرماتے ہیں: اھل القبلۃ فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتھا فی الشرع واشتھر فمن انکر شیئامن الضروریات کحدوث العلم وحشرالاجساد وعلم اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ بالجزئیات وفرضیۃ الصلوۃ والصوم لم یکن من اھل القبلۃ ولو کان مجاھداً بالطّاعات:

ترجمہ: متکلمین اسلام کی اصطلاح میں اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو

ساری ضروریات دین کو سچا مانیں اور ضروریات دین سے وہ اُمور مراد ہیں جن کا ثبوت شرع میں اس طرح ہو کہ انہیں اسلام میں شہرت کا درجہ حاصل ہو۔ پس جو کوئی ایسے ضروری مسئلوں سے انکار کرے جیسے دُنیا کا حادث ہونا، قیامت کو تمام جسموں کا اکٹھا ہونا، خدا تعالیٰ جل شانہ کے علم کا محیط ہونا، نمازوں اور روزوں کا فرض ہونا تو ایسے مسائل کا منکر اہل قبلہ میں سے نہیں ہوسکتا، اگرچہ عبادات میں وہ کسی قدر مجاہد ہی کیوں نہ ہو۔

(عبقات:ج1:ص303)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فرمان:

سوال: عقائد کی کتابوں میں ہے کہ :اہل قبلہ: کی تکفیر جائز نہیں ہے؟

جواب: اس سے ملحدین یہ فریب دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص بیت اللہ کو اپنا قبلہ تسلیم کرتا رہے اس کی تکفیر جائز نہیں۔ یہ محض تلبیس ابلیس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ متکلمین کی اصطلاح میں اہل اسلام کو: اہل قبلہ: کہا جاتا ہے اور یہ دونوں لقب مترادف ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی مسلمان ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار نہ کرے اُس وقت تک اس کی تکفیر جائز نہیں۔

:اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین(الی قوله) فمن انکر شیئاً من الضروریات(الیٰ قوله)لم یکن من اهل القبلة ولوکان مجاهداً بالطاعات وکذٰلک من باشر شیئاً من امارات التکذیب کسجود الصنم والاهانة بامر شرعی والاستهزاء علیه فلیس من اهل القبلة:(نبراس:ص572)

:وقال الملاعلی القاری رحمه اللّٰه تعالیٰ:اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ماهو من ضروریات الدین کحدوث

العالم وحشر الاجساد وعلم اللّٰہ تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذٰلک من المسائل المھمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر اونفی علمہ سبحانہ وتعالیٰ بالجزئیات لایکون من اہل القبلۃ،وان المراد بعدم تکفیر احدمن اھل القبلۃ عنداھل السنۃ انہ لایکفر احد مالم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدرمنہ شیء من موجباتہ: (شرح الفقہ الاکبر):

:وفی شرح المقاصد فلانزاع فی کفراھل القبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحوذٰلک وکذلک بصدورشیء من موجبات الکفرعنہ:(شرح المقاصد المبحث السابع):

:وقال العلاء رحمہ اللّٰہ تعالیٰ کل من کان قبلتنا(الیٰ قولہ)وان انکر بعض ماعلم من الدین ضرورۃ کفر،وقال العلامۃ ابن عابدین رحمہ اللّٰہ تعالیٰ،لاخلاف فی کفرالمخالف فی ضروریات الاسلام من حدوث العالم وحشرالاجساد ونفی العلم بالجزئیات وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کمافی شرح التحریر:(ردالمحتار:ج1:ص524):

متکلمین کے ہاں یہ مسئلہ اس طرح پیدا ہوا کہ معتزلہ وخوارج مرتکبِ کبیرہ کودائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں،ان کی تردید میں حضرات متکلمین فرماتے ہیں کہ:اہل قبلہ: یعنی اہل اسلام کی تکفیر،کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے جائز نہیں جب تک وہ ضروریاتِ دین سے انکار نہ کریں۔

:نقل فی شرح التحریر عن ابی حنیفۃ رحمہ اللّٰہ تعالیٰ

لانکفراھل القبلۃ بذنب:(شرح التحریر:ص318):

:وقال فی النبراس ومعنی عدم تکفیراھل القبلۃ ان لایکفر بارتکاب المعاصی ولابانکار الامور الخفیۃ غیرالمشھورۃ ھذا ماحققہ المحققون:(نبراس:ص572):

:وقال ابن تیمیۃؒ فی کتاب الایمان ونحن اذاقلنا اھل السنۃ متفقون علیٰ ان لایکفر بالذنب فانمانرید بہ المعاصی کالزنا والشراب اھ،واوضحہ القونوی فی شرح العقیدۃ الطحاویۃ:

متکلمین کے اس قول کاماٰخذ یہ حدیث شریف ہے:

:عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللّٰہﷺ ثلاثۃ من اصل الایمان الکف عمن قال لاالہ اِلّااللّٰہ ولانکفرہ بذنب ولاتخرجہ من الاسلام بعمل:الحدث(ابوداؤد:ج1:ص252):

چونکہ متکلمین وفقہاء کرامؒ کے ہاں:اہل قبلہ:بمعنی اہل اسلام کی اصطلاح اورعدمِ تکفیر: اہل قبلہ: کا مطلب یہ ہے کہ:ارتکاب کبیرہ موجب کفرنہیں:بہت مشہوراورعام معروف ہےاس لئے بعض دفعہ صرف اتنالکھ دیتے ہیں کہ:اہل قبلہ کی تکفیر جائزنہیں:اور اعتماداً مخاطب کافہم اس کی تشریح کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

خلاصۂ بحث:

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے تمام تر احکام کی تصدیق کرنے والامسلمان ہےاورکسی ایک حکم کاانکارکرنے والاکافر ہے۔اس کی مشہورتعریف یہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کانام اسلام ہےاوران میں سے کسی ایک کاانکارکفر ہے۔

(احسن الفتاویٰ:ج1:ص71)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کا فرمان:

شیعہ بے ادب اگر چہ زبان سے کلمہ کہے لیکن مسلمان نہیں ہوسکتا، اگر ایک آیت قرآن شریف کا کوئی کلمہ کو منکر و مکذوب ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے، کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مؤمن نہیں ہوتا۔(ہدایت الشیعہ: ص 96)

مولانا نواب محمد قطب الدین خان دہلویؒ کا فرمان:

سوال: ہوسکتا ہے کہ کوئی رافضی یا رافضیوں کا ایجنٹ یہ اعتراض کرے کہ مشہور کتاب: شرح عقائد نسفی: میں اس بات کو آسان نہیں بتایا گیا ہے کہ شیخینؓ کو بُرا کہنے والے کو کافر قرار دے دیا جائے۔ نیز صاحب جامع الاصول اور صاحب مواقف نے شیعوں کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے، اسی طرح شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور امام غزالیؒ نے بھی اس کو مناسب نہیں سمجھا ہے کہ: اہل قبلہ: کو کافر کہا جائے۔ لہذا جو لوگ شیعوں کو کافر کہتے ہیں ان کا قول سلف اہل سنتؒ کے موافق نہیں ہے؟

جواب نمبر 1: اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ اُن بزرگانِ اُمت اور اساطین علم نے شیعوں کی تکفیر میں احتیاط کا دامن تھاما ہے اور اس فرقہ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے میں تامل کیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان حضرات نے شیعوں کے تمام عقائد ونظریات اور ان کے احوال و معاملات کو پوری طرح جاننے کے باوجود اُن کی تکفیر سے اعراض کیا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان بزرگوں کے ذہن میں شیعیت کا مسئلہ پوری طرح واضح نہیں تھا اور شیعوں کے متعلق تمام چیزوں کی حقیقی اور واقعاتی حیثیت پورے بسط کے ساتھ ان کے علم میں نہیں تھی جس کی بناء پر انہوں نے شیعوں کے بارے میں اسی خیال ونظریہ کا اظہار کیا جو اُن کے اُس وقت کے علم اور معلومات کے مطابق تھا۔ اور اس

طرح کی بہت مثالیں ملتی ہیں کہ جلیل القدر صحابہ کرامؓ تک کو بعض مسائل میں اشتباہ ہوا اور ان کا قول یا عمل ان کے مسائل کے حقیقی پہلو سے مختلف ظاہر ہوا۔

مثال کے طور پر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو نماز میں :اطباق یدین: کے مسئلہ میں اشتباہ کا ہونا یا حضرت علیؓ کو :بیع امہات اولاد: کے اور :زندیقوں کو آگ میں جلا دینے: کے مسئلہ میں اشتباہ ہونا یا سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کو :جنبی کے تیمم: کے مسئلہ میں اشتباہ ہونا۔

پس مذکورہ بالا بزرگوں کی نظر محض اس بات پر گئی کہ شیعہ :اہل قبلہ: اور کلمہ گو ہیں اور اسی بناء پر انہوں نے ان کی تکفیر سے احتیاط برتی۔

اگر ان کے علم میں شیعوں کے وہ تمام عقائد اور حالات تفصیل کے ساتھ آ جاتے جو ان کے :اہل قبلہ: اور کلمہ گو ہونے کے صریح منافی ہیں اور جو کسی بھی شخص کی تکفیر کیلئے واضح ثبوت اور دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں تو یقیناً وہ بزرگ بھی ان کی تکفیر کے قائل ہوتے۔

جس طرح جب سیدنا صدیق اکبرؓ نے زکوۃ کی فرضیت اور ادائیگی سے انکار کرنے والوں کے خلاف تلوار اٹھانے کا فیصلہ کیا تو سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا حضرت علیؓ نے ان لوگوں کے کلمہ گو ہونے کی بنیاد پر سیدنا صدیق اکبرؓ کے سامنے ان کی سفارش کی اور کہا کہ ہم ان لوگوں کے خلاف جنگ وقتال کیسے کر سکتے ہیں جبکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لاالٰہ الّا اللّٰہ: مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاالٰہ الّا اللّٰہ کہیں۔ اور یہ تو تمام اعمالِ اسلامی ادا کرتے ہیں صرف زکوۃ کا انکار کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے پورے عزم کے ساتھ جواب دیا کہ میں ہر اُس شخص کے خلاف جنگ وقتال کروں گا جو نماز اور روزہ کے درمیان فرق کرے گا (اور اس کی کلمہ گوئی

میرے ارادہ میں حائل نہیں ہوگی)۔سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھ لیا کہ اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو شرح صدر عطا فرما دیا ہے اور اب میں کہہ سکتا ہوں کہ حق وہی ہے جو سیدنا صدیق اکبرؓ کہہ رہے ہیں۔

جواب نمبر 2: یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ بالا بزرگوں نے اپنے ان اقوال ونظریات کا اظہار اُن شیعوں کے بارے میں فرمایا ہو، جو اُس زمانہ میں ایسے بُرے اور فاسد عقائد و احوال نہیں رکھتے تھے جیسے بعد میں شیعوں اور رافضیوں نے اختیار کر لئے۔اس کی تائید مرقاۃ میں ملا علی قاریؒ کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

فرمایا: میں کہتا ہو کہ یہ بات ہمارے زمانے کے رافضیوں اور خارجیوں کے حق میں صادق آتی ہے کیونکہ ان فرقوں کے لوگ اکابر صحابہؓ میں سے اکثر کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں، اور تمام اہل سنت والجماعت کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔پس ان فرقوں کے کافر ہونے پر اجماع ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(مظاھر حق جدید: ج5: ص 637)

میر سید شریفؒ: شرح مواقف: میں فرماتے ہیں:

یادرکھو.....!

:اہل قبلہ: کو کافر نہ کہنا، یہ شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور فقہاء کی تحقیق ہے، لیکن ہم جب گمراہ فرقوں کے عقائد کی چھان بین کرتے ہیں تو ان میں بہت سے ایسے عقائد ملتے ہیں جو قطعاً موجبِ کفر ہیں۔لہذا ہم شیخ اشعریؒ اور فقہاء کے اس اصول سے اتفاق نہیں کر سکتے بلکہ اگر کوئی مسلمان فرقہ موجبِ کفر عقائد و اعمال و اقوال اختیار کرے تو ہم اس کو ضرور کافر کہیں گے، اگر چہ وہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا اور خود کو مسلمان کہتا ہو۔

(اکفار الملحدین :ص 405)

امام ابن حزم صاحبؒ کا فرمان:

متکلمینِ اسلام کی اصطلاح میں: اہل قبلہ: سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریاتِ دین کو سچا مانیں اور ضروریاتِ دین سے وہ اُمور مراد ہیں جن کا ثبوت شرع میں اس طرح ہو کہ انہیں اسلام میں شہرت کا درجہ حاصل ہو۔ پس جو کوئی ایسے ضروری مسئلوں سے انکار کرے جیسے دنیا کا حادث ہونا، قیامت کو تمام جسموں کا اکٹھا ہونا خدا تعالیٰ جل شانہ کے علم کا محیط ہونا، نمازوں اور روزوں کا فرض ہونا تو ایسے مسائل کا منکر: اہل قبلہ: میں سے نہیں ہوسکتا، اگرچہ عبادات میں وہ کسی قدر مجاہد ہی کیوں نہ ہو۔

(عبقات: ج1: ص303)

علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی صاحبؒ کا فرمان:

اس میں شک نہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا بہت سخت کام ہے اور علمائے اسلام کو ہمیشہ اس معاملہ میں بڑی احتیاط رہی ہے۔ ہمارے امام اعظمؒ نے بھی بڑی تاکید کے ساتھ ہدایت کی ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہئے مگر اس صورت میں کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا کُھلم کُھلا انکار اِس سے صادر ہو۔

(علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص670)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتوی:

جو لوگ ایمان واسلام کا اظہار کرتے ہیں، اور نماز، روزہ وغیرہ کے پابند ہیں، مگر اسلام کے کسی قطعی اور یقینی حکم میں تاویلاتِ باطلہ کرکے تصریحات کتاب وسنت اور اجماع اُمت کے خلاف اس کا مفہوم بدلتے ہیں، ان کو کافر ومرتد قرار دینے پر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ کلمہ گو اہل قبلہ ہیں، اور اہل قبلہ کی تکفیر...... باتفاقِ امت ممنوع ہے۔ اس

لئے ضروری ہے کہ اس جگہ اہل قبلہ کے مفہوم کو واضح کیا جائے۔

اصل اس باب میں حضور اکرم ﷺ کی دو حدیثیں ہیں۔ایک وہ جو بخاری و مسلم وغیرہ میں اطاعت امراء کے بارے میں حضرت انسؓ سے منقول ہے،اس کے الفاظ یہ ہیں:من شھدان لّاالٰہ الّا اللّٰہ واستقبل قبلتنا و صلی صلوٰتنا و اکل ذبیحتنا فھو مسلم الاان تروا کفراًبواحاًعندکم من اللّٰہ فیہ برھان:

ترجمہ: جوشخص:لاالٰہ الّا اللّٰہ:کی شہادت دے،اور ہمارے قبلہ کی استقبال کرے،اور رہماری نماز پڑھے،اور ہمارا ذبیحہ کھائے،تو یہی مسلمان ہے،مگر یہ کہ دیکھو تم کفر صریح ،تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں دلیل ہو۔

اور دوسری روایت: ابو داؤد کتاب الجھاد: میں ہے۔جس کا متن یہ ہے :عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لاالٰہ الّا اللّٰہ و لاتکفربذنب ولاتخرجہ من الاسلام بعمل:

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں اصل ایمان ہیں،رُکنا اُس شخص سے جو:لاالٰہ الّا اللّٰہ: کہے،اور نہ تکفیر کرو اُس کی کسی گناہ کے سبب،اور نہ اسے خارج از اسلام قرار دو کسی عمل کے سبب۔

اس میں سے پہلی حدیث میں تو ختم کلام پر خود ہی تصریح کر دی گئی ہے کہ کلمہ گو کو اُس وقت تک کافر نہ کہا جائے گا جب تک اس سے کوئی قول یا فعل موجب کفر صریح اور نا قابل تاویل یقینی طور پر ثابت نہ ہو جائے۔

اور دوسری حدیث شریف کے الفاظ میں اس کی تصریح ہے کہ کسی گناہ یا عمل کی وجہ سے خواہ وہ کتنا ہی سخت ہو،کافر نہ کہا جائے گا،لیکن باتفاق علمائے امت،گناہ سے مراد.... اِس جگہ کفر کے سوا دوسرے گناہ ہیں۔مطلب یہ ہے کہ عملی خرابیاں،فسق و فجور کتنا ہی زیادہ ہو جائے،ان کی وجہ سے اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا۔نہ یہ کہ وہ..... قطعیات اسلام کے

خلاف عقائد کا اظہار بھی کرتا رہے تب بھی اس کو کافر نہ سمجھا جائے۔

مانعین زکوۃ اور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کافر و مرتد قرار دے کر، ان سے جہاد کرنے پر صحابہ کرامؓ کا اجماع اس کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ اہل قبلہ جن کی تکفیر ممنوع ہے۔اس کا مفہوم یہ نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر لے یا نماز پڑھ لے۔اس کو کسی عقیدۂ باطلہ کی وجہ سے بھی کافر نہ کہا جائے۔بلکہ معلوم ہوا کہ کلمہ گو یا اہل قبلہ یہ دو اصطلاحی لفظ ہیں، ان کے مفہوم میں صرف وہ مسلمان داخل ہیں جو شعائرِ اسلام نماز وغیرہ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ موجباتِ کفر اور عقائدِ باطلہ سے پاک ہوں۔

اہل قبلہ کا یہ مفہوم تمام علمائے امت کی کتابوں میں بصراحت و وضاحت موجود ہے۔ذیل میں چند اقوال.....ائمہ اسلام کے پیش کئے جاتے ہیں۔جن سے دو چیزوں کی شہادت پیش کرنا مقصود ہے۔

1.....اہل قبلہ کا صحیح مفہوم۔

2.....اصل موضوع بحث پر شہادت کہ اسلام کے قطعی اور یقینی احکام میں قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ مفہوم کے خلاف کوئی مفہوم قرار دینا بھی تکذیبِ رسول ﷺ کے حکم میں ہے۔اور ایسی تکذیب کو: زندقہ والحاد: کہا جاتا ہے۔

محقق ابن امیر الحاج صاحبؒ جو حافظ ابن حجر صاحبؒ اور شیخ ابن ہمامؒ کے شاگرد اور محقق ہیں۔:شرح تحریر الاصول: میں اہل قبلہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

:ھو الموافق علی ماھو من ضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الاجساد من غیر ان یصدر عنہ شیء من موجبات الکفر قطعا من اعتقاد راجع الیٰ وجود الٰہ غیر اللّٰہ تعالیٰ او حلولہ فی بعض اشخاص الناس او انکار نبوۃ محمد ﷺ او ذمہ او استخفافہ

~~وغیر ذٰلک المخالف فی الاصول سواھا (الیٰ ان قال) وقد ظہر من~~

هذاان عدم تكفير اهل القبلة بذنب ليس على عمومه الاان يحمل الذنب على ماليس بكفر فيخرج الكفر به كما اشار اليه السبكیؒ:

ترجمہ: اہل قبلہ وہ ہے جوموافق ہوتمام ضروریات اسلام کے۔جیسے عالم کا حدوث،اورحشراجساد،اس طرح پرکہ اس سے کوئی چیز موجبات کفر میں سے صادر نہ ہو،مثلاً ایسااعتقادجومفضی ہوحق تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ دوسرے خدا کے ماننے کواورخداتعالیٰ جل شانہ کے کسی شخص میں حلول کرنے کو،یانبوۃ محمد ﷺ کے انکارکو،یا آپ ﷺ کی مذمت یا آپ ﷺ کے استخفاف کو۔اوراسی طرح کی اورباتیں (یہاں تک کہ مصنف فرماتے ہیں کہ)اسی سے ظاہرہوگیا کہ اہل قبلہ کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیرنہ کرنے کی حدیث اپنے عموم پرنہیں ہے۔ہاں اگرگناہ سے مرادکفر کے علاوہ لیا جاوے۔جیسا کہ علامہ سبکی صاحبؒ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے توعموم مرادہوسکتا ہے۔

نیز: شرح مقاصد: میں عدم تکفیراہل قبلہ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے

:قال: المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة ليس بكافر مالم يخالف ماهو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد:

قال الشارح: ومعناه ان الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الاسلام كحدوث العالم وحشرالاجساد ومايشبهه ذٰلک واختلفوا فی اصول سواها كمسئلة الصفات وخلق الافعال وعموم الارادة وقدم الكلام وجوازالرؤية ونحوذٰلک ممالانزاع فيه ان الحق فيه واحد،هل يكفر المخالف للحق بذٰلک الاعتقاد وبالقول به ام لا۔فلانزاع فی كفراهل القبلة المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم

بالجزنيات ونحوذٰلک وکذابصدورشی ء من موجبات الکفر عنه:

ترجمہ: ساتھواں مبحث اُس شخص کے حکم میں جومخالف حق ہو،اہل قبلہ میں سے کہ وہ کافرنہیں، جب تک مخالفت نہ کرے کسی چیز کی ضروریات دین میں سے جیسے عالم کا حادث ہونا اور حشر ونشر۔

شارح فرماتے ہیں: اورمعنی اس کے یہ ہیں کہ جولوگ ضروریات اسلام پرتو متفق ہیں، جیسے حدوث عالم اورحشر وغیرہ، اوران کے سوا دوسرے اصول میں اختلاف کرتے ہیں۔جیسے..... مسئلہ صفات، اورخلق افعال، اورعموم ارادہ، اورکلام اللہ کاقدیم ہونا، اوررؤیۃ اللہ کا جواز وغیرہ، جس میں کوئی نزاع اس امر میں نہیں ہے کہ اس میں حق ایک ہی ہے۔تو کیا اس اعتقاد اوراس کا قائل ہونے کی وجہ سے اس مخالفِ حق کی تکفیر کی جائے گی یانہیں؟ سو کوئی اختلاف نہیں ہے ایسے اہل قبلہ کی تکفیر میں جوتمام عمر طاعات پرمداومت کرنے کے ساتھ قدم عالم اورنفی حشر اورعلم بالجزئیات وغیرہ کا قائل ہو، اوراسی طرح موجبات کفر میں سے کسی چیز کے صدور سے اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔

اورحضرت ملاعلی قاری صاحبؒ کی : شرح فقہ اکبر: میں ہے:اعلم ان المرادباهل القبلة الذين اتفقوا على ماهومن ضروريات الدين كحدوث العالم وحشرالاجساد وعلم اللّٰه تعالىٰ بالجزنيات وما اشبه ذٰلک من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقادقدم العالم ونفي الحشر اونفي علمه سبحانه وتعالىٰ بالجزنيات لايكون من اهل القبلة وان المرادباهل القبلة عنداهل السنة انه لايكفرمالم يوجدشى ء من امارات الكفر ولم يصدرعنه شي ء من موجباته:

ترجمہ: جانناچاہئے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جوتمام ضروریات دین

پر متفق ہیں، جیسے حدوث عالم اور حشر ونشر اور علم اللہ تعالیٰ بالجزئیات وغیرہ۔ پس جو شخص تمام عمر طاعات وعبادات کا پابند ہونے کے باوجود قدم عالم اور نفی حشر یا نفی علم اللہ تعالیٰ بالجزئیات کا معتقد ہو، وہ اہل قبلہ نہیں ہے۔ اور مراد اہل قبلہ سے اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ اس کی تکفیر اُس وقت تک نہ کی جائے گی، جب تک علاماتِ کفر میں سے کوئی چیز اس میں نہ پائی جائے۔ اور جب تک اس سے موجباتِ کفر میں سے کوئی بات سرزد نہ ہو۔

اور فخر الاسلام بزدوی صاحبؒ کی: کشف الاصول: باب الاجماع: ج: 3 ص: 238 میں، نیز امام سیف الدین آمدی کی: کتاب الاحکام فی اصول الاحکام: میں، اور: غایۃ التحقیق شرح اصول اسامی: میں ہے: ان غلا فیہ (ای فی ھواہ) حتی وجب اکفارہ بہ لا یعتبر خلافہ ووفاقہ ایضاً لعدم دخولہ فی مسمی الامۃ المشھود لھا بالعصمۃ وان صلی الی القبلۃ واعتقد نفسہ مسلما لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ بل عن المؤمنین وھو کافر وان کان لایدری انہ کافر:

ترجمہ: اگر غلو کیا اپنی خواہشاتِ نفسانیہ میں حتیٰ کہ واجب ہوگئی اس کی تکفیر، اس کی وجہ سے اجماع میں اس کے خلاف یا مخالفت کا اعتبار نہ ہوگا، اور اگر چہ وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو، اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ کیونکہ: اُمت: قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں ہے، بلکہ: مؤمنین: کا نام ہے۔ اور وہ کافر ہے، اگر چہ اس کو اپنے کافر ہونے کا علم نہ ہو۔

اور: ردالمحتار باب الامامۃ: میں علامہ شامی صاحبؒ نے بحوالہ: شرح تحریر الاصول: ابن ہمامؒ لکھا ہے:

:لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح

التحریر:

ترجمہ: جوشخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو، اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں، اگر چہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو، اور تمام عمر طاعات پر پابند رہے۔

اور: البحر الرائق شرح كنز الدقائق: میں ہے: والحاصل ان المذهب عدم تكفير احد من المخالفين فيما ليس من الاصول المعلومة من الدين ضرورة:

ترجمہ: اور حاصل یہ ہے کہ مذہب یہ ہے کہ مخالفین میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے، جو اصول دین کے سوا کسی چیز میں مخالف ہیں۔

اور: شرح عقائد نسفی: کی شرح: نبراس: میں ہے: اهل القبلة فی اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر فمن انكر شيئا من الضروريات كحدوث العلم وحشر الاجساد وعلم الله سبحانه وتعالىٰ بالجزئيات وفرضية الصلوة والصوم لم يكن من اهل القبلة ولو كان مجاهداً بالطاعات، وكذلك من باشر شيئاً من امارات التكذيب كسجود الصنم والاهانة بامر شرعی والاستهزاء عليه فليس من اهل القبلة ومعنی عدم تكفير اهل القبلة ان لا يكفر بارتكاب المعاصی ولا بانكار الامور الخيفة غير المشهورة:

ترجمہ: اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ ہے، جو تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو، یعنی ان اُمور کی جن کا ثبوت شریعت میں معلوم ومشہور ہے۔ پس جو انکار کرے کسی چیز کا ضروریات دین میں سے، جیسے حدوث عالم اور حشر اور علم اللہ تعالیٰ بالجزئیات اور فرضیت نماز وروزہ، تو وہ اہل قبلہ سے نہ ہوگا، اگر چہ وہ طاعات کا پابند ہو۔ اور

اسی طرح وہ شخص بھی اہل قبلہ میں سے نہ ہوگا جو کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو کہ تکذیب کی کھلی علامت ہے، جیسے بت کو سجدہ کرنا یا کسی ایسے امر کا ارتکاب کرے کہ جس سے امرِ شرعی کا استہزاء اور اہانت ہو، وہ اہل قبلہ نہیں ہے۔ اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ارتکاب معاصی سے اس کی تکفیر نہ کی جائے، یا اُمور خفیہ غیر مشہورہ کے انکار سے اس کی تکفیر نہ کی جائے۔

اور علم عقائد کی معروف و مستند کتاب: مواقف: میں ہے: لایکفر اهل القبلة الافیما فیه انکار ما علم مجیئه به بالضرورة او اجمع علیه کاستحلال المحرمات:

ترجمہ: اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے گی، مگر اس صورت میں کہ اس میں ضروریات دین کا انکار یا ایسی چیز کا انکار لازم آئے، جس پر اجماع ہو چکا ہے، جیسے حرام اشیاء کو حلال سمجھنا۔

اور: شرح فقه اکبر: میں ہے: و لایخفی ان المراد بقول علمائنا لایجوز تکفیر اهل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه الی القبلة فان الغلاة من الروافض الذین یدعون ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی فان اللّٰه تعالیٰ ارسله الی علیؓ و بعضهم قالوا انه اله وان صلوا الی القبلة لیسوا بمؤمنین و هذا هو المراد بقوله صلی اللّٰه علیه وسلم من صلی صلوتنا و اکل ذبیحتنا فذٰلک مسلم:

ترجمہ: یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہمارے علماء کے اس قول کی مراد کہ اہل قبلہ کی تکفیر کسی گناہ کے سبب جائز نہیں، محض قبلہ کی طرف رُخ کر لینے کی نہیں۔ کیونکہ بعض متشدد روافض ایسے ہیں جو مدعی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی۔ کیونکہ حق تعالیٰ جل شانہ نے ان کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا تھا۔ اور بعض روافض کہتے ہیں

کہ حضرت علیؓ معبود ہے۔یہ لوگ اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے رہیں،مگر مؤمن نہیں۔ اور یہی مراد ہے نبی کریمﷺ کے فرمان کی کہ: جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے: تو یہی مسلم ہے۔

اور: کلیات ابوالبقاء میں ہے: فلا نکفر اهل القبلة مالم يأت بمايوجب الكفر وهذامن قبيل قوله تعالىٰ ان اللّٰه يغفرالذّنوب جميعاًمع ان الكفرغيرمغفور ومختار جمهوراهل السنة من الفقهاء والمتكلمين عدم اكفار اهل القبلة من المبتدعة المأولة فى غير الضرورية لكون التاويل شبهة كما فى خزانة الجرجانى والمحيط البرهانى واحكام الرازى واصول البزدوى ورواه الكرخى والحاكم الشهيد عن الامام ابى حنيفة والجرجانى عن الحسن بن زياد وشارح المواقف والمقاصد والامدى عن الشافعى والاشعرى لا مطلقا:

ترجمہ: پس ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہ کریں گے،جب تک ان سے موجباتِ کفر کا صدور نہ ہو۔اور یہ اسی طرح ہے جیسے حق تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے،باوجود اس کے کہ کفر غیر: مغفور: ہے۔اور مذہب جمہور اہل سنت کا فقہاءو متکلمین میں سے جو بدعتی تاویلات کرتے ہیں غیر ضروریات دین میں،ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کی تکفیر نہ کی جائے،جیسے کہ خزانہ،جرجانی اور محیط برھانی،اور احکام رازی،اور اصول بزدوی میں ہے۔اور یہی روایت کیا ہے کرخی اور حاکم شہید نے امام ابوحنیفہ صاحبؒ سے،اور جرجانی نے حسن بن زیاد سے اور شارح مواقف اور المقاصد اور آمدی نے شافعی سے اور اشعری سے۔

اور: فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: میں ہے

:اذلا یکفر احدامن اھل القبلۃ الابانکار قطعی من الشریعۃ:

ترجمہ: ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، مگر بسبب انکار کے کسی قطعی حکم شرع کا۔

اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے:وچوں ایں فرقۂ مبتدعہ اھل قبلہ اندر تکفیر آنہا جرأت نبایدنمودتازمانے کہ انکار ضروریات دینیہ نمانیدو در متواترات احکام شرعیہ نکنند وقبول ماعلم مجیئہ من الدین بالضرورۃ نکنند:

ترجمہ: اور چونکہ یہ فرقۂ مبتدع اہل قبلہ ہیں، اس لئے ان کی تکفیر میں جرأت نہیں کرنی چاہئے، جب تک کہ یہ ضروریات دین کا انکار اور متواترات احکام شرعیہ کا رد نہ کریں، اور ضروریات دین کو قبول نہ کریں۔

:عقائدعضدیہ: میں ہے:لانکفر احدامن اھل القبلۃ الابمافیہ نفی الصانع المختار اوبمافیہ شرك اوانکار النبوۃ وانکار ماعلم من الدین بالضرورۃ اوانکار مجمع علیہ واماغیرذٰلک فالقائل مبتدع ولیس کافر:

ترجمہ: ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کریں گے، مگر اس سبب سے کہ اس میں حق تعالیٰ جل شانہ کے وجود کی نفی ہو، اور یا جس میں شرک ہو، یا انکارِ نبوت ہو، یا ضروریات دین کا انکار ہو، یا کسی :مجمع علیہ: امر کا انکار ہو۔ اور اس کے سوا پس اس کا قائل مبتدع ہے کافر نہیں۔(جواھر الفقہ:ج1:ص 87)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ: اہل قبلہ: کی تکفیر جائز نہیں اور کتب فقہ وعقائد میں بھی اس کی تصریحات موجود ہیں، نیز بعض احادیث سے بھی یہ مطلب ثابت ہے۔

:کمارواہ ابوداؤد فی الجھاد:عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لاالہ اّلااللّٰہ ولاتکفر بذنب ولاتخرجہ من الاسلام بعمل:

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں، ایک یہ کہ جو شخص کلمہ :لاالہ اّلااللّٰہ: کا قائل ہو اُس کے قتل سے باز رہو، اور کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر مت کہو اور کسی عملِ بد کی وجہ سے اُس کو اسلام سے خارج نہ قرار دو۔

اس لئے مسئلہ زیر بحث میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہے وہ :اہل قبلہ: میں داخل ہے، تو پھر بعض عقائد میں خلاف کرنے یا بعض احکام کے تسلیم نہ کرنے سے اُس کو کیسے کافر کہا جا سکتا ہے؟ اور اسی شبہ کی بنیاد پر آج کل بہت سے مسلمان ....قسمِ ثانی کے مرتدین یعنی ملحدین وزنادقہ کو مرتد و کافر نہیں سمجھتے، اور یہ ایک بھاری غلطی ہے جس کا صدمہ براہِ راست اسلام کے اصول پر پڑتا ہے۔ کیونکہ میں اپنے کلامِ سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر قسمِ دوم کے ارتداد کو ارتداد نہ سمجھا جائے تو پھر شیطان کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ اس شبہ کے منشاء کو بیان کر کے اُس کا شافی جواب ذکر کیا جائے۔

اصل اُس کی یہ ہے کہ :شرح فقہ اکبر: وغیرہ میں امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ صاحبؒ سے اور :حواشی شرح عقائد: میں شیخ ابوالحسن اشعری صاحبؒ سے اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک نقل کیا گیا ہے:

:ومن قواعد اھل السنة والجماعة ان لایکفر احدمن اھل القبلة(کذافی شرح العقائد النسفیة:ص 121)وفی شرح التحریر :ج3:ص318:وسیاقھا عن ابی حنیفةؒ ولانکفراھل القبلة بذنب انتھیٰ فقیدہ بالذنب فی عبارة الامام واصلہ فی حدیث ابی دائود

کما مر آنفاً:

ترجمہ: اہل سنت والجماعت کے قواعد میں سے ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کی جائے (شرح عقائدنسفی)اورشرح تحریر میں ہے کہ یہ مضمون امام اعظم امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے،سواس میں:بذنب: کی قیدموجود ہےاور غالباًیہ قیدحدیث ابوداؤد کی بناء پر لگائی گئی ہے جوابھی گذر چکی ہے۔

جس کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ کسی گناہ میں مبتلا ہوجانے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر مت کہو خواہ کتناہی بڑا گناہ ہو(بشرطیکہ کفروشرک نہ ہو) کیونکہ گناہ سے مراد اس جگہ پر وہی گناہ ہے جوحدِ کفر تک نہ پہنچاہو۔

:کمافی کتاب الایمان لابن تیمیۃ:حیث قال ونحن اذاقلنا اھل السنۃ متفقون علیٰ ان لایکفر بالذنب فانمانرید بہ المعاصی کالزنا والشراب انتھیٰ واوضحہ القونوی فی شرح العقیدۃ الطحاویۃ:

ترجمہ: جیسا کہ حافظ ابن تیمیہؒ کی:کتاب الایمان: میں ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہیں تو اس جگہ گناہ سے ہماری مراد معاصی .....مثل زناوشراب خوری وغیرہ ہوتے ہیں اور علامہ قونوی نے عقیدہ طحاوی کی شرح میں اس مضمون کوخوب واضح کردیا ہے،

ورنہ پھر اس عبارت کےکوئی معنیٰ نہیں رہتے اور لفظ:بـــذنـــب: کےاضافہ کی (جیسا کہ فقہ اکبر اور شرح تحریر کے حوالہ سے اوپر نقل ہوا ہے)کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔

اب شبہات کی ابتدا یہاں سے ہوئی کہ بعض علماء کی عبارتوں میں اختصار کے مواقع میں :بــــذنــــب: کالفظ بوجہ مشہور ومعروف ہونے کے چھوڑدیا گیا اور مسئلہ کا

عنوان :عدمِ تکفیر اہل قبلہ: ہو گیا۔حدیث وفقہ سے نا آشنا اور غرضِ متکلم سے ناواقف لوگ یہاں سے یہ سمجھ بیٹھے کہ جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اُس کو کافر کہنا جائز نہیں خواہ کتنے ہی عقائدِ کفریہ رکھتے ہوں، او راقوالِ کفریہ بکتا پھرے۔اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر یہی لفظ پرستی ہے تو :اہل قبلہ: کے لفظوں سے تو یہ بھی نہیں نکلتا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے بلکہ ان لفظوں کا مفہوم تو اس سے زائد نہیں کہ صرف قبلہ کی طرف منہ کر لے خواہ نماز بھی پڑھے یا نہ پڑھے۔اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو پھر دنیا میں کوئی شخص کافر ہی نہیں رہ سکتا، کیونکہ کبھی نہ کبھی ہر شخص کا منہ قبلہ کی طرف ہو ہی جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ :اہل قبلہ: کی مراد تمام اوقات واحوال کا استیعاب باستقبال قبلہ نہیں۔

خوب سمجھ لیجئے!

کہ لفظ :اہل قبلہ: ایک شرعی اصطلاح ہے، جس کے معنی اہل اسلام کے ہیں، اور اسلام وہی ہے جس میں کوئی بات کفر کی نہ ہو۔لہذا یہ لفظ :اہل قبلہ: صرف اُن لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو تمام ضروریات دین کو تسلیم کریں، اور حضور اکرم ﷺ کے تمام احکام پر (بشرط ثبوت) ایمان لائیں، نہ ہر اُس شخص کیلئے جو قبلہ کی طرف منہ کر لے۔جیسے دنیا کی موجودہ عدالتوں میں :اہل کار: کا لفظ صرف اُن لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے جو باضابطہ ملازم اور قوانینِ ملازمت کا پابند ہو۔اُس کے مفہوم لغوی کے موافق ہر کام والے آدمی کو :اہل کار: نہیں کہا جاتا۔اور یہ جو کچھ لکھا گیا علم فقہ وعقائد کی کتابیں تقریباً تمام اس پر شاہد ہیں جن میں سے بعض عبارات درج ذیل ہیں:

حضرت ملا علی قاری صاحبؒ: شرح فقه اکبر: میں فرماتے ہیں:اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهومن ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالىٰ بالجزئيات وما اشبه ذلك من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره على

الطاعات والعبادات مع اعتقادقدم العالم ونفی الحشر اونفی علمه سبحانه وتعالیٰ بالجزئیات لایکون من اهل القبلة وان المرادباهل القبلة عنداهل السنة انه لایکفرمالم یوجدشی ء من امارات الکفر ولم یصدرعنه شی ء من موجباته:

ترجمہ: خوب سمجھ لوکہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جوتمام ضروریات دین پر متفق ہیں، جیسے حدوث عالم اور حشر ونشر اور علم اللہ تعالیٰ بالجزئیات وغیرہ۔پس جوشخص تمام عمر طاعات وعبادات کاپابند ہونے کے باوجودقدم عالم اورنفی حشر یانفی علم اللہ تعالیٰ بالجزئیات کا معتقدہو، وہ اہل قبلہ نہیں ہے۔اور مراداہل قبلہ سے اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ اس کی تکفیر اُس وقت تک نہ کی جائے گی، جب تک علاماتِ کفر میں سے کوئی چیز اس میں نہ پائی جائے۔اور جب تک اس سے موجباتِ کفر میں سے کوئی بات سرزدنہ ہو۔

اورشرح مقاصد مبحث سابع میں مذکورالصدرمضمون کومفصل بیان کرتے ہوئے لکھاہے:فلانزاع فی کفراهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحوذٰلک وکذالک بصدورشی ء من موجبات الکفرعنه:

ترجمہ: اس میں کسی کااختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اُس شخص کوکافرکہا جائے گاجواگرچہ تمام عمر طاعات وعبادات پرگزارے مگرعالم کےقدیم ہونے کااعتقاد رکھے یاقیامت وحشر کایاحق تعالیٰ کےعالم جزئیات ہونے کاانکارکرے،اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیزموجبات کفرمیں سے صادرہوجائے۔

اورعلامہ شامی نے:ردالمحتار باب الامة جلداول: میں بحوالہ :تحریر الاصول: نقل فرمایاہے:لاخلاف فی کفرالمخالف من اهل القبلةالمواظب طول عمره علی الطاعات کمافی شرح التحریر.

ترجمہ: اس میں کسی کا خلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے اگر چہ تمام طاعات وعبادات میں گزار دے۔

اور:شرح عقائد نسفی: کی شرح:نبراس: میں ہے:اھل القبلۃ فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتھا فی الشرع واشتھر فمن انکر شیئامن الضروریات کحدوث العلم وحشرالاجساد وعلم اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ بالجزئیات وفرضیۃ الصلوۃ والصوم لم یکن من اھل القبلۃ ولو کان مجاھداً بالطّاعات،وکذٰلک من باشر شیئاً من امارات التکذیب کسجود الصنم والاھانۃ بامرشرعی والاستھزاء علیہ فلیس من اھل القبلۃ ومعنی عدم تکفیراھل القبلۃ ان لایکفر بارتکاب المعاصی ولابانکار الامورالخیفۃ غیرالمشھورۃ ھذاماحققہ المحققون:

:اہل قبلہ:متکلمین کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے، پس جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ:اہل قبلہ: میں سے نہیں اگر چہ عبادت واطاعت میں مجاہدات کرنے والا ہو۔ایسے ہی وہ شخص جو علامات کفر وتکذیب میں سے کسی چیز کا مرتکب ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا یا کسی امر شرعی کی اہانت واستہزا کرنا،وہ:اہل قبلہ: میں سے نہیں۔اور:اہل قبلہ: کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہیں اور نہ ایسے اُمور کے انکار کی وجہ سے کافر کہیں جو اسلام میں مشہور نہیں یعنی ضروریات دین میں سے نہیں۔(جواھر الفقہ:ج 1:ص 30)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

حدیث شریف میں جو اہل قبلہ کی تکفیر کو منع کیا گیا ہے،اس کا یہ مفہوم نہیں کہ جو

قبلے کی طرف منہ کرلے وہ مسلمان ہے، بلکہ یہ شرع اسلام کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جو صرف اُن لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے جو اسلام کے عام شعائر نماز وغیرہ مسلمانوں کی طرح ادا کرتے ہوں، اور اُن سے کوئی قول وفعل ایسا سرزد نہ ہو جس سے حضور اکرم ﷺ کی تکذیب ہوتی ہو۔ (جواهر الفقه: ج1: ص122)

امام محمد صاحبؒ کا فرمان:

جو شخص اسلام کی شرائع میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے اس نے اپنا کلمہ پڑھنے کو باطل کرلیا۔ ایسے لوگوں کا ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا انہیں: اہل قبلہ: میں داخل نہیں کردیتا جب تک کہ تمام ضروریات دین پر ایمان نہ لے آئیں۔

(سیر کبیر: ج4: ص365)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کا فرمان:

:قال فی شرح العقائد والجمع بین قولهم لایکفر احد من اهل القبلة وقولهم من قال بخلق القرآن او استحالة الرؤیة او سبّ الشیخینؓ اولعنهما اوامثال ذٰلک مشکل انتهیٰ:

ترجمہ: یعنی شرح عقائد میں لکھا ہے کہ علماء کے ان دونوں قول میں مطابقت مشکل ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ایسے کسی شخص کو کافر نہ کہنا چاہئے کہ جو اہل قبلہ سے ہو۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اُس شخص کو کافر کہنا چاہئے جس نے یہ کہا کہ قرآن شریف مخلوق ہے یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رویت محال ہے یا اس نے شیخینؓ کو بُرا کہا یا شیخینؓ پر لعنت کی: نعوذ باللّٰه من ذٰلک: اور ایسا ہی جو لوگ اس کے مانند ہوں ان کو بھی کافر کہنا چاہئے۔ یہ مضمون: شرح عقائد: کی عبارت مذکور کا ہے۔

:وقال المدقق شمس الدین الخیالی فی حاشیة وقوله ومن

قواعداهل السنة ان لایکفر فی المسائل الاجتهادیة اذلا نزاع فی تکفیرمن انکر ضروریات الدین ثم ان ھذہ القاعدة للشیخ الاشعری وبعض متابعیّہ واماالبعض الاٰخرفلم یوافقوھم وھم الذین کفروا المعتزلة والشیعة فی بعض المسائل فلااحتیاج الی الجمع لعدم اتحادالقائل انتھیٰ:

ترجمہ: یعنی علامہ شمس الدین خیالی نے اس قول کے:ومن قواعداھل السنة ان لایکفر: کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معنی اس قاعدہ کا یہ ہے کہ کافر نہ کہا جائے مسائل اجتہادیہ میں اس واسطے کہ اس امر میں نزاع نہیں کہ اُس شخص کو کافر کہنا چاہئے جس شخص نے انکار کیاضروریات دین سے،اوراس مقام میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ قاعدہ شیخ اشعریؒ اوران کے بعض تابعین کے نزدیک ہے،لیکن دوسرے بعض علماء کرام کے نزدیک یہ قاعدہ ثابت نہیں،اوروہ علماءوہ ہیں کہ جن کاقول یہ ہے کہ معتزلہ اورشیعہ اپنے بعض مسائل کے سبب سے کافر ہیں۔اس لئے اب ان دونوں اقوال میں مسابقت کرنے کی ضرورت نہیں،اس واسطے کہ یہ دونوں اقوال ایک ہی شخص کے قول نہیں ہیں۔

:ولا یخفی ان الجواب الاوّل تخصیص وتقییدللکلام بلا دلیل فالجواب الثانی مبنیّ علیٰ اختلاف القائلین بالقولین وھو خلاف الواقع بل القائلون بتلک القاعدة ھم الذین یکفرون بخلق القرآن وسبّ الشیخینؓ وقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات الیٰ غیر ذٰلک:

ترجمہ: یعنی ظاہر ہے کہ جواب اوّل میں تخصیص وتقیید ہے کلام کی بغیر دلیل کےاوردوسرے جواب کی بناءاس پر ہے کہ دونوں اقوال کے قائل دو شخص ہیں حالانکہ یہ بھی خلاف واقع ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ اس قاعدہ کے قائل وہی لوگ ہیں جن لوگوں نے کہا

ہے کہ وہ شخص کافر ہے جو یہ کہے کہ قرآن شریف مخلوق ہے یا وہ شیخینؓ کو بُرا کہے یا وہ شخص اس امر کا قائل ہو کہ عالم قدیم ہے یا وہ شخص علم بالجزئیات کی نفی کرے یا اس طرح کا اس کا کوئی اور عقیدہ فاسد ہو۔

:قال السیّدفی شرح المواقف اعلم ان عدم التکفیر اھل القبلۃ موافق لکلام الشیخ الاشعری والفقھاء کما مرّلکنّااذافتّشنا عقائدفرق الاسلامیّین وجدنامنھا مایوجب الکفر قطعا کالعقائد الراجعۃ الیٰ وجوداِلٰہ غیراللّٰہ سبحانہ اوالیٰ حلولہ فی بعض اشخاص الناس اوالیٰ انکار نبوۃ محمدﷺاوالیٰ ذمّہ اواستخفافہ اوالیٰ استباحۃ المحرمات واسقاط الواجبات الشرعیّۃ انتھیٰ:

ترجمہ: یعنی کہا سید نے شرح مواقف میں کہ جاننا چاہئے کہ عدم تکفیر اہل قبلہ کی اس قول کے موافق ہے جو شیخ اشعریؒ اور فقہاء کا ہے، جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا، لیکن ہم نے جب تفتیش کی کہ اہل اسلام کے فرقوں کے عقائد کس کس طرح کے ہیں تو ہم نے ایسا پایا کہ من جملہ ان عقائد کے بعض عقائد سے قطعاً کفر لازم آتا ہے، مثلاً: یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کوئی دوسرا خدا بھی ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بعض لوگوں میں حلول کیا ہے یا حضور اکرمﷺ کی نبوت کا انکار یا ایسا عقیدہ کہ جس سے حضور اکرمﷺ کی مذمت یا توہین ہوتی ہو، یا یہ عقیدہ کہ جس سے محرمات کو مباح جاننا اور واجبات شرعیہ کو ساقط کر دینا ثابت ہوتا ہے، یعنی ان جیسے عقائد سے ضرور کفر لازم آتا ہے۔

:بل التحقیق ان المراد باھل القبلۃ ھم الذین لاینکرون ضروریات الدین لامن یوجّہ وجھہ الی القبلۃ فی الصلٰوۃ قال اللّٰہ تعالیٰ:لیس البرّ ان تولّواوجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکنّ البرّمن اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر،الخ:

فمن انکر ضروریات الدین لم یبق من اهل القبلة لان ضروریات الدین منحصرة عندهم فی ثلاثة مدلول الکتاب بشرط ان یکون نصّاً صریحاً لایمکن تاویله کتحریم الخمر والمیسر واثبات العلم والقدرة والارادة والکلام له تعالیٰ وکون السابقین الاوّلین من المهاجرین والانصار مرضیّین عنداللّٰه تعالیٰ وانه لایجوزامانتهم والاستخفاف بهم مدلول السنة المتواترة لفظاً او معناً سواء کان من اعتقادیات او من العملیات وسواء کان فرضاً او نفلاً کوجوب محبة اهل البیتؓ من الازواجؓ والبناتؓ والجمعة والعیدین والمجمع علیه اجماعاًقطعیّاً کخلافة الصدیقؓ والفاروقؓ ونحوذٰلک ولاشبهة ان من انکر امثال هٰذه الامور لم یصحّ ایمانه بالکتاب والنبیّین اذفی تخطیه الاجماع القطعی تضلیل لجمیع الامة فیکون انکاراً بقوله تعالیٰ:کنتم خیرامّة اخرجت للنّاس:وقوله تعالیٰ:ومن یّشاقق الرّسول من بعدماتبیّن له الهدی ویتّبع غیرسبیل المؤمنین:وبقوله علیه السلام:لایجتمع امتی علی الضلالة وهومتواترمعنویّ فلایکون منکرهذه الامور من اهل القبلة:

ترجمہ: یعنی بلکہ تحقیق یہ ہے کہ مراداہل قبلہ سے وہ لوگ ہیں جوضروریات دین کے منکرنہ ہوں اوراہل قبلہ سے وہ لوگ مرادنہیں جومحض نماز میں قبلہ رُوکھڑے ہوتے ہیں، چنانچہ فرمایااللہ تعالیٰ جل شانہ نے کہ:یہ نیکی نہیں کہ پھیروتم اپنامنہ پورب اورپچھم کی طرف بلکہ نیکی اس شخص نے کی جوایمان لایااللہ تعالیٰ پراورآخرت کےدن پر،الخ:

یعنی اورنیکی کی اس شخص نے جس نے وہ کام کیاجس کی تفصیل اس آیت میں آخر

تک مذکور ہے۔تو جو شخص ضروریات دین سے منکر ہو گیا وہ اہل قبلہ سے باقی نہ رہا،اس واسطے کہ ضروریات دین علماء کرام کے نزدیک تین اُمور میں منحصر ہیں۔

ایک امر یہ ہے کہ مدلول کتاب یعنی صریح معنی کسی آیت قرآن شریف کا بشرطیکہ وہ نص صریح ہو،اس کی تاویل ممکن نہ ہو،مثلاً:حرام جاننا ماں اور بیٹی کو اور حرام جاننا شراب اور جوا کو،اور یہ ثابت کرنا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میں صفت علم اور قدرت اور ارادہ اور کلام کی ہے اور یہ جاننا کہ :سابقین الاوّلین مہاجرینؓ والانصارؓ: اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان صاحبوں کی اہانت جائز نہیں،اور ان صاحبوں کی شان میں کوئی کلمہ خفیف کہنا جائز نہیں۔یعنی یہ اُمور ضروریات دین میں سے ہیں،اس واسطے کہ یہ اُمور نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہیں۔

اور دوسرا امر من جملہ ان تین اُمور کے یہ ہے کہ مدلول سنت یعنی جو امر حدیث متواتر سے صراحتاً مفہوم ہو،وہ حدیث متواتر باعتبار لفظ کے ہو یا صرف باعتبار معنی کے متواتر ہو،خواہ وہ امر متعلق اعتقاد یا متعلق عمل کے ہو اور خواہ وہ امر فرض ہو یا نفل ہو،اس کی مثال یہ ہے واجب ہونا محبت اہل بیتؓ کی یعنی حضور اکرم ﷺ کی بیبیوںؓ کی اور صاحبزادیوںؓ کی اور واجب ہونا جمعہ اور عیدین کا۔

اور تیسرا امر من جملہ ان تین امور کے اجماع قطعی ہے،مثلاً: خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور ایسے ہی اور جو اُمور ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ جو شخص ایسے اُمور کا منکر ہو اس کا ایمان قرآن شریف اور پیغمبروں پر صحیح نہیں،اس واسطے کہ جب اس کا عقیدہ یہ ہے کہ ایسا امر جس پر اُمت کا اجماع قطعی ہوا ہے خطا ہے تو وہ شخص اپنے خیال میں اس امت کے تمام لوگوں کو گمراہ سمجھتا ہے تو

اس سے لازم آتا ہے کہ اس کو انکار ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس کلام سے: کنتم خیر اُمّۃ اُخرجت للنّاس: یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس اُمت کے بارے میں فرمایا کہ جس قدر کہ امت ہوئی اُن میں سے تم لوگ بہترین امت ہو تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس امت کو بہترین امت فرمایا اور اس کے خلاف اس شخص کا خیال ہے کہ اس امت کے لوگ گمراہ ہوئے کہ غلط امر کو اُن لوگوں نے صحیح سمجھ لیا ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس کلام سے بھی انکار ہے: ومن یّشاقق الرّسول من بعد ما تبیّن له الهدی ویتّبع غیر سبیل المؤمنین، الخ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں عتاب فرمایا جس شخص کو سیدھی راہ معلوم ہو جائے اور پھر وہ شخص حضور اکرم ﷺ کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ کے سوا کوئی دوسری راہ اختیار کرے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ اس شخص کو حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث شریف سے انکار ہے: لاتجتمع امتی علی الضلالۃ: یعنی میری امت کے لوگوں کا اجماع گمراہی پر نہ ہوگا۔ تو جو شخص ان اُمور کا منکر ہو وہ اہل قبلہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔

:وقد عرف بعضهم ضروریات الدین بانها امور یشترك فی معرفتها المتدیّن بدین الاسلام وغیر المتدیّن به:

ترجمہ: یعنی بعض علماء کرام نے ضروریات دین کی یہ تعریف کی ہے کہ ضروریات دین وہ امور ہیں جن کو وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو پابندِ دینِ اسلام ہیں اور وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو دین اسلام کے پابند نہیں۔

:وبالجملة قولهم لا نکفر احدًا من اهل القبلة کلام مجمل باق علیٰ عمومه لکن له تفصیل طویل والشان فی معرفة مَن هو من اهل القبلة ومن لیس منهم فلم بعض الفقهاء قد بالغوا فی تکفیر من ینکر بعض المسائل الاجتهادیة المشهورة عند قوم دون

قوم کحرمة لبس المعصفرونحوذٰلک وھومذھب رکیک جداً واما من فرّق بین الاصول والفروع فکفرفی احداھما دون الاخریٰ فان ارادنفس الاعمال فنعم ومرحبا وان اراداعتقادوجوبھا وسنّیتھا فلا اذلاشبھة فی ان من انکروجوب الزکوة اووجوب الوفآء بالعھد او وجوب الصلوٰة الخمس اوکون الاذان مسنوناً فقدکفرکما یدلّ علیہ قتال مانع الزکوة فی صدرالاسلام نعم فی بعضھا یکون کفراًتاویلیّاً لکن التّاویل غیرمسموع فی امثال ھٰذہ الامور الجلیة کما لم یسمع تاویل مانع الزکوٰة متمسّکین بقولہ تعالیٰ:انّ صلٰوتک سکن لّھم:وکمالم یسمع تاویل الحروریةفی انکارالعلم بالجزئیات علی الوجہ الجزئیّ مع القول بثبوت العلم علیٰ وجہ کلی فلاینبغی الاقدام علیہ اذلیس مخالف ھذہ الاحکام منصوصاًنصّاًجلیّاً لافی الکتاب ولافی السنةوالمتواترة ھذا :واللّٰہ تعالیٰ اعلم:

ترجمہ: یعنی حاصل یہ کہ علماء کرام کا قول ہے کہ اس کو کافر نہیں کہتے جو اہل قبلہ سے ہو یہ کلام مجمل ہے اپنے عموم پر باقی ہے لیکن اس کلام میں بڑی تفصیل ہے، بحث اس امر میں ہے کہ کون لوگ اہل قبلہ سے ہیں اور کون لوگ اہل قبلہ سے نہیں،تو بعض فقہاء نے کیوں مبالغہ کیا کہ اس شخص کو کافر کہہ دیا جو منکر ہوا ان بعض مسائل اجتہادیہ کا جو بعض قوم کے نزدیک مشہور نہیں، مثلاً حرام ہونا پہننا کسم کا رنگا ہوا اور مانند اس کے اور جو اُمور ہیں ان کا وہ منکر ہے،اور یہ مذہب نہایت رکیک ہے۔لیکن جس نے تفریق کی درمیان اُصول اور فروع کے پس کافر کہا ایک میں نہیں دوسرے میں تو اگر اس کی مراد نفس اعمال ہیں تو یہ بہتر ہے اور اگر اس کی مراد اعتقاد وجوب اعمال وسنیت اعمال ہیں،تو اس میں اس کا خیال صحیح

نہیں اس واسطے کہ اس میں شبہ نہیں کہ وہ شخص کافر ہے جو ان اُمور میں سے کسی امر کا منکر ہو، زکوۃ کا واجب ہونا اور عہد کا ایفا واجب ہونا اور پنج وقتی نماز کا واجب ہونا اور آذان کا مسنون ہونا، اس واسطے کہ مانعینِ زکوۃ سے شروعِ اسلام میں جہاد کیا گیا، البتہ من جملہ ان اُمور کے بعض اُمور کے انکار سے کفر تاویلی لازم آتا ہے لیکن ایسے ظاہر اُمور میں تاویل قابلِ سماعت نہیں، جیسا کہ مانعین زکوۃ کی تاویل نہ سنی گئی کہ ان لوگوں نے اپنے مدعا کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا یہ کلام پیش کیا: انّ صلوٰتک سکن لّهم: تحقیق کہ آپ کی دعا تسکین کے واسطے ہے اُن کے، اور: حــروریّـــه: کی تاویل انکار تحکّم میں نہ سنی گئی کہ ان لوگوں نے اپنے مدعا کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا یہ کلام پیش کیا: ان الحکم الّا للّٰه: یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کا اعتبار ہے، لیکن جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے، یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رؤیت کا انکار کرے یا انکار کرے علم بالجزئیات سے بطریق جزئی، مگر وہ قائل ہو ثبوت علم کا بطریق کلی تو ایسے شخص کی تکفیر کی جرأت نہ کرنی چاہئے۔ اس واسطے کہ ان احکام کی مخالفت کیلئے نص جلی میں کوئی صاف حکم نہیں، نہ بظاہر قرآن شریف میں ہے اور نہ حدیث متواترہ میں ہے، اس امر کو بغور سمجھنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔

:فان قيل ما الدّليل علىٰ ان المرادمن اهل القبلة هم المصدقون بجميع ضروريات الدين اى دلالة بلفظ اهل القبلة قلنا لدليل عليه الكفريتقابل الايمان تقابل العدم والملكة اذالكفر عدم الايمان والمتقابلان بالعدم والملكة لايكون بينهما واسطة بالنظر الىٰ خصوص الموضوع وان امكن بينهما واسطة بالنظرالى الواقع كالعمىٰ والبصر فان الذى من شانه البصرلايخلو عن احدهما ولا شبهة ان الايمان مفهومه الشرعىّ المعتبر به فى كتب الكلام والعقائد والتفسير والحديث هو تصديق النبى ﷺ فيما علم

مجیئنه به ضرورتاًعمامن شانه ذٰلک لیخرج الصبیّ والمجنون والحیوانات والکفرعدم الایمان عمامن شانه ذٰلک التصدیق فمفهوم الکفر هو عدم تصدیق النبیﷺفیماعلم مجیئه به ضرورتاًو هوبعینهٖ ماذکرنا من ان من انکر واحداًمن ضروریات الدین اتصف بالکفرنعم عدم التصدیق له مراتب اربع فیحصل للکفر ایضا اقسام اربعۃ:

الاوّل کفرالجهل و هوتکذیب النبیﷺ صریحاً فیماعلم مجیئه به مع العلم بکونه علیه السلام کاذباً فی دعواه وهٰذا هوکفر ابی جهل وامثوابه:

والثانی: کفرالجحودوالعناد وهوتکذیبه مع العلم بکونه صادقاً فی دعواه وهوکفراهل الکتاب کقوله تعالیٰ:اَلّذین اٰتینٰهم الکتٰب یعرفونه کمایعرفون ابناء هم:وقوله تعالیٰ:وجحدوابها واستیقنتهاانفسهم ظلماً وّعلوّا:وکفرابلیس من هٰذا القبیل:

والثالث کفرالشکّ کماکان لاکثرالمنافقین:

والرابع کفرالتاویل وهوان یحمل کلام النبیﷺ علیٰ غیر محملهٖ،اوعلی التقیة والمراعاۃ والمصالح ونحوذٰلک ولما کان التوجه الی القبلة من خواص معنی الایمان سواء کان شاملة اوغیر شاملة عبّروا عن الایمان باهل القبلة کماوردفی الحدیث نهیت عن قتل المصلین والمرادالمؤمنین مع ان نص القرآن علیٰ ان اهل القبلة هم المصدّقون بالنبیﷺفی جمیع ماعلم مجیئه به وهوقوله تعالیٰ:وصدّعن سبیل اللّٰه وکفربه والمسجدالحرام واخراج اهله منه اکبرعنداللّٰه فلیتامّل:

ترجمہ: یعنی اگر یہ شبہ ہو کہ کیا دلیل ہے اس امر پر کہ مراد اہل قبلہ سے وہی لوگ ہیں جو تصدیق کرلیں جمیع ضروریات دین کی تو اہل قبلہ کے لفظ سے یہ کہاں سمجھا جاتا ہے۔ ہم اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ اس امر پر دلیل یہ ہے کہ کفر اور ایمان میں تقابل وعدم ملکہ کا ہے، اس واسطے کہ کفر سے مراد عدم ایمان ہے اور جن دو چیزوں میں عدم و تقابل کا ملکہ ہوتا ہے تو ان دونوں چیزوں میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا باعتبار خصوص موضوع کے اور اگرچہ ممکن ہے کہ ان دونوں چیزوں میں واسطہ ہو باعتبار واقع کے مانند "عمیٰ" اور "بصر" کے اس واسطے کہ جس کی شان میں "بصر" ہے وہ ضرور ہے اس میں یا "عمیٰ" ہو یا "بصر" ہو۔ ان دونوں امر میں سے کسی ایک امر سے وہ خالی نہیں ہوسکتا اور اس امر میں کچھ شبہ نہیں کہ کتب کلام وعقائد وتفسیر وحدیث میں ایمان کی تعبیر یہ ہے کہ ایمان تصدیق ہے حضور اکرم ﷺ کی اُن اُمور میں بداہتاً معلوم ہو کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ اور یہ تصدیق اُس شخص کی طرف سے ہو جس کی شان سے یہ ہو کہ وہ تصدیق کرسکتا ہے۔ تو مفہوم کفر کا یہ ہوا عدم تصدیق پیغمبر ﷺ کی اُن اُمور میں جو بداہتاً معلوم ہوں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اور مفہوم کفر کا بعینہٖ وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ جو شخص ضروریات دین سے کسی ایک امر کا بھی منکر ہو تو اس شخص میں کفر پایا جائے گا۔ البتہ عدم تصدیق کے چار مراتب ہیں۔ اس اعتبار سے کفر کی بھی چار قسمیں ہیں:

1.....پہلی قسم کفر کی جہل ہے۔ اور کفر جہل سے مراد تکذیب کرنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی صراحتاً اُن اُمور میں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ حکم فرمایا ہے اور یہ عقیدہ باطل ہو کہ حضور اکرم ﷺ اپنے دعویٰ میں کاذب تھے (نعوذ باللہ من ذٰلک) اسی طرح کا کفر ابوجہل کا کفر تھا اور جو کفار اس کے مانند ہوئے ان کا کفر بھی ایسا ہی تھا۔

2.....دوسری قسم کفر کی جحود وعناد ہے، اور اس قسم کے کفر سے مراد تکذیب ہے

حضور اکرم ﷺ کی باوجود اس علم کے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے دعوی میں صادق ہوئے اور اسی طرح کا کفر اہل کتاب کا کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی یعنی جو لوگ اہل کتاب سے ہیں وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا وہ لوگ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ ان کافروں نے انکار کیا اس امر کا، حالانکہ اس امر کا صحیح ہونا یہ لوگ یقیناً جانتے ہیں۔ یہ انکار صرف بے انصافی اور تکبر سے ہے اور اسی طرح کا کفر ابلیس کا کفر بھی ہے۔

3.....تیسری قسم کفر کی شک ہے جیسا کہ اکثر منافقین کا تھا۔

4.....چوتھی قسم کفر کی کفر تاویل ہے، اور کفر تاویل سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے کلام کو ایسے معنی پر حمل کرنا جو فی الواقع اس کلام کا معنی نہ ہوں، یا محمول کرنا اس کلام کو تقیہ اور رعایت مصلحت پر، یا ایسا ہی کسی اور امر غلط پر اس کو حمل کرنا اور چونکہ نماز میں قبلہ رُو کھڑا ہونا ایمان کے خاصہ سے ہے خواہ شاملہ ہو یا خاصہ غیر شاملہ ہو۔ اس واسطے اہل شرع نے ایمان کی تعبیر اہل قبلہ کے لفظ کے ساتھ کی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے: کہ میں منع کیا گیا قتل سے نمازیوں کے:

اس حدیث شریف میں مراد نمازیوں سے مسلمان ہیں، حالانکہ نص قرآن شریف سے صراحتاً ثابت ہے کہ اہل قبلہ وہی لوگ ہیں جن لوگوں نے تصدیق کی حضور اکرم ﷺ کی اُن سب اُمور میں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ جنگ کرنا ماہ حرام میں بند کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور کفر کرنا ہے اس کی شان میں، اور کفر کرنا ہے مسجد حرام کی شان میں اور نکال دینا مسجد حرام کے لوگوں کو زیادہ بُرا ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے۔ یہ مسئلہ قابلِ غور ہے۔

(فتاوی عزیزی: ص395)

صاحب البحر الرائقؒ کا فرمان:

حاصل یہ ہے کہ حنفیہؒ کے اس قول کی مراد کہ: کسی اہل حق کے مخالف شخص یا فرقہ کو کافر نہ کہا جائے: یہ ہے کہ وہ شخص یا فرقہ اُن مسلمہ اصولوں کا مخالف نہ ہو، جن کا دین ہونا معروف اور یقینی ہے، اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔ (اکفار الملحدین: ص 101)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا فرمان:

سوال: کلمہ گو اور اہل قبلہ کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ قادیانی، مرزائی و لاہوری مرزائی احمدی اہل قبلہ و کلمہ گو مسلمان ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس وجہ سے؟

جواب: کلمہ گو اور اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اسلام اور مسلمانوں کی، جس کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں کہ جو کلمہ پڑھ لے، خواہ کسی طرح پڑھے، وہ مسلمان ہے، یا جو قبلے کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے، بلکہ یہ لفظ اصطلاحی نام ہے اُس شخص کا جو تمام احکامِ اسلامیہ کا پابند ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ: فلاں شخص ایم اے پاس ہے۔ تو ایم اے ایک اصطلاحی نام ہے، اُن تمام علوم کا جو اس درجے میں سکھائے جاتے ہیں، نہ یہ کہ جو ایم اے کے الفاظ میں پاس ہوتا ہو اور یاد رکھتا ہو۔ اس طرح اہل قبلہ کے معنی بھی باتفاقِ اُمت یہی ہیں کہ جو تمام احکامِ اسلامیہ کا پابند ہو: کما صرّح به فی عامة کتاب الکلام: (فتاوی ختم نبوت: ج 1: ص 106)

سوال: لا تکفروا اهل قبلتک: حدیث ہے یا نہیں؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حدیث: لا تکفروا اهل قبلتک: کے متعلق جواباً عرض ہے کہ ان لفظوں کے ساتھ تو یہ جملہ کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا، لیکن اس مضمون کے

جملے بعض احادیث میں وارد ہیں۔ مگر قادیانی مبلغ جو ان الفاظ کو نا تمام نقل کر کے اپنے کفر کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جیسے قرآن کریم سے کوئی شخص: لاتقربوا الصلوٰۃ: نقل کرے۔ کیونکہ جن احادیث میں اس قسم کے الفاظ واقع ہیں، ان کے ساتھ ایک قید بھی مذکور ہے، یعنی: بذنب او لعمل: وغیرہ۔ جس کی غرض یہ ہے کہ کسی گناہ و معصیت کی وجہ سے کسی اہل قبلہ کو یعنی مسلم مسلمان کو کافر مت کہو۔ چنانچہ بعض روایات میں اس کے بعد ہی یہ لفظ بھی منقول ہیں: الّا ان تروا کفرا بوحا: یعنی جب تک کفرِ صریح نہ دیکھو، کافر مت کہو۔ خواہ گناہ کتنا بھی سخت کرے۔

یہ روایت: ابوداؤد، کتاب الجھاد: ج 1: ص 252: میں حضرت انسؓ سے اس طرح مروی ہے: ثلاث من اصل الایمان: الکف عمّن قال لا الٰہ الّا اللّٰہ و لاتکفر بذنب ولا تخرجہ من الاسلام: نیز..... بخاری شریف: ج 1: ص 57: میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے مرفوعاً:

:من شھد ان لاّ الٰہ الّا اللّٰہ و استقبل قبلتنا و صلّٰی صلاتنا واکل ذبیحتنا فھو المسلم:

اہل قبلہ سے مراد با جماعِ اُمت وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین کو مانتے ہیں، نہ کہ یہ قبلے کی طرف نماز پڑھ لیں، چاہے ضروریاتِ اسلامیہ کا انکار کرتے رہیں۔

:کمافی شرح المقاصد: قال: المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اھل القبلۃ لیس بکافر مالم یخالف ما ھو من ضروریات (الٰی قولہ) فلا نزاع فی کفر اھل القبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم و نفی الحشر و نفی العلم بالجزئیات و نحو ذٰلک و کذا بصدور شیء من موجبات الکفر عنہ۔

:وفی شرح الاکبر:وان غلا فیہ حتی وجب اکفارہ بہ لا یعتبر خلافہ ووفاقہ ایضاً(الی قولہ)وان صلی الی القبلۃ واعتقد نفسہ مسلما لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ بل عن المؤمنین.ونحوہ فی الکشف للبزدوی:ج 3:ص238:لاخلاف فی کفرہ المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات:

:وقال الشامی ایضاً:اھل القبلۃ فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتھا فی الشرع واشتھرومن انکر شیئامن الضروریات الاسلام کحدوث العلم وحشرالاجسادونفی العلم بالجزئیات وفرضیۃ الصلوۃ والصوم لم یکن من اھل القبلۃ ولوکان مجاھداً بالطّاعات(الی قولہ)ومعنی عدم تکفیراھل القبلۃ ان لایکفر بارتکاب المعاصی ولابانکار الامورالخیفۃ غیرالمشھورۃ،ھٰذاماحققہ المحققون فاحفظہ ومثلہ قال المحقق ابن امیر الحاج فی شرح التحریر لابن ھمام والنھی عن تکفیراھل القبلۃ ھوالموافق علیٰ ماھومن ضروریات الاسلام:(فتاوی ختم نبوت:ج 1:ص107)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اہل قبلہ کو کافر کہنا اُس وقت تک درست نہیں جب تک اس میں کوئی وجہ کفر کی یقینی موجود نہ ہو،مثلاً:اگر کوئی رافضی نماز روزے کا پابند ہو کر اصل پیغمبری حضرت علیؓ کا حق گمان کرے تو اس کے کفر میں کس کو کلام ہے۔

:وفی ردالمحتار:ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیۃ

فی علمیؑ او ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی....فھو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ:

(فتاوی ختم نبوت:ج2:ص22)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فرمان:

حضور اکرم ﷺ نے استقبالِ قبلہ کو اسلام کا خصوصی شعار قرار دے کر اُس شخص کے جو ہمارے قبلہ کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتا ہو، مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہو، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہو، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو، پس یہ شخص مسلمان ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا اور اس کے رسول کا عہد ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عہد کو مت توڑو۔

ظاہر ہے کہ اس حدیث کا یہ منشا نہیں کہ ایک شخص خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کا منکر ہو، قرآن کریم کے قطعی ارشادات کو جھٹلاتا ہو، اور مسلمانوں سے الگ عقائد رکھتا ہو، تب بھی وہ ان کاموں کی وجہ سے مسلمان ہی شمار ہوگا، بلکہ حدیث شریف کا منشا یہ ہے کہ نماز، استقبالِ قبلہ اور ذبیحہ کا معروف طریقہ صرف مسلمانوں کا شعار اور ان کی مخصوص علامت ہے جو اُس وقت کے مذاہبِ عالم سے ممتاز کر رکھی گئی تھی۔ پس کسی غیر مسلم کو یہ حق حاصل نہیں کہ کفریہ عقائد رکھنے کے باوجود ہمارے اس شعار کو اپنائے۔ چنانچہ حافظ بدرالدین عینی اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرنا ہمارے ساتھ مخصوص ہے۔ اور شیخ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ: ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرنا یہ صرف ہماری خصوصیت ہے۔

ان تشریحات سے واضح ہوا کہ: استقبالِ قبلہ: اسلام کا اہم ترین شعار ہے، اور مسلمانوں کی معروف ترین علامت ہے۔ اسی بناء پر اہل اسلام کا لقب: اہل قبلہ: قرار دیا گیا

ہے۔پس جوشخص اسلام کے قطعی،متواتر اور مسلّمہ عقائد کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہو وہ :اہل قبلہ: میں داخل نہیں، نہ اُسے :استقبالِ قبلہ: کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

(فتاوی بینات:ج3:ص596)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اہل قبلہ کی اُس وقت تک تکفیر نہیں کی جاتی جب تک ضروریات دین کا یا کسی ایسی چیز کا جس پر اجماع منعقد ہو، انکار نہ کرے مثلاً حرام کو حلال سمجھنا۔

جوشخص تکذیب کرے یا کلیات شریعت میں سے کسی قاعدہ سے انکار کرے یا جو چیز نبی کریم ﷺ سے متواتر ثابت ہے اس سے انکار کرے اس کی تکفیر قطعی ویقینی ہے۔

(فتاوی بینات:ج1:ص253)

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی صاحبؒ کا فرمان:

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ مسلمانوں میں جتنے بھی فرقے ہیں، قادیانی ہوں یا شیعہ، سب کلمہ گو ہیں اور سب قبلہ والے ہیں، سب مسلمان ہیں، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: عقائد، فقہ او رنصوصِ قطعیہ کے خلاف فرقے....اسلام سے خارج ہیں، محض کلمہ گو ہونے یا نماز پڑھنے سے وہ :اہل قبلہ: ہوکر مسلمان نہیں ہوں گے۔

(فتاوی محمودیہ:ج2:ص115)

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب کا فرمان:

لفظ :اہل قبلہ: ایک شرعی اصطلاح ہے جس کے معنی :اہل اسلام: کے ہیں، اور اسلام وہی ہے جس میں کوئی بات کفر کی نہ ہو، لہذا یہ لفظ صرف اُن لوگوں کیلئے بولا جاتا ہے جو تمام ضروریات دین کو تسلیم کریں اور حضور اکرم ﷺ کے تمام احکامات پر صدق دل سے

ایمان لائیں، اس سے مراد ہر وہ شخص نہیں جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

تنبیہ:

حدیث شریف اور فقہ سے نا آشنا اور غرضِ متکلم سے ناواقف لوگ یہاں یہ سمجھے کہ جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے، اس کو کافر کہنا جائز نہیں، خواہ کتنے ہی کفریہ عقائد رکھتا ہو۔ یہ بہت بڑی ناواقفی اور جہالت کی بات ہے۔ علم فقہ وعقائد کی کتابوں کی مندرجہ ذیل عبارات اس پر شاہد ہیں:

:وفی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر فمن انکر شیئامن الضروریات ....لم یکن من اهل القبلة ولوکان مجاهداً بالطّاعات، وکذٰلک من باشر شیئاً من امارات التکذیب والاهانة بامرشرعی والاستهزاء علیه فلیس من اهل القبلة:

اہل قبلہ کی عدمِ تکفیر کا مطلب:

حضرت ملاعلی قاری صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے سے مراد یہی ہے کہ اس میں سے کسی شخص کو اُس وقت تک کافر نہ کہا جائے جب تک اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو علاماتِ کفر یا موجباتِ کفر میں سے ہے۔

(فتاوی عثمانیه:ج1:ص92)

حضرت ملاعلی قاری صاحبؒ کا فرمان:

خوب سمجھ لو کہ: اہل قبلہ: سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُن تمام عقائد پر متفق ہوں جو ضروریات دین میں سے ہیں، جیسے حدوث عالم اور قیامت وحشر ابدان اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا علم تمام کلیات وجزئیات پر حاوی ہونا اور اسی قسم کے دوسرے عقائد مہمہ۔

پس جو شخص تمام عمر طاعات وعبادات پر مداومت کرے مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے کا معتقد ہو یا قیامت میں مردوں کے زندہ ہونے کا یا حق تعالیٰ جل شانہ کے علم جزئیات کا انکار کرے وہ: اہل قبلہ: میں سے نہیں، اور یہ کہ اہل سنت کے نزدیک: اہل قبلہ: کی تکفیر نہ کرنے سے مراد یہی ہے کہ اُن میں سے کسی شخص کو اُس وقت تک کافر نہ کہیں جب تک اس سے کوئی ایسی چیز سرزد نہ ہو جو علاماتِ کفر یا موجباتِ کفر میں سے ہے۔

اور شرح مقاصد مبحث سابع میں مذکور الصدر مضمون کو مفصل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ: اہل قبلہ: میں سے اُس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگرچہ تمام عمر طاعات وعبادت میں گزاریں مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے یا قیامت وحشر کا یا حق تعالیٰ جل شانہ کے عالم جزئیات ہونے کا انکار کرے، اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجباتِ کفر میں سے صادر ہو جائے۔

اور اس میں کسی کا خلاف نہیں کہ: اہل قبلہ: میں سے جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے، اگرچہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزار دے۔

(جواهر الفقه: ج 1: ص 33)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں۔

(شرح فقه اکبر: ص 189)

حضرت مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب کا فرمان:

یہ جو مشہور ہے کہ: اہل قبلہ: کی تکفیر جائز نہیں۔ تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں: اہل قبلہ: وہ لوگ ہیں جو تمام اصول دین اور متواترات وضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں اور کسی ایک امرِ دین کا منکر ومکذب اور مؤول نہ ہوں تو وہ کافر نہیں

ہیں۔اوراگر وہ ضروریات دین کے منکر یا مؤول ہوں تو اگر چہ ان کی ساری زندگی عبادت میں گزر چکی ہو،وہ بہرحال کافر ہیں۔چنانچہ حضرت ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ:

''جاننا چاہئے کہ اہل قبلہ سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین پر متفق اوران کے قائل ہوں۔''

اورعلامہ عبدالعزیز پرہارویؒ فرماتے ہیں کہ حضرات متکلمین کی اصطلاح میں :اہل قبلہ:وہ شخص ہے جوضروریات دین یعنی ایسے امور کی تصدیق کرتا ہو جن کے ثبوت اور شہرت کا علم شرع سے ہو چکا ہو۔پس جس شخص نے بھی ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کیا مثلاً:حدوث عالم یا حشر الاجساد یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علم جزئیات کا یا فرضیت نماز اورروزہ کا تو وہ شخص:اہل قبلہ:میں سے نہیں ہوگا۔اگر چہ وہ عبادات میں محنت کرتا ہو۔اور اسی طرح جس شخص نے تکذیب کی نشانیوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا مثلاً بُت کو سجدہ کیایا کسی شرعی کام کی اہانت اوراستہزا کی تو وہ شخص:اہل قبلہ:میں سے نہ ہوگا۔اور:اہل قبلہ:کی عدمِ تکفیر کا معنی یہ ہے کہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے اورنیز مخفی اورغیر مشہور امر کے انکار کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کی جائے گی۔یہی حضرات محققین کی تحقیق ہے۔

اورایسے ہی ضروریات دین کے منکر کی تکفیر کی گئی ہے۔اور یہ ضروری نہیں کہ خارج اَز:اہل قبلہ: کھلے طور پر اسلام کا مخالف ہو اور عبادت وتقوی وغیرہ ترک کردے۔

چنانچہ امام زین العابدین ابن نجیم المصریؒ لکھتے ہیں کہ:

جب کسی مسئلہ میں کئی وجوہ کفر کی اورصرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو مفتی کو اس وجہ کی طرف مائل ہونا چاہئے جو اسلام کی ہے،کیونکہ مسلمان کے بارے میں حسن ظنی سے کام لینا چاہئے،لیکن اگر وہ شخص خود ہی کفر کی وجہ کو متعین کردے تو اس کو تاویل،کفر سے محفوظ نہیں کر سکتی۔

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فروعی مسائل میں خطاء اجتہادی (بشرطیکہ کسی مجتہد سے نیک نیتی کی وجہ سے واقع ہو) قابل مواخذہ نہیں، اور نہ صرف ایسا شخص معذور تصور ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے اجر پائے گا۔لیکن اصولِ دین، ضروریات دین اور عقائد کا معاملہ اس سے بالکل الگ ہے۔کیونکہ ان میں دیانت کے ساتھ غلطی بھی قابلِ معافی نہیں ہے اور نہ اس باب میں جہالت اور لاعلمی کی بناء پر کوئی شخص معذور سمجھا جاسکتا ہے۔اور اسی طرح قرآن کریم، حدیث مشہور، اجماع اور قیاس جلی کا مخالف بھی معذور نہیں ہوسکتا، اگر وہ اپنے دعوی پر خبر غریب پیش کرتا ہو۔چنانچہ علامہ سعدالدین تفتازانی الشافعیؒ لکھتے ہیں کہ:

اصول اور عقائد میں خطاء کرنے والا قابلِ سزا ہے بلکہ اس کی تضلیل یا تکفیر کی جائے گی۔اس لئے کہ عقائد اور اصول میں حق صرف ایک ہی ہے(اور فرع کی طرح ان میں حق متعدد نہیں ہےتا کہ موجب سزا نہ ہو)۔

اور علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ: جو حدیث، قرآن کریم اور متواتر حدیث کے مخالف ہو تو اس کی تاویل کرنی واجب ہے، اگر تاویل ممکن نہ ہو تو وہ حدیث خود ہی باطل ہو جائے گی۔

لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ اصول دین اور عقائد اور اسی طرح قرآن کریم، حدیث اجماع اور قیاس جلی کے مقابلہ میں اگر چہ خبر غریب بھی پیش کی جاتی ہو تب بھی وہ باطل اور مردود ہوگی اور اس باب میں مخالف یا مخطی ہرگز معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

مدار تکفیر:

حضرات فقہاء کرامؒ کے نزدیک موجبِ تکفیر شرائع اسلام ضروریات دین، اصول دین اور قطعی دلائل مثلاً کتاب اللہ، حدیث متواتر اور اجماعِ قطعی کا انکار یا اس کی تاویل کرنا

ہوتو وہ کافر ہے۔

چنانچہ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ: جس نے شرائع اسلام میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کیا تو اس نے: لاالہ الّا اللّٰہ: کے قول کو باطل کردیا۔

حافظ ابن ہمامؒ لکھتے ہیں کہ: اس پر اتفاق ہیں کہ اصول دین اور ضروریات دین میں جو شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

غرض یہ کہ اس قاعدہ پر حضرات فقہاء کرامؒ سب متفق ہیں کہ ضروریات دین میں اور قطعیات میں اور اسی طرح صریح الفاظ میں تاویل ہرگز قابلِ سماعت نہیں، اور ایسی تاویل کسی کو کفر سے نہیں بچاسکتی۔ قائل بہر حال کافر ہوگا: لاشک فیہ ولا ریب:

(تفسیر معارف الفرقان: ج 1: ص 122 تا 126)

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ کی کتاب الایمان میں ہے:

ہم جب یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ: اہل قبلہ: میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہیں تو اُس جگہ گناہ سے ہماری مراد معاصی مثل زنا وشراب خوری وغیرہ ہوتے ہیں۔ (جواھر الفقہ: ج 1: ص 31)

امام العصر، حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا فرمان:

سوال: اس کی کیا دلیل ہے کہ: اہل قبلہ: سے وہی لوگ مراد ہیں جو تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کرتے ہو، اور: اہل قبلہ: کا لفظ کیونکر اس پر دلالت کرتا ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ کفر اور ایمان ایک دوسرے کے مقابل ہیں، اور ان میں تقابل: عدم وملکہ: کا ہے۔ اس لئے کہ: کفر: کے معنی ہے عدم ایمان۔ اور جن دو چیزوں میں: عدم وملکہ: کا تقابل ہوتا ہے ان کے درمیان مصداق کے اعتبار سے واسطہ (یعنی

تیسری صورت)نہیں ہوتا اگر چہ فی نفس الامر واسطہ ممکن ہو۔

مثلاً نابینا اور بینا، کہ نابینا اس شخص کو کہتے ہیں جس کو بینا ہونا چاہئے مگر نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جس مخلوق کو بینا ہونا چاہئے وہ دو حال سے باہر نہیں، بینا ہوگا یا نابینا، یہ ممکن نہیں کہ وہ نہ بینا ہو اور نہ نابینا، بلکہ کوئی تیسری حالت ہو۔

اسی طرح اس میں شبہ نہیں کہ ایمان کا وہ شرعی مفہوم جو قرآن وحدیث اور تفسیر وعقائد وکلام کی کتابوں میں معتبر ہے، وہ یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ان تمام امور دینیہ میں تصدیق کرنا جس کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو کہ آپ ﷺ (بحیثیت رسول) ان کو لے کر آئے ہیں، اور ایسے شخص کا تصدیق کرنا جو اس تصدیق کا اہل ہو (یہ قید اس لئے کہ یہ تینوں عقل وخرد اور علم ومعرفت سے عاری اور نا اہل ہیں اس لئے نہ یہ ایمان کے مکلف (اہل) ہیں اور نہ ان کا ایمان معتبر ہے۔

یہ تو ایمان کی تعریف ہوئی، اور: کفر: کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص اس تصدیق کا اہل ہو وہ ان امور شرعیہ میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق نہ کرے، جن کو وہ یقینی طور پر جان سکتا ہے کہ آپ ﷺ ان کو لے کر دنیا میں آئے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ کفر کی یہ تعریف بعینہ وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہے اور منکر کافر ہے، لہذا کسی بھی امر ضروری کے منکر کو مسلمان اور: اہل قبلہ: نہیں کہا جا سکتا۔ (اکفار الملحدین: ص 411)

سوال: جن: اہل قبلہ: کو کافر نہیں کہا جاتا ان سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: عام طور پر مسلمان ایسے لوگوں یا فرقوں کو جو قطعی طور پر کفریہ عقائد و اعمال کے مرتکب اور کافر ہیں، محض اس لئے کافر کہنے اور اسلام سے خارج قرار دینے سے اجتناب کرتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ جل شانہ اور حضور اکرم ﷺ اور قرآن کا نام لیتے ہیں،

بظاہر مسلمانوں کے سے کام کرتے ہیں اور کہا کرتے ہے کہ :اہل قبلہ: کو کافر کہنا جائز نہیں۔ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی یا دھوکہ ہے، جس میں اچھے اچھے مسلمان گرفتار ہیں۔ درحقیقت :کلمة حق ارید به الباطل :کےطور پر یہ ایک چلتا ہوا فقرہ اور فریب ہے، جس کو یہ گمراہ اور کافر لوگ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے اور علماء حق کی تکفیر سے بچنے کے لئے سپر کےطور پر استعمال کرتے ہیں۔لہذا بقول استاذ محترمؒ.....

فرمایا: جو اہل حق کو کافر کہے گا وہ یقیناً کافر ہے اور ہم اس کو کافر کہیں گے اگر چہ وہ :اہل قبلہ: میں سے ہو۔(اکفار الملحدین: ص 98:95)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریات دین میں مخالفت کرنے والے کو کافر کہنے کے بارے میں تو اہل حق میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اگر چہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو۔(اکفار الملحدین:ص 105)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص ضروریات دین کا انکار کرتا ہے وہ اہل قبلہ اور مسلمان رہتا ہی نہیں۔

(اکفار الملحدین:ص 406)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

نیز علمائے اہل سنت کے نزدیک کسی :اہل قبلہ: کو کافر نہ کہنے کا مطلب یہی ہے کہ کسی :اہل قبلہ: کو اُس وقت تک کافر نہ کہا جائے جب تک کہ اس میں کوئی کفر کی علامت یعنی کوئی کفریہ قول یا فعل نہ پایا جائے اور کوئی موجب کفر اَمر اس سے سرزد نہ ہو۔

گویا کسی مسلمان سے اگر کوئی بھی کفریہ قول یا فعل سرزد ہو، یا اس میں کوئی بھی علامتِ کفر پائی جائے تو وہ :اہل قبلہ: سے خارج اور کافر ہو جاتا ہے، اگر چہ وہ خود کو مسلمان کہتا ہے اور مسلمانوں کی طرح عبادات و احکامِ شریعت کا پابند بھی ہو۔

(اکفار الملحدین: ص 101)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ :اہل قبلہ: (مسلمان کہلانے والے) جو عمر بھر روزہ، نماز وغیرہ تمام عبادات و احکام کا پابند رہا ہو، لیکن عالم کو قدیم مانتا ہو، یا جسمانی حیات بعد الموت کا انکار کرتا ہو، یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ہر ہر چیز کا عالم نہ مانتا ہو، وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کے باوجود بلا شک و شبہ کافر ہے۔ اسی طرح کوئی اور کفریہ قول یا فعل اس سے سرزد ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ (اکفار الملحدین :ص 99)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

متکلمین کی اصطلاح میں :اہل قبلہ: وہی لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین ،یعنی اُن تمام عقائد و احکام کو مانتے ہو جن کا ثبوت شریعت میں یقینی اور معروف و مشہور ہے۔ لہذا جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی منکر ہو: مثلاً نماز یا روزہ کے فرض ہونے کا انکار کرتا ہو، وہ :اہل قبلہ: میں سے ہرگز نہیں۔

اسی طرح جس شخص میں کوئی بھی علامتِ کفر پائی جائے ،مثلاً کسی بت وغیرہ کو سجدہ کرے یا کسی امرِ شرعی کی توہین کرے اور مذاق اڑائے ،وہ بھی :اہل قبلہ: میں سے ہرگز نہیں۔

:اہل قبلہ: کو کافر نہ کہنے کے معنی صرف یہ ہے کہ کسی مسلمان کو گناہوں کے ارتکاب کرنے یا غیر معروف نظری مسائل کا انکار کرنے پر کافر نہ کہا جائے، یہی محققین کی تحقیق ہے، اس کو اچھی طرح یاد رکھو۔ (اکفار الملحدین: ص 102)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

:اہل قبلہ: میں سے وہ گمراہ لوگ جس کو اس کی گمراہی کی بنا پر کافر نہیں کہا جاتا اور

کبھی کبھی اس کو گنہگار :اہل قبلہ: کے لفظ سے تعبیر کر دیا جاتا ہے جیسا کہ شیخ ابن ہمامؒ نے اس سے قبل :ولنلھی عن تکفیر اھل القبلة: کے ذیل میں اشارہ فرمایا ہے ۔اس سے صرف وہی شخص مراد ہے جو ضروریات دین میں تو اہل حق سے متفق ہو ،یعنی اصولی عقائد واعمال میں اہل حق سے متفق ہو اور فروعی مسائل میں مخالف ہو ،صرف اس شخص کو کافر نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ورنہ ضروریات دین میں مخالفت کرنے والے کو کافر کہنے کے بارے میں تو اہل حق میں کوئی اختلاف نہیں ہے ،اگر چہ وہ :اہل قبلہ: میں سے ہو ۔

اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کسی گناہ کی وجہ سے :اہل قبلہ: کی تکفیر کی ممانعت کا ضابطہ بھی عام نہیں ہے ،اِلّا یہ کہ گناہ سے وہ گناہ مراد لیا جائے جو کفر نہ ہو ،تو وہ شخص جس کی تکفیر کسی موجب کفر گناہ کی وجہ سے کی جائے وہ تو ضرور اس ضابطہ سے خارج ہو گا ،اور اس کو کافر کہا جائے گا ۔نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار یا موجبات کفر کا ارتکاب اس کو :اہل قبلہ: سے خارج کر دیتا ہے ۔نیز یہ کہ :اہل قبلہ: کے معنی ،قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے ،سمجھنا ناواقفیت کی دلیل ہے ۔

(اکفار الملحدین: ص 105)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

صریح کفر کے مرتکب :اہل قبلہ: کو کافر کہا جائے گا ،اگر چہ وہ قبلہ سے منحرف نہ ہوں اور اسلام سے خارج ہونے کا قصد بھی نہ کرے (اکفار الملحدین: ص 113)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اگر کسی گمراہ فرقہ نے اپنے باطل عقیدہ میں غلو اختیار کیا اور حد سے تجاوز کر گیا تو اس کو کافر قرار دینا ضروری ہے ۔ایسی صورت میں اہل حق کے ساتھ اس کی موافقت یا مخالفت کا بھی اعتبار نہ ہو گا ،اس لئے کہ وہ مسلمانوں میں داخل ہی نہیں رہا جس کو جان و مال

کی امان حاصل ہے، اگر چہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا رہے اور خود کو مسلمان سمجھتا رہے۔اس لئے کہ مسلمان ہر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے کا نام نہیں ہے بلکہ مسلمان وہ شخص ہے جس کا پورے دین اسلام اور عقائد یقینیہ واحکامِ قطعیہ پر ایمان ہو، یہ شخص یقیناً کافر ہے اگر چہ وہ خود کو کافر نہ سمجھے۔(اکفار الملحدین: ص 101)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

:اہل قبلہ:قصد وارادہ کے بغیر بھی کفریہ عقائد واعمال کی بنیاد پر اسلام سے خارج ہوسکتے ہیں۔فرماتے ہیں:یقولون الحق ویقرؤن القرآن ویمرقون من الاسلام لایتعلقون منه بشی : وہ حق بات زبان سے کہتے ہوں گے،قرآن پڑھتے ہوں گے، اس کے باوجود وہ اسلام سے نکل جائے گے،اور ان کو اسلام سے کوئی علاقہ باقی نہ رہے گا۔

یہ حدیث شریف اُن لوگوں کے قول کی تردید کرتی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں داخل ہونے اور مسلمان کہلانے کے بعد:اہل قبلہ: میں سے کوئی فرد یا گروہ اُس وقت تک اسلام سے خارج اور کافر نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ جان بوجھ کر اسلام سے نکلنے کا ارادہ نہ کرے۔یہ قول بالکل باطل ہے۔(اکفار الملحدین:ص 129)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک وہ تمام افراد اور فرقے جو مسلمان کہلانے اور :اہل قبلہ :میں سے ہونے کے باوجود اسلام کے قطعی اور یقینی عقائد واحکام سے انحراف وانکار کریں یا انبیاء کرام علیہم السلام پر سب وشتم یا توہین وتذلیل کریں، وہ نہ صرف کافر ومرتد اور واجب القتل ہیں، بلکہ دوسرے تمام کافروں اور غیر مسلموں سے زیادہ اسلام کے دشمن اور مضرّت رساں ہیں۔ان کی بیخ کنی سب سے زیادہ

ضروری اور مقدم ہے ۔نیز یہ کہ ان کی کوئی تاویل بھی مسموع ومعتبر نہیں ۔

(اکفار الملحدین:ص194)

مسئلہ ممانعت تکفیر اہل قبلہ کا اصل اور حقیقت:

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو!اہل قبلہ کو کافر کہنے کی ممانعت کے زیر بحث مسئلہ کا اصل مأخذ:سنن ابو داؤد:باب الجہاد:ج 1:ص243: کی ایک حدیث شریف ہے جس میں حضرت انسؓ حضور اکرمﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپﷺ نے فرمایا: تین چیزیں اصل ایمان ہے:

(1) لاالہ الاالله کہنے والے کے جان ومال پر دست درازی نہ کرنا۔

(2) کسی گناہ کا ارتکاب کرنے کی بناء پر اس کو کافر نہ کہنا۔

(3) کسی عمل کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ کرنا۔

اس حدیث شریف میں شریعت کے عرف کے مطابق :گناہ: سے یقیناً وہ گناہ مراد ہے جو کفر نہ ہو،اور بالکل اسی طرح یہ جملہ امام ابوحنیفہؒ وغیرہ سے مثلاً امام شافعیؒ سے :الیواقیت: میں منقول ہے،اور سفیان بن عیینہؒ سے حمیدیؒ نے اپنی مسند کے آخر میں نقل کیا ہے،اور ان کے علاوہ آئمۂ دین کی تعبیرات واقوال میں گناہ کی قید کے ساتھ وارد ہوا ہے۔(یعنی جس طرح حدیث شریف میں:لایکفرہ بذنب : آیا ہے اسی طرح یہ آئمہ بھی :لانکفر اھل القبلۃ بذنب :فرماتے ہیں)لیکن مرورِایام کے بعد کچھ ظاہر پرستوں، کچھ جاہلوں اور کچھ ملحدوں نے ان آئمہ کے اقوال میں سے :بذنب:گناہ کی قید کو اُڑا دیا اور :لانکفر اھل القبلۃ : رہنے دیا،اور اُن آئمہ کے اقوال کو بے محل استعمال کرنے لگے،کہ اُن آئمہ کے نزدیک کسی بھی :اہل قبلہ: کی تکفیر جائز نہیں ۔ظاہر ہے کہ یہ کھلی ہوئی تحریف اور آئمہ کرامؒ پر بہتان ہے۔(اکفار الملحدین: ص109)

امام ابوحنیفہؒ نے کسی گناہ کی بناء پر اہل قبلہ کی تکفیر سے منع کیا ہے:

امام ابوحنیفہؒ سے ممانعتِ تکفیر اہل قبلہ کا مسئلہ سب نے صرف :منتقی: سے ہی نقل کیا ہے۔:منتقی: کی عبارت امام ابوحنیفہؒ سے حسبِ ذیل الفاظ میں نقل کی ہے :ولا نکفر اهل القبلہ بذنب :اور ہم تو کسی گناہ کی وجہ سے :اہل قبلہ: کو کافر نہیں کہتے۔ دیکھئے اس عبارت میں :بذنب: کی قید موجود ہے۔

درحقیقت امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول صرف معتزلہ اور خوارج کی تردید کیلئے ہے، کہ خوارج تو گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے مسلمان کو کافر کہتے ہیں اور معتزلہ ایمان سے خارج اور :مخلد فی النار: کہتے ہیں، لیکن ہم اہل سنت والجماعت نہ اس کو کافر کہتے ہیں نہ خارج اَز اسلام اور :مخلدفی النار: بلکہ اس کو مسلمان اور لائق معذرت مانتے ہیں۔اس لئے کہ جملہ کا انداز بتلا رہا ہے کہ امام صاحبؒ ان لوگوں پر تعریض کررہے ہیں جو ایک مؤمن مسلمان کو بغیر کسی کفریہ قول یا فعل کے سرزد ہوئے محض کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر اور خارج از اسلام قرار دے دیتے ہیں۔لیکن کلماتِ کفر کہنے پر بھی اگر کسی کو کافر نہ کہا جائے گا تو پھر ان کلمات کو :کلمات کفر :نہ کہنا چاہئے،اور یہ محض فریب اور مغالطہ ہے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حافظ ابن تیمیہؒ کی :کتاب الایمان: کے صفحہ 121: میں مندرجہ ذیل تصریح میری نظر سے گزری:

ہم جب یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر نہ کہا جائے تو اس گناہ سے ہماری مراد زنا،وشراب خوری وغیرہ معاصی ہوتے ہیں۔

ملحدوں اور زندیقوں کا دجل وفریب:

غرض یہ کہ آئمہ کرامؒ کے قول :لا نکفر اهل القبلة: سے ملحدوں اور زندیقوں

نے اَزراہِ دجل وفریب بہت زیادہ نا جائز فائدہ اٹھایا ہے،اور ہمیشہ تکفیر سے بچنے کیلئے آئمہ کے اس قول کوبطور سپر (ڈھال)استعمال کیا ہے۔اسی لئے بہت سے آئمہ تو یہ کہنے سے بھی احتراز کرتے ہیں:لا نکفر احدابذنب: ہم کسی گناہ کی وجہ سے کسی کو کافرنہیں کہتے، بلکہ وہ کہتے ہیں:انا لانکفرھم بکل ذنب کما یفعلہ الخوارج :ہم ہر گناہ کی وجہ سے ان کواس طرح کافرنہیں کہتے جیسے خوارج کہتے ہیں۔

چنانچہ فقہ اکبر کے صفحہ 196 میں بحث ایمان کے تحت علامہ قونویؒ سے اسی مشہور مقولہ:لا نکفر احدا بذنب: کے تحت صرف:فسادِعقیدہ: کی صورت میں تکفیر کونقل کیا ہے۔

ترجمہ: بذنب: کے لفظ میں اس امر کی جانب اشارہ موجود ہے کہ :فسادِعقیدہ: کی بناء پر ضرور کافر کہا جائے گا،جیسا کہ مشبہ اور مجسمہ وغیرہ کے فاسدعقیدے، کہ ان کوان کے فاسدعقائد کی بنا پر کافر کہا جاتا ہے، نہ کہ کسی گناہ کی بناپر،اور ظاہر ہے کہ فسادِعقیدہ کوگناہ نہیں کہاجاسکتا،اور ہماری بحث گناہ سے ہے۔

حاصل خلام:

حاصل یہ ہے کہ کسی گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کوکافر نہ کہنے کے معنی یہ نہیں ہے کہ کفریہ عقائدواعمال کی وجہ سے بھی اس کوکافر نہ کہا جائے بلکہ:بذنب: کی قید سے یہ صاف ظاہر ہے کہ تکفیر سے ممانعت کاحکم صرف: گناہ تک: محدود ہےاور صرف مسلمان کے لئے ہیں،اور کفریہ عقائدواعمال اختیار کرلینے کے بعدتووہ مسلمان اور:اہل قبلہ: میں سے ہی نہیں رہتا۔(اکفار الملحدین:ص116 تا 119)

حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق:

:اہل قبلہ: سے ہر قبلہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنے والامرادنہیں بلکہ تحقیق یہ

ہے کہ اس مذکورہ بالا مشہور ومعروف مقولہ میں :اہل قبلہ: سے وہ لوگ مراد ہے جو ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرتے ہوں۔ گویا قبلہ: دین: سے کنایہ ہے، مراد: دین: کو ماننے والے لوگ ہے، نہ کہ وہ شخص جو صرف قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ خود فرماتے ہیں :لیس البرّان تولّوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکنّ البرّمن اٰمن باللّٰہ...الخ:

ترجمہ: نیکی اور دینداری صرف یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی جانب منہ پھیرلو، بلکہ نیک اور دیندار وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ لہذا جو شخص ضروریات دین کا انکار کرتا ہے وہ :اہل قبلہ: اور مسلمان رہتا ہی نہیں۔(اکفار الملحدین:ص 406)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

باقی رہا مسئلہ تکفیر میں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف تو (اس سے ہرگز دھوکے میں مت پڑنا) یہ صرف مسلمان گمراہ فرقوں سے متعلق ہے (کفار ومرتدین کے بارے میں مطلق کوئی اختلاف نہیں، ضروریاتِ دین کا منکر یا ان میں تاویل کرنے والا، تمام امت کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے) اور یہ اختلاف بھی صرف اُن اسلامی فرقوں کے اپنی گمراہی میں غلو اور حد سے تجاوز کرنے یا نہ کرنے پر مبنی ہے (جو مسلمان گمراہ فرقے اپنے فاسد عقائد و اعمال میں غالی ہیں کہ اپنے مخالف تمام مسلمانوں کو کافر ومشرک کہتے ہیں، ان کو کافر کہا گیا ہے، اور جو غالی نہیں ہیں، ان کو کافر کہنے سے احتراز کیا گیا ہے) اور یا یہ اختلاف اربابِ تصانیف کے اختلافِ حالات پر مبنی ہے، چنانچہ جس مصنف کا جس گمراہ فرقہ سے سابقہ پڑا، اور اسے ان کی گمراہی کی تہہ تک پہنچنے کا موقع ملا، اور ان کے فاسد عقائد واعمال سے دین کو نقصان پہنچنے کا اسے علم ویقین ہوا، اس نے ان کے بارے میں شدّت اختیار کی اور ایسی

شدید تر دید کی کہ دھجیاں اُڑا دیئے اور نام ونشان تک باقی نہ رہنے دیا (یعنی دین اسلام سے بالکل خارج اور کافر بنا دیا) اور جس مصنف کو ایسا سابقہ نہیں پڑا اور گمراہی کی گہرائی تک پہنچنے کا موقع نہ ملا، اس نے ازروئے احتیاط ،مسلمان اور:اہل قبلہ: سمجھ کر بر بنااصل کافر کہنے سے احتراز کیا۔

اور یہی حقیقت اس مشہور ومعروف قول کی ہے کہ:اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے: یعنی مسلمان گمراہ فرقوں کے متعلق اصول تو یہی ہے کہ ان کی تکفیر سے احتراز کیا جائے ،لیکن اگر کوئی گمراہ فرقہ اپنے مخصوص حالات اور حد سے تجاوز کرنے کی بناء پر دین کے لئے ضرر رساں بن رہا ہے تو یقیناً اس کو کافر کہا جائے گا اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا جائے گا۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی اس رسالہ میں جہاں تک ممکن ہوا احتیاط سے کام لیا ہے، مگر یہ واضح ہونا چاہئے کہ احتیاط کی بھی ایک حد ہے (اس حد سے تجاوز کرنا خود بے احتیاطی ہے) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی مسئلہ میں صرف ایک پہلو کو سامنے رکھ کر احتیاط برتتا ہے مگر دوسرے پہلو سے وہ خود بے احتیاطی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔

ہم نے اس رسالہ میں صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس دین (کے اصول) کا اعلان کیا ہے جس پر ہم قائم اور اس کی حفاظت کے ہم مکلف ہیں، اور ہر پہلو سے احتیاط کا جو حق تھا، اس کو ادا کیا ہے (یعنی جس طرح کسی کلمہ گو کو کافر کہنے سے احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، ایسی ہی دین اور اصولِ دین کی حفاظت وصیانت میں بھی انتہائی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، ایسا نہ ہو کہ کسی کلمہ گو کو کفر سے بچانے کی کوشش میں ہم دین کی بنیادوں کو نقصان پہنچا بیٹھیں کہ یہ کھلی ہوئی مداہنت اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دین کے ساتھ غداری ہے۔ ہماری نیت بالکل پاک وصاف ہے) جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ

جل شانہ اس پر گواہ ہیں، اور وہی ہر حال میں حمد وثنا کے سزاوار ہیں۔

(اکفار الملحدین:ص 341)

نتیجۂ بحث:

فرماتے ہیں کہ چونکہ نماز میں قبلہ کی جانب رُخ کرنا ایمان اور مؤمنین کی خصوصیات میں سے ہے، خواہ ازروئے عقیدۂ خاصہ شاملہ کہے، خواہ ازروئے عمل خاصہ غیر شاملہ اس لئے علماء نے اپنے اقوال میں اہل ایمان کو: اہل قبلہ: کےلفظ سےتعبیر کیا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں: مصلّی: نمازی، کنایہ ہے مسلمان سے۔ اسی طرح حدیث: نہیت عن قتل المصلین: مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس حدیث میں: مصلین: سے یقیناً مؤمنین مراد ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن کریم کی مذکورہ ذیل نص صریح بتلاتی ہے کہ: اہل قبلہ: وہی لوگ ہیں جو حضور اکرم ﷺ کی ان تمام امور میں تصدیق کرنے والے ہیں جن کو آپ ﷺ کا بحیثیت پیغمبر لے کر آنا یقینی طور پر معلوم ہے۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ: وصد عن سبیل اللّٰہ و کفر بہ والمسجد الحرام واخراج اھلہ منہ اکبر عنداللّٰہ:

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی راہ (دین) سے لوگوں کو رُوکھنا، اور اس کا انکار کرنا، اور مسجد حرام سے روکھنا، اور اہل حرم کو حرم سے نکالنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا کفر ہے۔ (اکفار الملحدین:ص 414)

علامہ شامیؒ: ردالمختار: جلد 1: صفحہ 377 پر فرماتے ہیں:

اس شخص کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جو دین اسلام کے یقینی اور قطعی عقائد واحکام کا مخالف ہو، اگر چہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور ساری عمر عبادات وطاعات کا

پابندرہاہو۔(اکفار الملحدین: ص 101)

حضرت مولانا علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کا فرمان:

سوال: یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اسلامی عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے، حالانکہ شیعہ بھی خانہ کعبہ کو قبلہ مانتے ہیں اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں؟

جواب: اہل قبلہ کی اصطلاح استعمال کرنے والے متکلمینؒ وفقہاءؒ کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نہ تو ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کے قطعی مفہوم میں تبدیلی کرتے ہیں۔اہل قبلہ کے اس اصطلاحی مفہوم کی رو سے شیعہ کا کفر واضح ہے۔(تاریخی دستاویز: ص 120)

ننانوے فیصد کفر

اور ایک فیصد اسلام

مسئلہ کی وضاحت

میرے محترم قارئین کرام!

مسئلہ..... ننانوے فیصد کفر ایک فیصد اسلام کے تحت آپ ایک چیز یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس جملہ سے کیا مراد ہے۔ اس جملے کا مقصد کیا ہے۔

دوسری چیز یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ شیعہ کا ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہے، کوئی ایک چیز.....عقائد و ایمانیات میں سے ایسا نہیں جس میں شیعہ مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو۔ پھر یہ بات کہنا فضول ہے کہ جب تک ایک فیصد اسلام ہو تو شیعہ کو کافر نہیں کہیں گے۔

تیسری چیز یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ کافر بننے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ تمام چیزوں کا انکار کیا جائے بلکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔

(باب اوّل)

ننانوے فیصد کفر اور ایک فیصد اسلام، اِس جملہ سے کیا مراد ہے؟

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتویٰ:

سوال: شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر کسی آدمی میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، مسلمان ہی کہا جائے گا۔ شیعوں میں تو اسلام کی سینکڑوں باتیں ہیں، وہ خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کو بھی مانتے ہیں، نماز روزہ کو بھی مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لہذا ان کو کیسے اسلامی دائرہ سے خارج اور کافر قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب: حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ انتہائی جاہلانہ بات اس لائق نہیں تھی کہ اس کے بارے میں کچھ لکھنا ضروری سمجھا جائے لیکن معلوم ہوا کہ یہ بات بہت مشہور ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اس بارے میں کچھ لکھ دیا جائے۔

جولوگ بھی یہ کہتے ہوں انہوں نے خودنہیں سوچا کہ وہ کیسے مہمل بات کہہ رہے ہیں، ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ جل شانہ کو ماننا اسلام کی سب سے پہلی بات ہے۔اور معلوم ہے کہ ہندو، عیسائی، یہودی مجوسی اور تمام ہی مذاہب والے خدا تعالیٰ جل شانہ کا وجود مانتے ہیں، اگر چہ شرک جیسی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔اور اسی طرح تمام مذاہب والے دنیا کے اعمال کی جزا اور سزا کے بھی قائل ہیں، یہود ونصاری اپنے گمراہانہ عقیدوں کے ساتھ پیغمبروں کے پورے سلسلہ کو اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نازل کردہ آسمانی کتب کے ماننے کا دعوی بھی کرتے ہے۔

اور اسی طرح سب مانتے ہیں کہ زنا کرنا، چوری کرنا، ظلم اور فساد بُری باتیں ہیں۔ اور غریبوں کی مدد کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، نیکی کے کام ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں اسلام کی ہیں تو کیا...ان باتوں کے ماننے والے سب مسلمان ہیں.....؟

(خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ: ص 31)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: مشہور ہے کہ اگر کسی شخص میں 99 وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو اس پر کفر کا فتوی دینا نہ چاہئے۔تو شارع علیہ السلام نے بہت سے کلمات کو کفر کے لئے وضع کیا ہے۔تو پھر کلماتِ کفر کو کفر کیلئے وضع کرنے سے کیا فائدہ؟ اگر محض زجر مقصود ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بڑے بڑے عالم بعض لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر بلکہ حقیقت میں کلماتِ کفر کے ارتکاب پر کفر کا فتوی دیتے ہیں۔اس فتوے کو کس پر محمول کرنا چاہئے؟

جواب: اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر 99 باتیں کفر کی موجب پائی جاویں تب بھی فتوی نہ دیں۔ گر۔ 99 تو بہت ہوتی ہیں اگر ایک امر بھی موجب کفر یقینی پایا جاوے تب

بھی فتویٰ دے دیں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ خود اس امر میں بہت سے احتمال ہیں۔ بعض احتمالات پر تو وہ موجبِ کفر ہے، اور وہ احتمالات 99 ہیں۔ اور بعض احتمال پر وہ موجبِ کفر نہیں اور وہ ایک ہے۔ تو اس صورت میں امر کو محمول اسی احتمال پر کریں گے جو موجبِ کفر نہیں، اور تکفیر سے احتیاط کریں گے۔ (امدادالفتاویٰ: ج4: ص393)

سوال: اکثر مرزائی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کتب دینیات میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص میں 99 وجہ کفر کی پائی جاویں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہ کہا جاوے گا۔ اور حدیث میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ حدیث شریف یہ ہے: عن انسؓ انه قال قال رسول اللّٰهﷺ من صلىٰ صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی له ذمة اللّٰه وذمة رسوله فلاتخفروا اللّٰه فی ذمته: دوسری حدیث شریف یہ ہے: قال لااله الّا اللّٰه فدخل الجنة:

اب علماء کرام سے یہ عرض ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی اہل قبلہ کلمہ گو ہے۔ تو علماء دین اس پر کفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں۔ اس کا شافی طور پر جواب ارقام فرمائیں۔

جواب: جس شخص میں کفر کی کوئی وجہ قطعی ہوگی، کافر کہا جاوے گا۔ اور حدیثیں اُس شخص کے بارے میں ہیں جن میں کوئی وجہ قطعی نہ ہو۔ اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدم کفر دونوں کو ہو، گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو تب بھی تکفیر نہ کریں گے، نہ یہ کہ تکفیرِ قطعی پر بھی تکفیر نہ کریں گے۔ کیونکہ کافر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس میں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں ورنہ جن کا کفر منصوص ہے، وہ بھی کافر نہ ہوں گے۔ (امدادالفتاویٰ: ج5: ص386)

سوال: اگر کوئی شخص اپنے فرقے کی طرف اپنے کو منسوب کرے جس کے

کچھ عقائد اسلامیہ ہوں کچھ کفریہ ہوں، اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: قواعد سمعیہ وعقلیہ اس پر متفق ہیں کہ مجموعہ ایمان وکفر کا، کفر ہی ہے۔ :وقد صرّح به في قوله تعالیٰ:و یقولون نؤمن ببعض وّنکفر ببعض وّ یریدون ان یّتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔اولٰئک هم الکٰفرون حقّا:ورنہ دنیا میں ایسا کوئی کافر نہ ہوگا جس کا ہر عقیدہ کفریہ ہی ہو۔

کثرت سے کافر، صانع کے قائل ہیں۔اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک ایمان کی، تو ایمان کا حکم کیا جاوے گا، اس سے مراد وہ وجوہ ہے جن میں دونوں احتمال ہوں، جیسے ایک کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہوں۔

(امدادالفتاوی:ج4:ص587)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتوی:

سوال: بخاری شریف میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صاحب کو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا تھا وہ احمق کوئی حبشیہ، حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور دریافت کیا کہ کیا یہ مسلمان ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ جل شانہ کہاں ہے؟ اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا دی۔ آپ ﷺ نے اس صاحب سے فرمایا لے جاؤ یہ مسلمان ہے۔

جواب: یہ حدیث بخاری شریف میں نہیں، البتہ صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں اس قسم کی روایت ہے مگر اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ رسول اللہ (اللہ تعالیٰ جل شانہ کے رسول) ہیں۔

جب اس لونڈی نے حضور اکرم ﷺ کی رسالت کے اقرار کے ضمن میں حضور اکرم ﷺ کے ہر حکم کی تصدیق کر دی تو اس کے اسلام میں کیا شبہ رہ گیا؟

معترض نے حدیث کا جتنا حصہ نقل کیا ہے، حدیث شریف کی کسی کتاب میں اس پر اکتفاء نہیں کیا گیا۔

اگر اسے اسلام قرار دے دیا جائے تو مسلم اور کافر میں کوئی فرق اور امتیاز باقی نہ رہے گا۔ پھر تو منکرینِ توحید، منکرینِ رسالت، یہود ونصاری اور مشرکین سب کے سب مسلمان کی تعریف میں داخل ہو گئے۔ یہ ہے آج کل کی وسعتِ نظر۔

(احسن الفتاوی:ج1:ص69)

مولانا مفتی اسامہ پالن پوری ڈینڈرولوی کا فرمان:

ضابطہ: کسی کے قول وعمل میں ننانوے وجوہات کفر کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو اسے کافر نہ کہیں گے۔

تشریح: کیونکہ کفر وشرک کا حکم لگانا شریعت میں بہت بڑی ذمہ داری کی بات ہے، پس جب تک کسی بھی مسلمان کے قول وعمل کا صحیح محمل ذرا بھی نکلتا ہو (کو تاویل سے ہو) سخت حکم لگانے میں جلدی نہ کی جائے گی، کیونکہ ایک مسلمان کے فناء میں خطاء کرنے سے ہزار کافروں کی بقاء میں خطا کرنا اہون ہے۔

نوٹ: تاہم خیال رہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی میں ننانوے کفر کی باتیں ہوں اور ایک بات ایمان کی ہو تو اس کو مومن ہی کہیں گے۔ جیسا کہ بعض نے ایسا سمجھ لیا ہے۔ بلکہ ایک بھی کفر کی بات قطعیت کے ساتھ ہو تو آدمی کافر ہو جاتا ہے اگر چہ اس میں ہزاروں ایمان کی باتیں ہوں۔

بلکہ مطلب ہے کہ کوئی کلام یا عمل اس نے کفر یا شرک کا کیا جس میں مثلاً سو احتمالات ہیں، اور سب کے سب اس کے کفر پر دلالت کرتے ہیں، مگر صرف ایک احتمال اس کے ایمان پر دال ہے تو اسی ایک احتمال کی بناء پر اس شخص کو کافر نہ کہیں گے۔ البتہ اگر وہ کفر

والے احتمال کی خود صراحت کردے، یا اس کی بات قطعی یعنی غیر متحمل ہو تو پھر اس کے کفر میں کوئی شک نہیں رہے گا۔(فقهى ضوابط:كتاب الايمان والعقائد:ص196)

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری صاحبؒ کا فتوی:

جن عقائد کی بنیا دپر حضرات اکابرین نے روافض پر کفر کا فتوی لگایا ہے ان میں سے کسی ایک میں بھی غیر کفر کا ایک فیصد بھی احتمال نہیں ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہوں کہ قرآن محرف ہے اس میں کفر ہی کفر ہے، ایمان کا کون سا احتمال آپ کونظر آ رہا ہے...؟؟؟
(فتاوی بینات:ج1:ص180)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحبؒ کا فرمان:

سوال: فقہاء نے لکھا ہے کہ مسلم کے فعل میں اگر ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کو ایمان پر حمل کرنا اور مومن ہی کہنا چاہئے؟

جواب: علماء میں یہ مشہور ہے کہ جس میں ننانوے وجہیں کفر کی ہو اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائے۔ سو جاننا چاہئے کہ اس کلام کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو شخص اسلام اور دین کی ننانوے باتوں کا منکر اور مکذب ہو اور ایک بات دین کی مانتا ہو اُس کو کافر نہ کہا جائے، یہ سراسر غلط اور مہمل ہے۔ کیونکہ اس معنی پر تو یہود و نصاری کو کافر کہنا جائز نہ رہے گا، کیونکہ یہود و نصاری کم از کم پچاس فیصد اسلام کی باتوں کو مانتے ہیں، بلکہ دنیا میں کوئی کافر ایسا نہیں کہ جو اسلام کی تمام باتوں کا منکر ہو۔

علماء کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی مجمل اور محتمل کلمۂ کفر زبان سے نکالا جس کے معنی میں ننانوے احتمال کفر کے ہیں اور ایک احتمال ایمان کا بھی ہے تو ایسے محتمل اور مشتبہ قول کی بناء پر اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔(فتاوی رشیدیہ:ج1:ص197)

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کا فرمان:

فقہائے کرامؒ نے یہ اصول بتایا ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں ننانوے احتمالات موجب کفر ہوں اور ایک احتمال موجب ایمان ہو تو اُس ایک احتمال کو ترجیح دی جائے گی اور اس کے اوپر کفر کا حکم نہیں لگائیں گے۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی ایسا جملہ بولا یا ایسی عبارت لکھ دی کہ جس میں ننانوے احتمالات کفر کے ہیں اور ایک احتمال صحیح محمل پر محمول کیا جا سکتا ہے تو اس صورت میں بھی اس کے اوپر کفر کا حکم نہیں لگائیں گے۔

بعض لوگ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے ننانوے اُمور کفر کے بولے اور ایک جملہ ایمان کا بولا تو ایمان والے جملے کا اعتبار ہوگا اور اس پر کفر کا حکم نہیں لگے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ننانوے باتیں کفر کی کرے اور ایک بات ایمان کی کرے تب بھی وہ مؤمن رہے گا۔

یہ جملہ وفقرہ ایک ہی ہے چاہے زبانی بولا ہو یا تحریراً لکھا، اس میں کوئی فرق نہیں ہے، البتہ اس کی تشریح میں مختلف احتمالات ہو سکتے ہیں، لیکن ترجیح اس احتمال کو دی جائے گی جو موجب ایمان ہو۔

مطلب یہ نکلا کہ اس کے کلام کی حتی الامکان ایسی تشریح کی جائے گی جو کفر کی طرف نہ لے جانے والی ہو۔ لہٰذا جب تک ایسی کسی تشریح کا احتمال ہوگا اُس وقت تک ہم اس کے اوپر کفر کا حکم نہیں لگائیں گے، البتہ جب کسی شخص کے بارے میں قطعی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے اپنے کلام کے ذریعے: ماثبت من الدین ضرورۃ: کا انکار کیا ہے اور اس کی تشریح میں کسی اور معنی کا احتمال نہیں تو پھر اس کے اوپر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

(کفریہ الفاظ اور اُن کے احکامات: ص 119)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا فرمان:

سو(100) وجہ کفر کے مسئلے کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایسا کلمہ کہا کہ جس کے ایک کم سو معنی کفر کی طرف عائد ہوتے ہیں، اور بموجب ایک معنی کے وہ لفظ کفر کا نہیں ہے،تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلاتحقیق اس پر فتویٰ کفر کا جاری نہ کرے، جیسا کہ ایک شخص کو کسی نے نماز کے واسطے تاکیداً کہا، اس نے نماز سے انکار کیا،تو انکار اس کا نماز کو بُرا جان کر، یا نماز کے فرض ہونے کا منکر ہوکر، یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے، وغیرہ وغیرہ، جن کا مرجع کفر کی طرف ہے،تو بے شک وہ شخص کافر ہے۔ اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز کو تیرے کہے سے نہیں ادا کروں گا،تو اس صورت میں یہ انکار کفر نہیں ہے۔ ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم ہے کہ بلاتحقیق فتویٰ کفر کا نہ دے۔ اور جو امر یقیناً کفر کا کسی میں پایا جائے جیسا کہ بتوں کو سجدہ کرنا، پیغمبروں کی اہانت کرنی، اس کے کافر ہونے میں کسی کو کلام نہیں، اگرچہ نماز روزے کا پابند ہو۔

(فتاوی ختم نبوت:ج2:ص22)

امام زین العابدین ابن نجیم المصریؒ کا فرمان:

امام زین العابدین ابن نجیم المصریؒ لکھتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں کئی وجوہ کفر کی اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو مفتی کو اس وجہ کی طرف مائل ہونا چاہئے جو اسلام کی ہے، کیونکہ مسلمان کے بارے میں حسن ظنی سے کام لینا چاہئے، لیکن اگر وہ شخص خود ہی کفر کی وجہ کو متعین کردے تو اس کو تاویل، کفر سے محفوظ نہیں کرسکتی۔ (یعنی بچا نہیں سکتی)۔ (تفسیر معارف الفرقان:ج1:ص123)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فرمان:

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ فقہاء کرامؒ کے اس کلام کے یہ معنی نہیں جو بعض جہلا نے سمجھا ہیں کہ کسی شخص کے عقائد واقوال میں ایک عقیدہ وقول بھی ایمان کا ہو، تو اس کو مومن سمجھو۔ کیونکہ یہ معنی ہوں تو پھر دنیا میں کوئی کافر حتی کہ شیطان ابلیس بھی کافر نہیں رہتا۔ کیونکہ ہر کافر کا کوئی نہ کوئی عقیدہ اور قول تو ضرور ہی ایمان کے موافق ہوتا ہے۔ بلکہ مقصد حضرات فقہاء کرامؒ کا یہ ہے کہ کسی شخص کی زبان سے نکلا ہوا کوئی کلمہ لغت وعرف کے اعتبار سے مختلف معانی پر محمول ہوسکتا ہے، جن میں ایک معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ عقیدہ کفریہ سے نکل جاتا ہے، اور دوسرے تمام معانی اس کو عقیدۂ کفریہ ٹھہراتے ہیں، تو ایسی حالت میں مفتی پر لازم ہے کہ اس کے کلام کو صحیح معنی پر محمول کر کے اس کو مومن ہی قرار دے، بشرطیکہ وہ خود ایسی تصریح نہ کر دے کہ اس کی مراد معنی کفری ہیں۔ (جواھر الفقہ: ج1: ص103)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فتوی:

سوال: کتاب: ما لا بدّ منہ: میں ہے کہ کسی میں ننانوے علامتیں کفر کی ہو، اور ایک علامت اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا؟

جــــواب: حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ فرماتے ہے کہ اس کا مطلب ہے آپ کسی داڑھی والے سکھ کو کافر نہیں کہیں گے؟ اس کا مطلب یہی ہوا، نا... کہ آپ کسی نمازی قادیانی کو کافر نہیں کہیں گے....؟

اللہ تعالیٰ کے بندوں! یہ کہیں بھی نہیں ہے۔ ذرا سوچوں تو سہی، کوئی نہ کوئی اسلامی بات، وہ تو ہر جگہ مل جائے گی، وہ تو ابوجہل میں بھی مل جائے گی۔

مسئلہ سمجھو:

میرے محترم دوستو.....!پاک رہنے کیلئے ہرنجاست سے بچنا ضروری ہے،اور پلید ہوجانے کیلئے ایک نجاست کا لگ جانا بھی کافی ہے۔

سچا رہنے کیلئے ہرجھوٹ سے بچنا ضروری ہے،اور جھوٹا بننے کیلئے ہرجھوٹ بولنا ضروری نہیں ہے،ایک جھوٹ بھی بول دیا کافی ہے۔

صاف رہنے کیلئے ہررنگ کے داغ سے بچنا ضروری ہے،لیکن داغدار بننے کیلئے کسی ایک رنگ کا لگنا کافی ہے،ہررنگ کا لگنا ضروری نہیں ہے۔

صحت مند رہنے کیلئے ہر بیماری سے بچنا ضروری ہے،لیکن مریض بننے کیلئے ایک بیماری کا لگنا کافی ہے،یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بیماری اس کو ہوجائے پھر مریض ہے۔

اسی طرح مسلمان رہنے کیلئے ساری ضروریات دین کو ماننا ضروری ہے اور ساری کفریات سے بچنا ضروری ہے،اور کافر بننے کیلئے ایک کفر کی وجہ کافی ہے۔

ننانوے وجوہ والی جو بات ہے وہ اصل یوں ہے کہ ایک بات ہے جس کے سو مطلب ہوسکتے ہیں۔اگر ننانوے مطلب کفر والے ہوں اور ایک مطلب بھی صحیح نکل سکتا ہو تو اس بات کو جب کوئی دلیل ایسی مرجح نہ ہو کہ وجۂ کفر کو ترجیح دیں،اُس وقت تک خواہ مخواہ اس کو کفر کا نہیں اسلام کا حکم دیں گے۔یہ بات ایسی ہے جیسے کوئی کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے، اب اس جملے کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں۔

1...... یہ میرا بھائی ہے :یعنی میری والی عادتیں،میری والی طبعیت ان کو بھی ہیں۔

2.....ایک معنی ہوتا ہے برادری کا،یعنی برادری کا فرد ہے۔اس قوم کا فرد ہے۔ اس قبیلے کا فرد ہے۔اس کو بھی بھائی کہتے ہیں۔

3.....کبھی ملکی برادری ہوتی ہے کہ پاکستانی سب بھائی ہیں۔

4.....اور کبھی ایمانی برادری ہوتی ہے کہ ایمان والے سب بھائی ہیں۔

5.....یہ میرا بھائی ہے، یعنی رشتے میں مجھ سے قریب ہے، مثلاً یہ میرا چچازاد بھائی ہے، ماموں زاد بھائی ہے، خالہ زاد بھائی ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ کتنے معنی ہو سکتے ہیں، حالانکہ ایک ہی جملہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے۔

تو اسی طرح اگر کسی ایک جملے کے سو مطلب نکل سکتے ہو، ننانوے مطلب کفر والے ہو لیکن ایک مطلب اگر اسلام والا ہو تو اس اسلام والے معنی پر عمل کیا جائے گا جب تک دوسری طرف جانے کے لئے کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ یہاں پر تو قرینہ.....شیعہ کے کفریہ عقائد ونظریات کی بھرمار موجود ہیں۔ پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ یہ میرا مسلمان بھائی ہیں...؟؟؟

میرے عزیز دوستو!

اس بات کو یہ کہہ دینا کہ کسی آدمی میں سو باتوں میں سے ننانوے باتیں کفر کی ہو اور ایک بات اس میں اسلام کی ہو تو وہ مسلمان ہوگا، بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ پھر تو سارے قادیانی مسلمان ہو جائیں گے۔ روزہ بھی رکھتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، داڑھیاں بھی رکھتے ہیں، ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں، سارے اسلامی کام ہے۔ تُو خود مطلب نہ سمجھیں اور پھر طعنہ اوروں کو دیں، یہ بھی بھلا کوئی بات ہے....؟

(ضرب حیدری :ص285)

(باب دوم)

شیعوں کا ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہیں پھر ننانوے فیصد کی بات کرنا فضول ہے

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فرمان:

شیعہ اس مقام پر پہنچ گئے ہے کہ ان کی ایک چیز بھی مسلمانوں کے ساتھ مشترک نہیں، انہوں نے آہستہ آہستہ اپنا سب کچھ مسلمانوں سے علیحدہ کرلیا۔ اور جن لوگوں کی مسلمانوں کے ساتھ کوئی ایک چیز بھی مشترک نہیں، اور جن کے تمام اصول وفروع حتیٰ کہ کلمہ تک مسلمانوں سے علیحدہ ہے انہیں آخر اسلام اور مسلمانی سے کیا واسطہ ونسبت....؟

(گمراہ کن عقائدو نظریات اور صراط مستقیم :ص 139)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ نے کلمہ، نماز، اور زکوۃ وغیرہ تمام اصول وفروع میں اپنا الگ تشخص قائم کرلیا ہے۔جب ہر چیز مسلمانوں سے جدا کرلیا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوں گے۔(بولتے حقائق:ص 40)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ فرقہ اثناعشریہ کے تکفیر کے بارے میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ کے مرتب کردہ استفتاء پر ہندوستان میں مفصل جواب مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی صاحب نے مدلل طور پر تحریر کیا جب کہ پاکستان میں مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ کو اس فرقہ کے کفر کو بے نقاب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برطانیہ میں مقیم سینکڑوں جید اور ممتاز علمائے کرام نے اس فتوی کی تائید کی۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ کی اس عظیم تالیفی کاوش کو بجاطور پر پندرھویں صدی کے اوائل کا تجدیدی کارنامہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عام غلط فہمی یہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اسلام کے اندر مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے۔یہ غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ شیعہ پر تقیہ کی سیاہ چادر تنی رہی، ورنہ شیعہ مذہب نہ صرف یہ کہ بے شمار ضروریاتِ دین اور متواتراتِ اسلام کا منکر ہے۔بلکہ اس کا کلمہ بھی جو دین کی اوّلین اَساس ہے مسلمانوں سے الگ ہے، اور قرآن کریم جو دین کا سرچشمہ ہے یہ اس کی تحریف کا بھی قائل ہے۔جس گروہ کا کلمہ اور قرآن تک مسلمانوں سے الگ ہو اِن کو مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے۔(نظام خلافت راشدہ رسالہ:فروری 2014ء:ص 19)

سوال: اگر شیعہ کا تمام دین مسلمانوں سے الگ ہے تو پھر شیعہ اسلام کا نام

کیوں استعمال کرتے ہیں اور اپنے کو مسلمان کیوں کہتے ہیں؟

جواب: میری گزارش یہ ہے کہ سمجھنے والوں کو غلط فہمی ہوئی ہے، شیعہ :اسلام: کا نام استعمال نہیں کرتے بلکہ تقیہ کرتے ہیں، ان کے دین کے دس حصوں میں سے نو حصے صرف تقیہ میں منحصر ہیں۔اصول کافی کے صفحہ 481:484 پر تحریر ہے کہ: جو تقیہ نہ کرے وہ ایمان ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔اور تقیہ کے معنی ہی یہ ہے کہ آدمی کا مذہب اندر سے کچھ اُور ہو مگر اوپر کا لیبل کچھ اُور۔

اصول کافی کے صفحہ نمبر 458 پر ان کے امام کی تاکید ہے کہ تم ایک ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اس کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور جو شخص اسے ظاہر کرے گا خدا تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔

آج اگر وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ واقعتاً امت اسلامیہ میں شامل رہنے کے دل سے خواہش مند ہیں، یہ ہوتا تو وہ اپنی ایک ایک چیز مسلمانوں سے الگ کیوں کر لیتے؟ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے پاکستانی اور اسلامی معاشرہ میں اسلام کے لیبل کو اتار دینے کی جرأت وہ اپنے اندر نہیں پاتے اس لئے وہ مجبور ہیں کہ اپنے دین کو :اسلام: ہی کا نام دیں۔کل انہیں ذرا بھی موقع ملا تو مسلمانی کا بورڈ بھی اتار لیں گے۔(گمراہ کن عقائد ونظریات اور صراط مستقیم: ص138)

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحبؒ کا فرمان:

شیعوں کے ممتاز قانون دان سید وزیر حسین سابق چیف جج چیف کورٹ اودھ نے 5 فروری 1941ء کو گنگا پرشاد میموریل ہال لکھنؤ میں ایک تقریر میں کہا کہ:

اگر ہندوستان کے شیعوں کو ایک الگ نیشن (قوم) نہ کہا جائے تو کم از کم وہ ایک مستقل اور علیحدہ فرقہ ضرور ہیں جس کی امتیازی خصوصیات اسے دوسرے مسلمانوں سے

بالکل علیحدہ کرتے ہیں۔توحید، اُلوہیت، کلام مجید، رسالت، خلافت، نماز، روزہ، عقد اور تدفین، غرض تمام بنیادی اور فروعی اُمور کی تعبیر میں زبردست اختلاف ہے جو ایک دوسرے کو بالکل علیحدہ کردیتا ہے، ہماری تاریخ جدا ہے، ہماری روایات جدا ہیں۔

کیا آپ انکار کریں گے کہ ہمارے قانونی مسائل جن کے مرکز پر ہماری زندگی دَور کرتی ہیں علیحدہ نہیں ہے؟ (استفہام انکاری)۔ ہمارے قانونِ عقد، قانونِ طلاق اور قانون وراثت کو دیکھئے سب علیحدہ ہیں۔لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان اتحاد کس بنیاد پر ہوسکتا ہے۔(عبقات:ج2:ص316)

سوال: اہل سنت والجماعت کے شیعوں کے ساتھ اختلافات.... قطعی اور اصولی ہیں یا ظنی اور فروعی؟ کس درجے کے ہیں؟

جواب: اسلام میں جو باتیں ماننے کی ہیں ان میں راہ صرف ایک ہے اور وہی صراط مستقیم ہے، اس کے دوسری راہوں سے اختلافات اصولی ہیں۔اور جو باتیں کرنے کی ہیں ان میں مختلف طریقے ہوسکتے ہیں اور یہ اسلام کی وسعتِ عمل ہے، اور ان کے آپس میں اختلافات فروعی ہیں۔مذاہب اربعہ کے آپس میں اختلافات فروعی ہیں اور اہل سنت والجماعت کے معتزلہ سے، روافض سے، خوارج سے اور اثناعشریوں اور اسماعیلیوں سے اختلافات اصولی ہیں۔اٹھویں صدی میں یہ بات شہرتِ عام رکھتی تھی اور مسئلہ قطعی درجہ میں کھل چکا تھا۔چنانچہ علامہ تاج الدین سبکی صاحبؒ: طبقات الشافعیہ ج 1 ص 13: پر فرماتے ہیں کہ معتزلہ اور روافض کی غلطی اسلام کے قطعی اُمور میں ہے اور ان سے اہل سنت کا اختلاف (ظنی نہیں) قطعی ہے۔

اصولی اختلافات کے فاصلے کبھی مٹتے نہیں اور اصولوں پر کبھی سودے بازی نہیں ہوتی، فروعی اختلافات کے فاصلے صرف صواب اور خطا کے فاصلے ہوتے ہیں، حق و باطل

کے فاصلے نہیں ہوتے اور ان میں ایک دوسرے کی رعایت بھی کی جاسکتی ہے۔

(عبقات: ج2: ص207)

مولانا محمد اکرم اعوان، خلیفہ مولانا اللہ یار خان چکڑالوی، مرکزی امیر تنظیم الاخوان پاکستان کا فرمان:

شیعوں کو صرف کافر منوانا ہی کافی نہیں کافر تو پہلے ہی سے ہیں، کوئی مانے یا نہ مانے، بلکہ.....ضروری یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ بتلایا جائے کہ یہ صرف کافر ہی نہیں بلکہ اسلام کے دشمن ہیں۔

کافر تو جاپان والے بھی ہیں، کافر تو چین والے بھی ہیں، کافر تو جنوبی امریکہ والے بھی ہیں، کافر تو یورپ والے بھی ہیں، لیکن یہ سب کافر اپنی اپنی عبادت کرتے ہیں، اپنے کفریہ عقائد رکھتے ہیں، بعض اسلام سے عناد رکھتے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی اپنے عقائد، اپنے رسم و رواج اور اپنے اس طریقۂ زندگی کو اسلام کا نام نہیں دیتے۔

جبکہ رافضیوں نے عقائد تو کافرانہ رکھے، رسم و رواج تو مشرکانہ رکھے، طریقۂ زندگی اسلام کی عین ضد پر وضع کیا، اور پھر اس پر نام: اسلام: رکھا۔ اپنی عبادات کا نام بھی نماز، وضو، روزہ، زکوۃ رکھا اور اسلام کے مقابلے میں ایک نیا اسلام اور اس کی ہر ہر عبادت کے تقابل میں اپنی عبادات وضع کیں اور اس گھناؤنی سازش سے دین اسلام کو مسخ کرنے کی وہ کوشش کی جو کوئی اور کافر، ریاست یا مشرک فرقہ نہ کر سکا، حتیٰ کہ اسلامی فقہ کے بالمقابل اپنی من گھڑت فقہ تشکیل دی اور اس میں جو بین الاقوامی برائیاں تھیں ان کو دین بنا کر پیش کیا، دنیا بھر کی خرافات اکٹھی کیں اور پھر اُن خرافات کو ایک اسلامی ریاست میں نافذ کرنے کا نہ صرف مطالبہ کیا بلکہ پوری قوت کے ساتھ ان کے نفاذ کے حق میں جلوس بھی نکالے اور

حکومت پر دباؤ بھی ڈالا۔

اِن حالات میں ہمیں مسلمانوں کو بتانا ہوگا کہ یہ سبائی ٹولہ.....اسلام کا دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ جل شانہ،حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے گستاخ ہیں،لوگو.....!یہ اتنی بڑی سازش ہے اسلام کے خلاف کہ جس نے امام الانبیا علیہ ﷺ کے مرتبہ اور تقدس کو پامال کیا، صحابہ کرامؓ کی عظمت کو مجروح کیا،اور جب یہ دو،اس کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے تو اسلام کیسے رہ سکتا ہے؟ کیونکہ اسلام تو نام ہی ان تعلیمات کا ہے جو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سکھلائیں اور پھر ان متبرک ہستیوں نے ساری دنیا کو بتلائیں۔تو یہ رافضی صرف کافر نہیں بلکہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

ان کی کوششیں ساری کی ساری دین اسلام کے خلاف ہیں،تو اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے میرے پاس ایک تجویز ہے،وہ یہ کہ ہمسایہ ملک (ایران) میں ان بدبختوں کی فقہ نافذ ہے،ان کے مذہبی متبرک مقامات بھی وہاں ہی ہیں جن کی زیارت کیلئے ان کو وہاں جانا پڑتا ہے،تو ان کی سہولت اور ہماری بھلائی بھی اسی میں ہے کہ اُس ملک کی حکومت کے ساتھ بات طے کر لیتے ہیں کہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو آپ لے لو اور اُس ملک میں جو مسلمان ہیں ان کو ان کے بدلے میں ہمارے ملک بھیج دو۔یہ بد بخت اپنی فقہ کے مزے وہاں لوٹیں اور ہم بھی چین سے دین اسلام کا نفاذ کر سکیں۔اس پر اِن بدبختوں کو بھی پس و پیش نہیں کرنا چاہئے۔

اور اگر یہ ان کو قبول نہیں اور مطالبہ بھی یہ ہی رہتا ہے کہ اِس ملک پاکستان میں جہاں ہم مسلمان رہتے ہیں،جس کی زمین کی قیمت مسلمانوں کے خون کی صورت میں دے کر حاصل کی گئی ہے،ان بدبختوں کی فقہ نافذ کی جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ان کے عزائم سوائے فساد کے اور کچھ نہیں،اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ یہ اس ملک میں سوائے انتشار کے

اور کچھ نہیں چاہتے۔

مسلمانو.....!ہوش کرو!بیدار ہو جاؤ!اسلام اور اپنے دشمنوں اور ان کے عزائم سے باخبر رہو۔اگر تم لوگ سوئے رہے تو یہ لوگ تو شروع سے ہی چاہتے ہیں کہ دین اسلام کہیں نافذ نہ ہو،اور اگر آپ کی غفلت سے یہ لوگ کامیاب ہو گئے تو تقدیر کبھی آپ لوگوں کو معاف نہیں کرے گی۔(فتوی امام اهل سنت:ص29)

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامیؒ کا فرمان:

بلاشبہ اپنے کو مسلمان کہنے والے کسی کلمہ گو شخص یا فرقہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کا فیصلہ بڑا سنگین اور خطرناک کام ہے اور اس بارے میں آخری حد تک احتیاط کرنا علماء کرام کا فرض ہے،لیکن.....اسی طرح جس شخص یا فرقہ کے ایسے عقائد یقین کے ساتھ سامنے آجائیں جو موجبِ کفر ہوں تو عام مسلمانوں کے دین کی حفاظت کیلئے اس کے بارے میں کفر وارتداد کا فیصلہ اور اعلان کرنا بھی علمائے دین کا فرض ہے۔

رسول اللہﷺ کی وفات کے بعد کے نازک ترین وقت میں منکرینِ زکوۃ اور مسیلمہ وغیرہ مدعیانِ نبوت اور ان کے متبعین کے بارے میں سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے جو فیصلہ فرمایا اور جو طرزِ عمل اختیار کیا وہ آپ کے لئے تا قیامت رہنما ہے۔

قادیانی،نہ صرف یہ کہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور کلمہ گو ہیں،بلکہ انہوں نے اپنے خاص مقاصد کیلئے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق ایک صدی سے بھی زیادہ مدت سے اپنے طریقہ پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جو خاص کر یورپ اور افریقی ممالک میں کام کیا،اس سے باخبر حضرات واقف ہیں اور خود ہندوستان میں قریباً نصف صدی تک اپنے کو مسلمان اور اسلام کا وکیل ثابت کرنے کیلئے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کا انہوں نے جس طرح مقابلہ کیا تحریری وتقریری مناظرے اور مباحثے کئے،وہ بہت پرانی بات نہیں ہے پھر ان کا کلمہ،ان کی

نماز اور اذان وہی ہے جو عام امت مسلمہ کی ہے، زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ان کے فقہی مسائل قریب قریب وہی ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ لیکن جب یہ بات یقین کے ساتھ سامنے آگئی کہ وہ فی الحقیقت عقیدۂ ختم نبوت کے منکر ہیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو نبی مانتے ہیں اگرچہ زبان سے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین کہتے ہیں، اور اسی طرح اُن کے دوسرے موجبِ کفر عقیدے غیر مشکوک طور پر سامنے آئے تو علمائے کرام نے ان کے بارہ میں کفر وارتداد کا فیصلہ اور اس کا اعلان کرنا اپنا فرض سمجھا اور اگر وہ یہ فرض ادا نہ کرتے تو خدا تعالیٰ جل شانہ کے مجرم ہوتے۔

لیکن شیعہ اثناعشریہ کا حال یہ ہے کہ مذکورہ بالا موجبِ کفر عقائد کے علاوہ ان کا کلمہ الگ ہے، ان کا وضو الگ ہے، ان کا اذان اور نماز الگ ہے، زکوۃ کے مسائل بھی الگ ہے، حتی کہ موت کے بعد کفن، دفن اور وراثت کے مسائل بھی الگ ہیں۔ اگر آپ کو تفصیل سے لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

بہرحال اپنے اس دور کے حضرات علماء کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی علمی و دینی ذمہ داری اور عنداللہ مسئولیت کو پیش نظر رکھ کر شیعہ اثناعشریہ کے کفر و اسلام کے بارے میں فیصلہ فرمائیں۔ (جواھر الفتاوی: ج 1: ص 299)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فرمان:

ان مردودوں نے نہ صرف عقائدِ اسلام میں تحریف کی بلکہ اسلام کے ارکان واحکام نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، طلاق وغیرہ کو بھی مکمل طور پر مسخ کر کے اسلام کے مقابلہ میں اپنا الگ مستقل مذہب پیدا کیا ہے۔ اس لئے ان کو مسلمانوں کا فرقہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔ یہ مردود عقائد کے علاوہ نماز روزہ وغیرہ تمام احکام میں بھی مسلمانوں سے بالکل الگ مذہب رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت خوب ذہن نشین کرلیں کہ اس فرقہ کی ابتداء مسلمانوں سے کسی

مذہبی اختلاف کی بناء پر نہیں ہوئی، بلکہ اسلام کے خلاف یہودیوں کی سازش نے اس فرقہ کو جنم دیا ہے۔(احسن الفتاوی:ج 10:ص 37)

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فرمان:

سوال: یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ چودہ سو سال سے شیعہ اسلامی فرقوں میں شمار ہوتے آئے ہیں۔اب انہیں کیونکر کافر قرار دیا جاسکتا ہے؟

جواب: اس اہم مسئلہ کی وضاحت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے اپنی کتاب:ایرانی انقلاب،امام خمینی اور شیعیت: میں نہایت تفصیل کے ساتھ کی ہے۔ یہاں اس کا خلاصہ کچھ ترمیم واضافہ کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے،تاکہ قارئین کرام شیعیت کی حقیقت اور شیعی ذہنیت سے آگاہ ہوکر ان کے دجل وفریب سے بچ سکیں۔

دو اہم نکات:

1..... بانی ایرانی انقلاب کے تقدس وعظمت کا پروپیگنڈہ اور اس پروپیگنڈے کی طاقت وتاثر،موجودہ ایرانی حکومت اپنے سفارت خانوں اور ایجنٹوں کے ذریعے خمینی کی شخصیت اور اس کے برپا کردہ انقلاب کی:اسلامیت: کو ثابت کرنے کے لئے اور اسی سلسلہ میں:وحدت اسلامی:اور:شیعہ سنی اتحاد: کی دعوت کو عام کرنے کیلئے ملک کی دولت پانی کی طرح بہا رہی ہے۔اس مقصد کیلئے کانفرنسوں پر کانفرنسیں بلائی جارہی ہیں اور مختلف زبانوں میں کتابوں،کتابچوں،پمفلٹوں اور رسائل واخبارات کا ایک سیلاب جاری ہے اور عالم اسلام کے بے ضمیر دانشوروں،صحافیوں اور علماء ومشائخ کو خریدنے کیلئے گویا حکومتی خزانے کا منہ کھول دیا گیا ہے۔حالانکہ شیعہ مذہب کا ماخذ نہ تو قرآن ہے نہ حدیث،نہ اس مذہب کا اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کوئی تعلق ہے نہ رسول ﷺ سے کوئی واسطہ۔

2..... شیعہ مذہب سے علمائے اہل سنت کی ناواقفی اور اس ناواقفیت کی وجہ سے

مذہب شیعہ کی خاص تعلیم :کتمان: اور :تقیہ:۔

:کتمان: کے معنی چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں، اور :تقیہ: کا مطلب ہے اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا۔

مذہب شیعہ کی اس تعلیم کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک پریس کے ذریعے عربی فارسی کی دینی کتابوں کی طباعت کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور ہاتھ ہی سے کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ علمائے اہل سنت عام طور سے مذہب شیعہ سے ناواقف رہے کیونکہ وہ کتابیں صرف خاص خاص شیعہ علماء ہی کے پاس ہوتی تھیں اور وہ کسی غیر شیعہ کو ان کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے تھے۔

بعد میں جب دینی مذہبی کتابیں پریس کے ذریعے چھپنے لگیں اور مذہب شیعہ کی یہ کتابیں بھی چھپ گئیں تب بھی ہمارے علمائے کرام نے ان کے مطالعہ کی طرف توجہ نہیں کی۔ سوائے گنتی کے چند حضرات کے، اور جب علماء کا یہ حال رہا تو ہمارے عوام کا کیا ذکر اور کسی سے کیا شکایت!

اس عام ناواقفیت کے سبب عوام الناس کا خمینی اور ایرانی انقلاب سے متاثر ہونا ایک فطری بات ہے، کیونکہ وہ شیعیت کے بنیادی خدوخال سے آگاہ نہ تھے۔

اسلام میں شیعیت کا آغاز:

شیعیت، اسلام کے اندر تخریب کاری اور مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کے لئے یہودیت ومجوسیت کی مشترک کاوش سے اُس وقت وجود میں آئی تھی جب یہ دونوں قوتیں طاقت کے بل بوتے پر اسلام کی برق رفتاری سے پھیلتی ہوئی دعوت کو روکنے میں ناکام رہی تھی اور اسی لئے شیعیت کا تانا بانا :پولس: کی تصنیف کردہ مسیحیت کے تانے

بانی سے بہت کچھ ملتا ہے جس نے عیسائی بن کر اندر سے عیسائیت کی تحریف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین حق کی تخریب کی کامیاب کوشش کی تھی، جس کا نتیجہ موجودہ عیسائی مذہب ہے۔

شیعہ مذہب کے عقائد و مسائل ایسے ہیں جن میں سرفہرست قرآن میں تحریف کا عقیدہ اور تمام صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ اور بالخصوص خلفائے ثلاثہؓ کے بارے میں سب وشتم ہی نہیں بلکہ ان حضراتؓ کو منافق، کافر، زندیق اور مرتد قرار دینے والی وہ خون کھولا دینے والی شیعی روایات ہیں جنہیں کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔

انتباہ: کیا مذکورہ بالا عقائد کے کفر ہونے میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش ہے؟ اب بھی جو علماء شیعوں کی تکفیر میں توقف کریں وہ عنداللہ مجرم ہوں گے یا نہیں؟

شیعہ اور سنی کا اُصولی تقابل ملاحظہ فرمائیں:

1..... مسلمانوں کا کلمہ: لاالہ الّا اللّٰہ محمّدٌ رّسول اللّٰہ: ہے، اور شیعوں کا کلمہ: لاالہ الّا اللّٰہ محمّدٌ رّسول اللّٰہ علیٌّ ولی اللّٰہ خمینی حجۃ اللّٰہ: گویا مسلمانوں کا کلمہ جدا اور شیعوں کا کلمہ جدا شیعوں کا کلمہ..... دین اسلام کی نفی کرتا ہے۔

2..... مسلمانوں کی اذان جدا ہے اور شیعوں کی اذان جدا ہے۔ شیعوں کی اذان خلفائے ثلاثہؓ پر کھلم کھلا تبرا ہے۔

3..... مسلمانوں کا قرآن جدا ہے اور شیعوں کی معتبر کتاب: اصول کافی: کے مطابق موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے اور اصل قرآن امام غائب (مہدی) کے پاس ہے۔

4..... مسلمانوں کی نماز جدا اور شیعوں کی نماز جدا۔ مسلمان نماز پنج گانہ کے قائل ہیں جبکہ شیعہ صرف تین نمازیں پڑھتے ہیں۔

5.... مسلمانوں کا نظامِ زکوۃ جدا ہے اور شیعوں کا نظامِ زکوۃ جدا ہے۔شیعہ موجودہ نظامِ زکوۃ کے منکر اور مخالف ہیں۔

6.... مسلمانوں کے حج کا رکنِ اعظم ،عرفات کی حاضری (وقوف) ہے،اور شیعوں کے حج کا رکنِ اعظم مزدلفہ کی حاضری (وقوف) ہے۔ویسے بھی شیعہ حج کے قائل نہیں اور صرف خمینی کے اشارہ پر حجاز میں حج کے بہانہ تخریب کاری کیلئے جاتے ہیں۔واضح رہے کہ شیعہ کی معتبر کتب کے مطابق کربلا ،کعبۃ اللہ سے افضل ہے۔

7.... مسلمانوں کے نزدیک متعہ ،زنا کا دوسرا نام ہے اور شیعوں کے نزدیک متعہ کرنے والا جنت میں حضرت حسینؓ کے برابر ہوگا۔

8.... مسلمانوں کے نزدیک جھوٹ ،منافقت اور دھوکہ دہی سب سے بڑا جرم ہے اور شیعوں کے نزدیک تقیہ :تـقـیـہ: کے نام سے یہ سب چیزیں نہ صرف جائز ہیں بلکہ فرض اور رواجب ہیں اور ان کے مذہب کے نوے فیصد حصہ ہیں۔

9.... مسلمانوں کے نزدیک چاروں خلفائے راشدینؓ برحق ہیں اور شیعوں کے نزدیک سوائے حضرت علیؓ کے باقی خلفائے ثلاثہؓ منافق اور غاصب ،ظالم اور ایمان سے عاری ہے (معاذاللہ)۔

10.... مسلمانوں کے نزدیک تمام صحابہ کرامؓ سچے مومن وشیدائی رسول ﷺ، قابلِ اتباع اور معیارِ حق ہیں ،کیونکہ قرآنی وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے راضی ہیں ،اور شیعوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد سب صحابہ کرامؓ مرتد ہو گئے تھے (معاذاللہ) سوائے تین کے یعنی حضرت مقدادؓ، حضرت ابوذرؓ اور حضرت سلمانؓ۔(فروع کافی :ج 3:ص 115)

شیعہ اصطلاح میں اہل سنت کو ناصبی کہا جاتا ہے۔شیعوں کا مذہبی قائد ملا باقر مجلسی

لکھتا ہے کہ ناصبی (سنی) ولدالزنا سے بدتر ہے،اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کتے سے بھی بدتر کسی چیز کونہیں بنایا لیکن ناصبی (سنی) خدا تعالیٰ کے نزدیک کتے سے بھی زیادہ خوار ہے۔(حق الیقین:ج2:ص516)

11۔۔۔مسلمانوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ تمام خواتین سے افضل اور انتہائی قابلِ احترام ہیں،اور شیعوں کے نزدیک ازواج مطہراتؓ نا قابل احترام ہیں بلکہ منافقہ ہیں(نعوذباللّٰہ)۔

شیعہ عقیدے کے مطابق جب ان کا بارہواں امام مہدی ظاہر ہوگا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو زندہ کر کے ان پر حد لگائے گا(نعوذباللّٰہ)۔

(حق الیقین:ج2:ص361)

12۔۔۔مسلمانوں کا وضو جدا اور قبلہ جدا ہے،اور شیعوں کا وضو اور سجدہ جدا ہے۔ شیعوں کا وضو پاؤں سے شروع ہوتا ہے اور سجدہ کربلائی مٹی پر ہوتا ہے،اور شیعوں کی قبلہ سمت بھی قدرے مختلف ہے۔

13۔۔۔مسلمانوں کا غسلِ میت جدا ہے،اور شیعوں کا غسلِ میت جدا ہے۔

14۔۔۔مسلمانوں کی صیامِ رمضان کی سحری اور افطاری جدا ہے،اور شیعوں کا وقت سحر وافطار جدا ہے۔

15۔۔۔مسلمانوں کے نکاح،طلاق اور وراثت کا نظام جدا ہے،اور شیعوں کے نکاح،طلاق اور وراثت کا نظام جدا ہے۔

16۔۔۔مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام کائنات کا مالک وخالق اور عالم الغیب ہے،اور شیعہ اس کے منکر ہیں،اور اس بات کے قائل ہیں کہ امام کو ماضی اور مستقبل کا پورا پورا علم ہوتا ہے اور دنیا کی کوئی چیز امام سے مخفی نہیں۔اور شیعہ مذہب میں

عقیدۂ بدا کی رو سے خدا تعالیٰ جل شانہ کے جاہل ہونے کا اقرار لازم آتا ہے۔ (معاذاللّٰہ)۔

17۔۔۔ مسلمانوں کے نزدیک عقیدۂ ختم نبوت، جزو ایمان ہے اور شیعہ ختم نبوت کے منکر ہے اور اجرائے نبوت کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک ان کے بارہ امام سابق انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل اور حضور اکرم ﷺ کے برابر ہیں۔

18۔۔۔ مسلمانوں کا نعرہ اللّٰہ اکبر: اور تکیہ کلام: یا اللہ مدد: ہے، اور شیعوں کا نعرہ: نعرہ حیدری: اور تکیہ کلام: یا علی مدد: ہے، جوکہ سراسر شرک ہے۔

19۔۔۔ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ توحید ہے اور شیعوں کا بنیادی عقیدہ امامت ہے، جوکہ کھلم کھلا کفر ہے۔

20۔۔۔ مسلمانوں کی فقہ حنفی قرآن اور سنت سے ماخوذ ہے اور شیعوں کی فقہ جعفریہ قرآن وسنت کے قطعاً مخالف ہے۔تقیہ (جھوٹ) متعہ (زنا) اور تبرا (خلفائے ثلاثہؓ، امہات المومنینؓ اور صحابہ کرامؓ پر لعن طعن) اس کے اہم جزو ہیں اور ان کے نزدیک متعہ وہ لذت آفریں عبادت ہے کہ چار دفعہ متعہ کرنے سے حضور اکرم ﷺ کا درجہ مل جاتا ہے (نعوذباللّٰہ)۔

21۔۔۔ مسلمانوں کا نصب العین حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طرز کی قرآنی حکومت کا قیام ہے اور شیعوں کا نصب العین یہودی حکومت کا قیام ہے۔ایران کی اسرائیل کے ساتھ خفیہ دوستی اور عربوں کے خلاف پروپیگنڈہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

الغرض..... شیعہ عقائدونظریات میں اسلام کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی سوائے اشتراک رسمی یعنی نام وہی ہیں۔اللہ تعالیٰ جل شانہ، رسول ﷺ، قیامت، کلمہ، اذان، نماز، زکوٰۃ وغیرہ، مگر ان ناموں کے اندر جو چیز ہے وہ بالکل اُلٹ ہے جو اسلام نے

ان ناموں کے ساتھ وابستہ کی ہیں۔مختصر یہ کہ جب قرآن مجید کے صحیح ہونے پر ایمان ہی نہیں تو پھر اسلام کہاں اور مسلمان کیسے؟

خلاصہ یہ کہ ملت اسلامیہ جدا ہے اور ملت ابن سبا جدا ہے،لہذا شیعہ سنی اتحاد خلافِ شرع ہے۔کیونکہ شیعوں کی تمام چیزیں مسلمانوں سے جدا ہے۔

حاصل کلام:

اس تقابلی مقابلہ سے بالکل واضح ہے کہ مسلمانوں اور شیعوں میں کوئی بھی قدر مشترک نہیں بلکہ شیعوں کے کفریات قادیانیوں سے کہیں زیادہ ہیں۔جب قادیانی کافر ہیں تو شیعہ کیونکر مسلمان ہو سکتے ہیں؟

اسلام کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے،جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن محرف ہے اور سنت نا قابل اعتبار، کیونکہ حدیث کے راوی یعنی صحابہ کرامؓ ان کے نزدیک (معاذ اللہ) منافق ومرتد تھے،ان کو مسلمان کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے؟لہذا شیعہ وسنی بھائی بھائی کا نعرہ ایک ایسا جھوٹ اور فراڈ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ اور فراڈ نہیں ہوسکتا۔

اب بھی جو لوگ ناواقفیت کی وجہ سے ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب اور خمینی کو اِس دَور کا :امام المسلمین: اور اُمت مسلمہ کا نجات دہندہ سمجھ رہے ہیں اور عام مسلمانوں کو یہی باور کرانے کی کوشش میں سرگرم ہیں وہ سراسر فریب اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔

اھل سنت کی ذمه داری:

شیعیت دراصل اسلام کے خلاف کفر کی ایک خفیہ سازش ہے اور یہ وہ کفر ہے جس پر اسلام کا لیبل لگا کر مخلوقِ خدا تعالیٰ کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

لہذا گھر گھر شیعیت کو بے نقاب کرنے کا عزم کیجئے،کیونکہ شیعیت عالم اسلام کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔برائے مہربانی اپنی تمام توانائیوں اور وسائل کو بروئے کار

لاکر اُمت مسلمہ کو اس گمراہی اور فتنے سے بچائیں، اس فریضے کی ادائیگی میں تاخیر نہ کیجئے۔
(شیعہ سنی اختلافات حقائق کے آئینہ میں: ص 2)

جناب غلام محمد صاحب کا فرمان:

یہاں پر میں یہ بات بھی واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں تک میرے تحقیقی مطالعے کا تعلق ہے تو شروع سے لے کر آج تک اسلام کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کے تحت ایسے صرف دو مذاہب ایک شیعیت اور دوسرا قادیانیت وجود میں آئے ہیں، جن کی ہر بات اسلام (قرآن وسنت اور ختم نبوت) کی ہر بات سے تحریری طور پر ٹکرانے والی ہے، اور یہ دونوں مذاہب اسلام کے خلاف مکمل طور پر کتابی صورت میں قلم بند کئے ہوئے ہیں، اور ان دونوں مذاہب میں بھی شیعیت کو اوّلیت حاصل ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل دو سبب ہیں:

1..... اسلام میں شیعیت کا فتنہ دوسرے تمام فتنوں سے پرانا اور پہلا ہے۔ پہلی صدی ہجری کی پیداوار ہے، اس مذہب کے ماننے والوں کی حکومتیں بھی رہی ہیں۔ لہذا اس مذہب کے ماننے والوں کو اسلام کے خلاف ہر بات ایجاد کرنے اور تصنیف کرنے میں حد سے زیادہ آسانیاں اور مراعات میسر رہی ہیں اور رہتی آئی ہیں۔

2..... اسلام کے نام پر دنیا میں شیعہ مذہب پہلا مذہب ہے جس کے تصنیف کرنے والوں نے دنیا کے سامنے قرآن کریم کو محرف کہنے اور ثابت کرنے کیلئے خود قرآن مجید میں تحریفیں کی ہیں۔ (شیعیت کا اصلی روپ: ص 31)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحبؒ کا فرمان:

شیعہ اثناعشریہ مذہب نہ صرف بے شمار ضروریات دین کا منکر ہے بلکہ اس کا کلمہ

سے لےکر قرآن تک مسلمانوں سے جدا ہے، انہیں مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے۔

(ارشادالشیعہ: ص216)

حضرت مولانا عبدالمنان معاویہ صاحب کا فرمان:

اسی طرح..... شیعہ سنی بھائی بھائی..... کا نعرہ بلند کرنے والے دوست سوچیں کہ وہ کس وادی میں زندگی بسر کر رہے ہیں؟ کیونکہ اہل سنت والجماعت کے تمام عقائد اور اہل تشیع کے تمام عقائد میں مشرق ومغرب کا فرق ہے۔ کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ پر شیعہ تبرّا (یعنی گالی گلوچ) بند کردیں۔ جبکہ شیعہ نے تبرا کو رُکن دین بنایا ہوا ہے۔ اب وہ رُکنِ دین جوان کے نزدیک ہے، کو کیسے ترک کر سکتے ہیں۔

(شیعیت کا مقدمہ اجمالی نظر: ص44)

جناب ابوعبداللہ صاحب کا فرمان:

سوال: شیعہ اور سنی کے درمیان اختلافات اصولی ہے یا فروعی؟

جواب: اہل سنت والجماعت اور شیعہ میں اختلافات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ فروعی درجہ کا اختلافات نظر نہیں آتا بلکہ یہ اختلاف اصولی نوعیت کا اختلاف ہے۔

(کشف الحقائق: ص18)

حضرت مولانا ولی حسن ٹونکی صاحبؒ کا فرمان:

صرف ان ہی تین عقائد (تحریف قرآن، عقیدۂ امامت، تکفیر صحابہؓ) کی تخصیص نہیں بلکہ بغور نظر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ شیعیت اسلام کے مقابلے میں ایک الگ اور متوازی مذہب ہے، جس کا کلمہ طیبہ سے لےکر میت کی تجہیز و تکفین تک تمام اصول وفروع اسلام سے الگ ہیں (چہل حدیث در دفاع صحابہؓ: ص70)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ کا فرمان:

اثناعشریہ کا حال یہ ہے کہ مذکورہ بالا موجب کفر عقائد کے علاوہ ان کا کلمہ الگ ہے، ان کا وضوا لگ ہے، ان کا اذان اور نماز الگ ہے، زکوۃ کے مسائل بھی الگ ہے، حتی کہ موت کے بعد کفن، دفن اور وراثت کے مسائل بھی الگ ہیں۔ اگر آپ کو تفصیل سے لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔(خیر الفتاوی:ج 1:ص 426)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

اگر بغور نظر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ شیعیت، اسلام کے مقابلہ میں بالکل ایک الگ اور متوازی مذہب ہے، جس میں کلمہ طیبہ سے لے کر میت کی تجہیز و تکفین تک تمام اصول وفروع اسلام سے الگ ہیں۔اس لئے شیعہ اثناعشریہ بلاشک وشبہ کافر ہیں۔علمائے امت نے اثناعشریہ شیعوں کو ہر زمانہ میں کافر قرار دیا۔(خیر الفتاوی:ج 1:ص 428)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فرمان:

دو آدمی ہیں۔نماز کا وقت ہو گیا۔ایک پڑا رہا کافر ہے نماز نہیں پڑا۔دوسرے نے دو رکعت کے بجائے پانچ رکعت فرض ادا کردیئے۔ایک نے نہیں پڑھی۔ایک نے بگاڑ دیا۔لہذا دونوں بُرے ہوئے۔اب آپ بتائیں زیادہ بُرا کون ہوا؟ نہ پڑھنے والا یا بگاڑنے والا؟ بگاڑنے والا۔

یہی تو سپاہ صحابہؓ والے کہتے ہیں کہ کلمہ نہ پڑھنے والا بھی بے ایمان ہے اور بگاڑنے والا اس سے بدترین ہیں۔نماز نہ پڑھنے والا بُرا ہے اور نماز بگاڑنے والا اس سے بھی بُرا ہے۔اسی طرح کلمہ نہ پڑھنے والا برا ہے۔کلمہ نہ پڑھنے والا کافر اور لعنتی ہے۔لیکن جس نے کلمہ کو بدل ڈالا محمد عربی ﷺ کے کلمہ کے مقابلہ میں اپنا کلمہ بنایا۔شریعت محمدی ﷺ

کے مقابلہ میں اپنی شریعت بنائی۔اسلامی اصول کے مقابلہ میں اپنے اصول رکھے۔ہم کہتے ہیں کہ جس نے کلمہ حضور اکرم ﷺ کا نہ پڑھا وہ بے ایمان ہے۔اور جس نے بگاڑ دیا یہ اس سے بڑا بے ایمان ہے۔جس نے نہ پڑھا وہ جہنمی ہے اور جس نے بگاڑ دیا ہے یہ اس سے بڑا جہنمی ہے۔جس نے نہ پڑھا وہ کافر ہے اور جس نے بگاڑ دیا وہ بدترین کافر ہے۔

اور شیعوں نے اسلام کے ساتھ یہ دشمنی کی ہے کہ اپنا نیا کلمہ بنا کر، نیا اسلام بنا کر، اپنی اذان بنا کر، اپنی نماز بنا کر سارا دین اپنا بنا کر حضور اکرم ﷺ کے دین کے مقابلہ میں رکھ دیا ہے۔اس لئے یہ سب سے بڑے کافر بن گئے،(پیغام قرآن: ج3: ص316)

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا فرمان:

مسلمانو.....!وہ ایک چیز جو تمہیں شیعہ کے اندر مسلمان ہونے کا نظر آتا ہے، میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ایک چیز ایمان کا شیعہ کے اندر دکھا دو خدا کی قسم میرا خون تم پر معاف ہے، مجھے گولی سے اُڑا دو۔

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جب تک شیعہ اس کلمہ کو نہ مانے جو امت مسلمہ کا کلمہ ہے، جب تک شیعہ قرآن کو غیر محرف نہ مانے، جب تک شیعہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت بلافصل کا قائل نہ بن جائیں، جب تک شیعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عفت کا قائل نہ بن جائیں، اُس وقت تک شیعہ الگ ہے سنی الگ ہے۔

(باب سوم)

ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنا کفر ہے۔اور شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں، پھر ننانوے فیصد کی بات کرنا فضول ہے

علامہ ابن عابدین شامی صاحبؒ کا فتوی:

پس مرتد ہونے کیلئے ضروری نہیں کہ سارے اسلام کا ہی انکار ہو، کسی ایک ایسے امر کا انکار جس کا اسلام کی تعلیم ہونا قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو، جیسا کہ عقیدۂ ختم نبوت ﷺ قطعی اور یقینی درجہ رکھتا ہے تو اس کے اسلامی مفہوم کا انکار بھی انسان کو دائرۂ اسلام سے یقیناً

دُور کر دیتا ہے۔ یعنی ایمانِ شرعی کیلئے تو ضروری ہے کہ تمام قطعی تعلیماتِ اسلام کا اقرار ہو، لیکن کفر او ر ارتداد کیلئے جمیع کی قید نہیں ہے۔ (عبقات: ج 1: ص 240)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتویٰ:

سوال: کافر، مرتد، اور زندیق میں کیا فرق ہے؟ وضاحت فرمائیں؟

جواب: کافر اور مرتد کے درمیان فرق یہ ہے کہ کافر تو وہ ہے جو شروع ہی سے اسلام کو قبول نہ کرے۔ اور مرتد وہ ہے جو دین میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے۔ دینِ اسلام کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اسلام کی اُن تمام باتوں کو تسلیم کرے جن کا ثبوت قطعی تواتر کے ساتھ ہوا ہے اور جن کو ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔

ان میں سے کسی ایک کا انکار پورے دین کے نہ ماننے کے ہم معنی ہے۔ مثلاً: قرآن کریم کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اوّل سے آخر تک پورے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کلام مانے اور نہ ماننے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ پورے قرآن کا انکار کیا جائے، بلکہ نعوذ باللہ ایک آیت کا انکار بھی پورے قرآن کا انکار ہے۔

الغرض تمام ضروریاتِ دین کا ماننے والا مسلمان ہے اور ان میں سے کسی ایک کا منکر کافر ہے۔ اور جو نہ ماننے کے بعد منکر ہو جائے وہ مرتد ہے۔

جو لوگ پہلے مسلمان تھے، پھر کسی جھوٹے مدعی نبوت کو ماننے لگے، وہ تو کھلے مرتد ہیں۔ اور جو لوگ دعوی اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں، وہ زندیق ہیں۔ کیونکہ جو لوگ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے پیش کرتے ہوں، وہ کافر بھی ہیں اور زندیق بھی۔ (فتاوی بینات: ج 1: ص 375)

سوال: مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے پورے دین کو ماننے والا مسلمان

ہے، دین اسلام کے وہ اُمور جن کا دین میں داخل ہونا قطعی تواتر سے سے ثابت اور عام و خاص کو معلوم ہو، ان کو ضروریات دین کہتے ہیں۔ ان ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا انکار یا تاویل کرنے والا کافر ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج1: ص55)

سوال: آدمی کن باتوں سے کافر ہو جاتا ہے؟

جواب: وہ تمام باتیں جو حضور اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ منقول چلی آتی ہیں اور جن کو گزشتہ صدیوں کے اکابر مجدد دین بلا اختلاف ونزاع، ہمیشہ مانتے چلے آئے ہیں (ان کو ضروریات دین کہا جاتا ہے) ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے اور منکر کافر ہے۔ کیونکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار حضور اکرم ﷺ کی تکذیب اور پورے دین کے انکار کو مستلزم ہے، جیسا کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار پورے قرآن مجید کا انکار ہے۔

اور یہ اُصول کسی آج کے ملاّ، مولوی کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ جل شانہ اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد فرمودہ ہے اور بزرگانِ سلفؒ ہمیشہ اس کو لکھتے آئے ہیں۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج2: ص97)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ایمان نام ہے حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے پورے دین کو بغیر کسی تحریف وتبدیلی کے قبول کرنے کا اور اس کے مقابلہ میں کفر نام ہے حضور اکرم ﷺ کے دین کی کسی قطعی ویقینی بات کو نہ ماننے کا۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں: ما انزل الی الرّسول: کے ماننے کو ایمان اور: ما انزل الی الرّسول: میں سے کسی ایک کے نہ ماننے کو کفر فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث شریفہ میں بھی یہ مضمون کثرت سے آیا ہے، مثلاً: صحیح مسلم شریف: جلد 1 صفحہ 37 کی حدیث میں ہے: اور وہ

ایمان لائیں مجھ پر اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر۔

اس سے مسلمان اور کافر کی تعریف معلوم ہو جاتی ہے۔یعنی جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی تمام قطعی ویقینی باتوں کو:مـن و عـن: مانتا ہو وہ مسلمان ہے، اور جو شخص قطعیاتِ دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑتا ہو،وہ مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:ج 1:ص 56)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریات دین کا انکار کرنا یا اس میں خلاف مقصود تاویل کرنا دونوں کو علمائے کرام نے موجبِ کفر بتلایا ہے۔(فتاوی بینات:ج1:ص249)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

امت مسلمہ میں کوئی خلاف اس بارے میں نہیں کہ جو کوئی متواترات سے انکار کرے چاہے اس کا کرنا فرض ہو یا ترک حرام ہو، اس سے توبہ نہ کرے تو کافر ہے اور واجب القتل ہے۔(فتاوی بینات:ج1:ص252)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریاتِ دین تین قسم کے ہیں۔پہلی قسم یہ کہ تصریح نص قرآنی سے ثابت ہوں جیسے ماں بیٹی سے نکاح کا حرام ہونا۔دوسری قسم یہ کہ سنت متواترہ سے ثابت ہوں۔تواتر خواہ لفظی ہو خواہ معنوی،عقائد میں ہو یا اعمال میں،فرض ہو یا نفل ہو۔تیسری قسم یہ کہ اجماع قطعی سے ثابت ہوں جیسے سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ وسیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت وغیرہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس قسم کے اُمور سے اگر انکار کیا جائے تو اس شخص کا ایمان..... قرآن اور انبیاء کرام علیہم السلام پر صحیح نہیں ہے۔(فتاوی بینات:ج1:ص255)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اہل قبلہ کی اُس وقت تک تکفیر نہیں کی جاتی جب تک ضروریات دین کا یا کسی ایسی چیز کا جس پر اجماع منعقد ہو، انکار نہ کرے مثلاً حرام کو حلال سمجھنا۔

جو شخص تکذیب کرے یا کلیات شریعت میں سے کسی قاعدہ سے انکار کرے یا جو چیز نبی کریم ﷺ سے متواتر ثابت ہے اس سے انکار کرے اس کی تکفیر قطعی و یقینی ہے۔

(فتاوی بینات:ج1:ص253)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص ضروریاتِ دین کا منکر ہو، ایسا شخص تو مسلمان ہی نہیں۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج5:ص69)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کے پورے دین کو مانتا ہو اور ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو، نہ توڑ مروڑ کر ان کو غلط معانی پہناتا ہو، وہ مسلمان ہے۔ کیونکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑنا کفر ہے۔(فتاوی ختم نبوت:ج1:ص96)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ فرقہ اثناعشریہ کے تکفیر کے بارے میں حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کے مرتب کردہ استفتاء پر ہندوستان میں مفصل جواب مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی صاحبؒ نے مدلل طور پر تحریر کیا جب کہ پاکستان میں مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ کو اس فرقہ کے کفر کو بے نقاب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برطانیہ میں مقیم سینکڑوں جید اور ممتاز علمائے کرام نے اس فتوی کی تائید کی۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ کی

اس عظیم تالیفی کاوش کو بجا طور پر پندرھویں صدی کے اوائل کا تجدیدی کارنامہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عام غلط فہمی یہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اسلام کے اندر مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے۔ یہ غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ شیعہ پر تقیہ کی سیاہ چادر تنی رہی، ورنہ شیعہ مذہب نہ صرف یہ کہ بے شمار ضروریاتِ دین اور متواتراتِ اسلام کا منکر ہے۔ بلکہ اس کا کلمہ بھی جو دین کی اوّلین اَساس ہے مسلمانوں سے الگ ہے، اور قرآن کریم جو دین کا سرچشمہ ہے یہ اس کی تحریف کا بھی قائل ہے۔ جس گروہ کا کلمہ اور قرآن تک مسلمانوں سے الگ ہو اِن کو مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے۔ (نظام خلافت راشدہ رسالہ: فروری 2014ء: ص 19)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریاتِ دین ایسے بنیادی اُمور ہیں، جن کا تسلیم کرنا شرطِ اسلام ہے، اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا کفر و تکذیب ہے۔ خواہ کوئی دانستہ کرے یا نادانستہ، اور خواہ واقف ہو کہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے ہے، یا واقف نہ ہو، بہر صورت کافر ہوگا۔

:شرح عقائد نسفی: میں ہے: الایمان فی الشرع ھوالتصدیق بماجآء به من عندالله ای تصدیق النبی علیه السلام بالقلب فی جمیع ماعلم بالضرورة مجیئه به من عندالله تعالیٰ:

ترجمہ: شریعت میں ایمان کے معنی ہیں ان تمام اُمور میں آپ ﷺ کی تصدیق کرنا جو آپ ﷺ اللہ تعالی جل شانہ کی طرف سے لائے ہیں، یعنی ان تمام اُمور میں نبی کریم ﷺ کی دل وجان سے تصدیق کرنا جن کے بارے میں بداہۃً معلوم ہے کہ آپ ﷺ ان کو اللہ تعالی جل شانہ کی طرف سے لائے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو شخص ضروریاتِ دین کا منکر ہو وہ حضور اکرم ﷺ

پر ایمان نہیں رکھتا۔

علامہ شامیؒ: ردالمحتار شرح درمختار: میں لکھتے ہیں: لاخلاف فی کفرالمخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر:

ترجمہ: جو شخص ضروریاتِ دین میں مسلمانوں کا مخالف ہو، اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، اگر چہ وہ اہل قبلہ ہو اور مدۃ العمر طاعات اور عبادات کی پابندی کرنے والا ہو، جیسا کہ شرح تحریر میں اس کی تصریح ہے۔

حافظ ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں: وصح الاجماع علیٰ ان کل من جحد شیئاًصح عندنا بالاجماع ان رسول اللّٰهﷺ اتی به فقد کفر، وصح بالنص ان کل من استهزأ باللّٰه تعالیٰ، اوبملک من الملائکة اوبنبی من الانبیاء علیهم السلام اوبآیة من القرآن اوبفریضة من فرائض الدین فهی کلها آیات اللّٰه تعالیٰ، بعدبلوغ الحجة الیه فهو کافر، ومن قال بنبی بعدالنبی علیه الصلوٰة والسلام اوجحدشیئاً صح عنده بان النبیﷺ قاله فهو کافر:

ترجمہ: اور اس بات پر صحیح اجماع ثابت ہے کہ جو شخص کسی ایسی بات کا انکار کرے جس کے بارے میں اجماع سے ثابت ہو کہ حضور اکرمﷺ اس کو لائے تھے تو ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے، اور یہ بات بھی نص سے ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کا، کسی فرشتے کا، کسی نبی کا، قرآن کریم کی کسی آیت کا، یا دین کے فرائض میں سے کسی فریضے کا مذاق اُڑائے (واضح رہے کہ تمام فرائض آیات اللہ ہیں) حالانکہ اس کے پاس حجت پہنچ گئی ہو، ایسا شخص کافر ہے، اور جو شخص حضور اکرمﷺ کے بعد کسی نبی کا قائل ہو، یا کسی ایسی چیز کا انکار کرے کہ اس کے نزدیک ثابت ہو کہ حضور اکرمﷺ نے یہ بات فرمائی ہے، تو وہ بھی

کافر ہے۔

اور قاضی عیاض مالکی صاحبؒ:الشفاء:میں لکھتے ہیں:وکذلک وقع الاجماع علیٰ تکفیر کل من دافع نص الکتاب اوخص حدیثاً مجمعاً علیٰ نقله مقطوعاً به مجمعاً علیٰ حمله علیٰ ظاهره:

ترجمہ:اسی طرح اس شخص کی تکفیر پر بھی اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا مقابلہ کرے،یا کسی ایسی حدیث میں تخصیص کرے جس کی نقل پر اجماع ہو،اور اس پر بھی اجماع ہو کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے۔

آگے لکھتے ہیں:وکذلک نقطع بتکفیر کل من کذب وانکر قاعدة من قواعدة الشرع وماعرف یقیناً بالنقل المتواتر من فعل الرسول ﷺ ووقع الاجماع المتصل علیه.....الخ:

ترجمہ:اسی طرح ہم اس شخص کو بھی قطعی کافر قرار دیتے ہیں جو شریعت کے قاعدوں میں سے کسی قاعدے کا انکار کرے،اور ایسی چیز کا انکار کرے جو حضور اکرم ﷺ سے نقلِ متواتر کے ساتھ منقول ہو اور اس پر مسلسل اجماع چلا آتا ہو۔

علمائے اُمت کی اس قسم کی تصریحات بے شمار ہیں،نمونے کے طور پر چند حوالے درج کر دیے گئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ضروریاتِ دین کا اقرار وانکار، اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل ہے۔جو شخص ضروریاتِ دین کو:من وعن: بغیر تأویل کے قبول کرتا ہے،وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہے،اور جو شخص ضروریاتِ دین کا انکار کرتا ہے یا ان میں ایسی تاویل کرتا ہے کہ جس سے ان کا متواتر مفہوم بدل جائے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اور جو مسائل ایسے ہوں کہ ہیں تو قطعی واجماعی،مگر ان کی شہرت عوام تک نہیں پہنچی ہے، صرف اہل علم تک محدود ہے،ان کو قطعیات تو کہا جائے گا مگر ضروریات

نہیں کہا جاتا۔ان کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان کا انکار کرے تو پہلے اس کو تبلیغ کی جائے، اوران کا قطعی اور اجماعی ہونا اس کو بتایا جائے ،اس کے بعد بھی اگر انکار پر اصرار کرے تو خارج از اسلام ہوگا۔

نوٹ: ضروریاتِ دین کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ان کے الفاظ کو مان لیا جائے ، بلکہ ان کے اس معنی ومفہوم کو ماننا بھی ضروری ہے جو حضور اکرم ﷺ سے لے کر آج تک تواتر اور تسلسل کے ساتھ مسلّم چلے آتے ہیں۔

فرض کیجئے !ایک شخص کہتا ہے کہ میں قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہو،لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ قرآن کریم کے بارے میں میرا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ حضور اکرم ﷺ پر بذریعۂ وحی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے نازل ہوا ،جیسا کہ مسلمان سمجھتے ہیں، بلکہ میں قرآن مجید کو حضور اکرم ﷺ کی اپنی تصنیف کردہ کتاب سمجھتا ہوں۔کیا کوئی شخص تسلیم کرے گا کہ ایسا شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے؟

یا فرض کیجئے !ایک شخص کہتا ہے کہ میں :محمد رسول اللہ: پر ایمان رکھتا ہوں،لیکن :محمد رسول اللہ: سے مراد وہ شخصیت نہیں جس کو مسلمان مانتے ہیں، بلکہ :محمد رسول اللہ: سے خود میری ذات مراد ہے۔کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص :محمد رسول اللہ: پر ایمان رکھتا ہے؟

یا فرض کیجئے !ایک شخص تسلیم کرتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تواتر کے ساتھ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی تھی ،لیکن ساتھ ہی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے خود اس کی ذات مراد ہے۔کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر ایمان رکھتا ہے؟

الغرض ضروریاتِ دین میں اجماعی اور متواتر مفہوم کے خلاف کوئی تاؑویل کرنا

بھی درحقیقت ضروریاتِ دین کا انکار ہے، اور ضروریاتِ دین میں ایسی تاویل کرنا :الحاد:و:زندقہ: کہلاتا ہے، قرآن کریم میں ہے:

:انّ الّذین یلحدو ن فی اٰیتنا لایخفون علینا ،افمن یّلقٰی فی النّار خیر ام مّن یّأتی اٰمنایوم القیٰمۃ،اعملواماشئتم،انّہ بماتعملون بصیر:

ترجمہ: جولوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں، وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں، بھلا ایک پڑتا ہے آگ میں، وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن سے، دن قیامت کے، کئے جاؤ جو چاہو، بے شک جو تم کرتے ہو، وہ دیکھتا ہے۔

جولوگ ضروریاتِ دین میں تاویلیں کر کے انہیں اپنے عقائد پر چسپاں کرتے ہیں، انہیں :ملحد و زندیق: کہا جاتا ہے، اور ایسے لوگ نہ صرف کافر و مرتد ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر۔ کیونکہ کافر و مرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے، لیکن زندیق کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی۔

راقم الحروف نے اپنے رسالے :قادیانی جنازہ: میں زندیق کے بارے میں ایک نوٹ لکھا تھا، جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

جو شخص کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، اور نصوصِ شرعیہ کی غلط سلط تاویلیں کر کے اپنے عقائدِ کفریہ کو اسلام کے نام سے پیش کرتا ہو، اسے زندیق کہا جاتا ہے۔ علامہ شامیؒ باب المرتد میں لکھتے ہیں:

:فان الزندیق یموہ کفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجھا فی الصورۃالصحیحۃ ھٰذا معنی ابطان الکفر:

ترجمہ: کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدہ فاسدہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، اور یہی معنی ہے کفر کو چھپانے کے۔

امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی صاحبؒ: مسوی شرح مؤطا: میں لکھتے ہیں:

:بیان ذٰلک ان المخالف للدّین الحق ان لم یعترف به ولم یذعن له لا ظاهراً ولا باطناً فهو کافر،وان اعترف بلسانه وقلبه علی الکفر فهو المنافق،وان اعترف به ظاهراً،لٰکنه یفسر بعض ماثبت من الدین ضرورة بخلاف مافسره الصحابةؓ والتابعون واجتمعت علیه الامة فهو الزندیق:

ترجمه: شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دینِ حق کا مخالف ہے، اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو اور نہ دین اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر، تو وہ کافر کہلاتا ہے۔ اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاؑویل کرتا ہو جو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور اجماع اُمت کے خلاف ہو تو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن و سنت کی تاؑویلیں کرتا ہو، ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 63)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

یہ طے شدہ امر ہے (جس میں کسی کا اختلاف نہیں) کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے پورے دین کو: من و عن: تسلیم کرنا اسلام ہے اور دینِ محمدی ﷺ کی کسی بات کو قبول نہ کرنا کفر ہے، کیونکہ یہ حضور اکرم ﷺ کی تکذیب ہے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 60)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضور اکرم ﷺ نے خدا تعالیٰ جل شانہ سے پاکر جو دین اُمت کو دیا ہے،اس پورے کے پورے دین کو اور اس کی ایک ایک بات کو ماننا اسلام ہے،اور ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں،اور دین اسلام کی جو باتیں حضور اکرم ﷺ نے بیان فرمائی ہے ہیں ان میں سے کسی ایک بات کو نہ ماننا یا اس میں شک یا تردد کا اظہار کرنا کفر کہلاتا ہے۔

پس جو شخص دین اسلام کی کسی قطعی اور یقینی بات کو جھٹلاتا ہے یا اس کا مذاق اُڑاتا ہے،وہ مسلمان نہیں۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1:ص 76)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ایسے تمام دینی اُمور جن کا ثبوت حضور اکرم ﷺ سے قطعی تواتر کے ساتھ ثابت ہے،اور جن کا دین محمدی ﷺ میں داخل ہونا ہر خاص و عام کو معلوم ہے،ان کو ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ان تمام اُمور کو بغیر تأویل کے ماننا شرطِ اسلام ہے۔ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس میں تأویل کرنا کفر ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 2:ص 44)

حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم لاجپوریؒ کا فتوی:

شیعوں کا حال یہ ہے کہ وہ بہت سارے ضروریات دین کے منکر ہیں،اور اکثر صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد کہتے ہیں۔(فتاوی رحیمیہ:ج 8:ص 213)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

مسلمان ہونے کیلئے صرف زبانی دعویٰ کافی نہیں ہوتا بلکہ اُن تمام باتوں پر ایمان لانا اور تصدیق کرنا ضروری ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہیں،اُن میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا یا ایسا عقیدہ اختیار کرنا جو قرآن و حدیث

کے خلاف ہو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے چاہے وہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعوی کرتا رہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج 8:ص 213)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: یہاں پر اکثر مسلمانوں نے برمئی بدھ مذہب کی عورتوں سے شادی کی ہوئی ہے بوقت خواندن نکاح عورت بشکل کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ کر بعد میں نکاح ہو جانے پر دائرہ اسلام میں شمار کیا جاتا ہے۔لیکن زن ہذا کبھی بعد از نکاح تا وفات ،ضروریاتِ دین اسلام سے بھی ناواقف ہوتا ہے اور کبھی نماز، روزہ وغیرہ نہیں رکھتا، تو ایسے حالات میں بعد از وفات ان کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟ بعد از وفات شوہر کچھ دن بعد پھر مذہب کفریہ میں شامل ہوتی ہے، تو آیا ایسے حالات میں مسلمانوں کے واسطے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر یہ عورتیں صرف زبانی کلمہ طیبہ پڑھ لیتی ہیں اور ضروریات ایمان سے واقف نہیں ہوتیں، فرائض اسلامیہ کا اعتقاد نہیں رکھتیں تو یہ کافر قرار دی جائیں گی۔ نہ اِن کے ساتھ نکاح جائز ہوگا نہ اِن کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔

(کفایت المفتی:ج 4:ص 119)

سوال: زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔زید کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص حضور اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالی جل شانہ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمدیہ ﷺ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایک آیت قرآن کریم کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ ایسے شخص کو جو اس کی نجات

کاعقیدہ رکھتا ہو، امام بنانا جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ ضروریات دین میں سے کسی مسئلہ کا انکار کرنا کفر ہے۔(کفایت المفتی:ج1:ص46)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

آج کل کے شیعہ ،ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں اور سیدنا حضرت علیؓ کے اُلوہیت کے قائل ہیں اس لئے کئی وجوہات کی بناء پر شیعہ کافر ہے۔

(کفایت المفتی:ج4:ص120)

حضرت مولانا علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ کا فتوی:

اس میں شک نہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا بہت سخت کام ہے اور علمائے اسلام کو ہمیشہ اس معاملہ میں بڑی احتیاط رہی ہے۔ ہمارے امام اعظمؒ نے بھی بڑی تاکید کے ساتھ ہدایت کی ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہئے مگر اس صورت میں کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا کھلم کھلا انکار اس سے صادر ہو۔

(علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات:ص670)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے۔

(علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ حیات وخدمات: ص 671)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فتوی:

سوال: اگر کوئی شخص توحید کا قائل ہو مگر رسالت کا منکر ہو، صراحۃً وہ انکار کرے یا قرینہ سے معلوم ہوتا ہو، وہ شخص جنت میں جانے کا قابل ہے یا دوزخ میں؟

جواب: منکر رسالت قطعاً کافر ہے مؤمن نہیں ہے۔ایمان کی حقیقت یہ ہے

کہ جو کچھ حضور اکرم ﷺ کی طرف سے لائے ہیں اس کی تصدیق کرے۔

پس انکار رسالت صراحۃ ہو یا: قرائن قویہ وعلامات دالہ علی التکذیب: سے ثابت ہو کفر ہے۔ درحقیقت جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے احکام کا منکر ہو اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لائے وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید کا قائل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کو معبود برحق نہیں جانتا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج 18: ص 250)

سوال: چند لوگ مسلمان کہلا کر مندرجہ ذیل اعتقادات پر جازم ہے:

(1) اسلامی عقائد و اعمال میں صرف قرآن مجید ہی کافی ہے، تفسیر کی ضرورت نہیں جو بخاری و مسلم وغیرہ میں درج ہے، اور نہ یہ کتابیں جزو اسلام ہیں۔

(2) نماز جنازہ لوگوں کا ایک رسمی طریق ہے، کوئی اسلامی کام نہیں۔

(3) بعض ان میں سے صرف تین نمازوں کے قائل ہیں، اور بعض پانچ بھی پڑھتے ہیں اور کئی ایک کو تین میں بھی تردد ہے۔

(4) زکوۃ میں نصاب اور حول کی شرط کو بھی نہیں مانتے۔

(5) اذان پنج وقتہ کو لوگوں کی ایجاد بتلاتے ہیں۔

کیا یہ لوگ واقعی مسلمان ہیں؟ اور مسلمانوں کو ان کے جنازہ وغیرہ میں حاضر ہونا جائز ہے؟ اور جو امام مسجد کچھ طمع کی بنیاد پر ان کے جنازہ وغیرہ میں حاضر ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ پس اعتقادات مذکورہ میں بعض صریح کفر ہیں جیسا کہ پانچ نمازوں میں سے صرف تین نمازوں کو فرض ماننا اور دو نمازوں کی فرضیت کا انکار کرنا، اسی طرح نماز جنازہ کو رسمی طریق کہنا اور اسلامی کام نہ سمجھنا، اسی طرح زکوۃ میں حولانِ حول اور نصاب کی شرط کو لغو کہنا، اور اس سے انکار کرنا درحقیقت زکوۃ ہی کا

انکار کرنا ہے،اور بعض اگر چہ صریح کفر نہیں ہیں لیکن وہ بھی مستلزم کفر ہیں،اور یہ بھی تمام کتب میں تصریح ہے کہ استخفافِ سنت بھی کفر ہے،تو اس صورت میں کوئی امر بھی اُمورِ مذکورہ میں سے ایسا نہیں ہے جس سے کفر لازم نہ آتا ہو۔

لہٰذا فرقۂ مذکورہ کافر ہے اور خارج از اسلام ہے،ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا مسلمانوں کو جائز نہیں ہے،اور جو امام بطمع دنیاوی ایسا کرے وہ فاسق ومبتدع اور ضال ومضل ہے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج18:ص280)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریات دین کے منکر کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند،مدلل،مکمل:ج5:ص311)

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب کا فتوی:

ضروریات دین کا انکار باجماع اُمت قطعاً کفر ہے،ناواقفیت وجہالت کو اِس میں عذر قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ کسی قسم کی تاویل سنی جا سکتی ہے۔اور قطعیات محضہ: جو شہرت میں اس درجہ کو نہ پہنچے ہوں تو حنفیہ کے نزدیک اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی عام آدمی بوجہ ناواقفیت وجہالت کے ان کا انکار کر بیٹھے تو فوراً اِس کو اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ پہلے اس کو سمجھایا جائے گا اور اس کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے گا،اس کے بعد اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے،تب کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

جس طرح کفر کی ایک قسم تبدیلیٔ مذہب ہے،اسی طرح دوسری قسم یہ بھی ہے کہ ضروریات دین اور قطعیات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کر دیا جائے یا ان میں ایسی تاویل کی جائے جس سے ان کی معروف غرض بدل جائے اور معاملہ کچھ سے کچھ ہو جائے۔قرآن کریم کی اصطلاح میں اس کا نام الحاد ہے۔

:ان الّذین یلحدون فی اٰیٰتنا لا یخفون علینا: جولوگ ہماری آیتوں کے بارے میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں، وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔

فقہائے کرام کے ہاں اس قسم کی دسیسہ کاری کا نام زندقہ ہے۔علامہ دسوقی صاحبؒ کے ہاں زندیق وہ ہے جو اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے اور باطن میں کفر پر قائم ہو۔ یہ دراصل منافق ہے۔ گویا جس کو صدرِ اوّل میں منافق کہا جاتا تھا اس کو اب فقہائے کرامؒ زندیق کہتے ہیں۔

زندیق کا معاملہ عام مرتدین سے زیادہ سخت ہے، کیونکہ یہ لوگ در پردہ اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کر کے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔لہٰذا ان کو توبہ کی مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔(فتاوی عثمانیہ:ج1:ص 91)

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامیؒ کا فتوی:

جو احکام مجمع علیہ ہیں، جو ظاہر نصوص سے ثابت ہیں اور ان کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا معلوم ہو چکا ہے ایسے احکام کے انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔
(جواھر الفتاوی:ج2:ص 348)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ ماننا کفر ہے،مثلاً: کوئی شخص خدا تعالیٰ جل شانہ کی ذات کو نہ مانے یا خدا تعالیٰ جل شانہ کی صفتوں میں سے کسی صفت کا انکار کرے یا فرشتوں کا انکار کرے یا خدا تعالیٰ جل شانہ کی آسمانی کتابوں میں سے کسی کتاب کا انکار کرے یا کسی پیغمبر کو نہ مانے یا تقدیر کا منکر ہو یا قیامت کے دن کو نہ مانے یا خدائے تعالیٰ جل شانہ کے قطعی احکام میں سے کسی حکم کا انکار کرے یا حضور اکرم ﷺ کی دی ہوئی کسی خبرِ صحیح کو جھوٹا سمجھے،یہ سب باتیں کفریات ہیں،ان میں سے کوئی بھی بات

پائی جاوے تو اس سے آدمی کافر ہو جائے گا۔ اگر آدمی پہلے مسلمان تھا تو اِن مذکورہ باتوں میں سے کسی ایک بات کے انکار سے وہ آدمی مرتد ہو جائے گا، اس پر ارتداد کے احکام لاگوں ہوں گے، کفر کے احکام آئیں گے۔(جواهر الفتاوى:ج 4:ص 48)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتوی:

کفر و اسلام کی حقیقت، مسلمان کون ہے اور کافر کون؟

جس طرح آسمان اور زمین کا فرق ایک بدیہی امر ہے، کفر و اسلام کا فرق بھی اُس شخص کیلئے جو کسی مذہبی گھرانہ میں پلا ہو، بداہت وظہور میں کسی طرح اُس سے کم نہیں۔ اور اس لئے یہ بحث کہ کفر کیا ہے اور اسلام کیا ہے، درحقیقت ایسی بحث ہے جیسے کوئی آسمان و زمین کے باہمی فرق یا شمس وقمر کے فرق پر بحث کرے۔ لیکن افسوس کہ آج کل مذہب وملت سے بیگانگی اور ناواقفیت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ آج وقت کا سب سے اہم مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ مسلمانوں کو اسلام اور کفر کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ ناواقفیت سے کسی مسلمان کو کافر یا کافر کو مسلمان کہنے کی شدید غلطی میں نہ پڑھ جائیں، یا خدانخواستہ کفر کو اسلام سمجھ کر قبول نہ کرلیں۔

بالخصوص اس وجہ سے کہ کفر کے بعض اقسام ایسے بھی ہیں جو صورت میں اسلام سے ملتے جُلتے ہیں اور یہی سب سے زیادہ خطرناک کفر ہے۔ مسلمانوں کو ہر زمانہ میں جتنا نقصان اس قسم کے کفر اور کفار سے پہنچا ہے کھلے ہوئے کفار سے ہرگز نہیں پہنچا۔

اس لئے اس بحث کا اصل مقصد اسی نوعِ کفر کو واضح کرنا ہے اور یہ ایک ایسا اصولی مسئلہ ہے کہ اگر اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو دورِ حاضر کے تمام ملحدانہ فتنے قادیانی، چکڑالوی، مشرقی وغیرہ خود اپنی موت مر جاتے ہیں۔

اسلام کیا چیز ہے اور مسلمان کون ہے:

اس لئے سب سے پہلے اصولی طور پر یہ معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن اور شریعتِ اسلام کی اصطلاح میں اسلام و ایمان کس چیز کا نام ہے اور کفر کس کا؟ مسلمان کس کو کہتے ہیں اور کافر کس کو؟ یہ حقیقت اس قدر ظاہر اور بدیہی ہے کہ ہر مسلم و غیر مسلم اس سے واقف ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے ارکان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ایک مانے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔

رسول پر ایمان لانے کے معنی:

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول پر ایمان لانے کا معنی تو یہ نہیں کہ اُن کے وجود کا اقرار کرے کہ فلاں سن میں فلاں جگہ پیدا ہوئے، ایسا حلیہ مبارک تھا، فلاں فلاں کام کئے۔ بلکہ رسول پر ایمان لانے کا معنی یہ ہے کہ اُس کے فرمائے ہوئے ہر حکم کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کرے۔ اُس پر کوئی اعتراض و انکار اُس کے قلب و زبان پر نہ ہو۔ قرآن مجید نے خود اس معنی کو آیتِ ذیل کے صریح لفظوں میں واضح کر دیا ہے:

فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکّموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا ممّا قضیت و یسلّموا تسلیما:

ترجمہ: قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپ کو اپنی تمام نزاعات و اختلافات میں حکم نہ بنا دیں اور پھر جو فیصلہ آپ فرما دیں اُس سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اُس کو پوری طرح تسلیم کریں۔

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر امام جعفر صادقؒ اور دوسرے علماءِ سلفؒ سے یہ نقل فرمائی ہے:

روی عن الصادق قال لو ان قوماً عبدوا اللّٰه تعالیٰ واقامو

الصلوٰۃ واٰتوالزکوٰۃ وصاموارمضان وحجواالبیت ثم قالوالشئی صنعہ' رسول اللّٰہ اَلّاصنع خلاف ماصنع اووجدوا فی انفسھم حرجالکانوا من المشرکین:

ترجمہ: حضرت جعفرصادقؒ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت کرے اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے مگر کسی ایسے کام کے متعلق جو حضور اکرم ﷺ نے کیا ہے یوں کہے کہ آپ ﷺ نے اس کے خلاف کیوں نہ کیا یا وہ آپ ﷺ کے عمل اور حکم سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس کرے تو بلا شبہ وہ (ان سب اعمال وعبادات کے باوجود) مشرکین کفار میں داخل ہو جائے گی۔

قرآن مجید کی آیات اس مضمون پر سینکڑوں کی تعداد میں پیش کی جا سکتی ہے مگر ثبوت کے لئے اتنا کافی ہے۔

ان آیات سے بوضاحت معلوم ہو گیا کہ اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی دل سے تصدیق کرے، اُس پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اور اسی سے یہ بھی متعین ہو گیا کہ مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی دل سے تصدیق کرنے والا ہو۔ اسی کا خلاصہ درمختار میں ان الفاظ سے مذکور ہے:

:الایمان وھوتصدیق محمدﷺ فی جمیع ماجآء بہ عن اللّٰہ تعالیٰ مما علم مجیئہ بہ ضرورۃ:

ترجمہ: ایمان یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے تمام احکام کی دل سے تصدیق کرے۔ بشرطیکہ آپ ﷺ سے اُن کا ثبوت قطعی وضروری طریق پر ہو۔

کفر کیا چیز ہے اور کافر کون ہے؟

جب اسلام اور ایمان کے معنی معلوم ہو گئے تو کفر کے معنی بھی اُسی سے متعین ہو گئے، کیونکہ جس چیز کے ماننے کا نام اسلام وایمان ہے، اُسی کے نہ ماننے اور انکار کرنے کا نام کفر ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن اور اسلام کی نظر میں کافر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ یا حضور اکرم ﷺ کے کسی حکم کا (بشرطیکہ اُس کا حکمِ خدا تعالیٰ یا حکم رسول ﷺ ہونا قطعی طور پر ثابت ہو) انکار کرے۔ یہی مضمون: در مختار: میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے کہ:

:الکفر لغۃ الستر وشرعاً تکذیبہ رسول اللّٰہ ﷺ فی شیء مما جآء بہ من الدین ضرورۃً:

ترجمہ: کفر، لغت میں تو چھپانے کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں حضور اکرم ﷺ کی تکذیب ایسے احکام میں جن کا ثبوت آپ ﷺ سے بطریق ضرورت وقطعیت ہو چکا ہے۔

انکارِ خدا تعالیٰ جل شانہ، یا انکارِ رسول ﷺ کی تین صورتیں:

خدا تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ کو نہ ماننے کے یہ معنی قرآن کی تصریح سے معلوم ہو چکے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ سے ثابت ہو جائے اُس کا انکار کرنا یا اُس پر اعتراض کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ جل شانہ کے خدا ہونے اور رسول ﷺ کے رسول ہونے کا انکار ہے اور اسی وجہ سے کفر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا رسول ﷺ کو نہ ماننے کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کفر ہیں۔

اوّل: یہ کہ کھلے طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو خدا یا رسول ﷺ کو رسول نہ مانے۔

دوم: یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خدائی اور رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے لیکن اُن کے فرمائے ہوئے احکام میں سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اُس پر اعتراض

کرے۔

سوم: یہ بھی نہ ماننے کی ایک صورت ہے کہ خدائی اور رسالت کا بھی اقرار کرے اور زبان سے بھی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کے تمام احکام کو مانتا ہوں لیکن احکام کے معنی اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے اور آپ ﷺ کے بلاواسطہ شاگردوں (حضرات صحابہ کرامؓ) کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف قرار دے کر آپ ﷺ کے احکام کو ٹال دے۔

وجہ ظاہر ہے کہ بغاوت..... احکامِ شاہی کو نہ ماننے کا نام ہے۔اس میں جس طرح یہ بغاوت ہے کہ صاف طور پر یہ کہہ دے کہ میں بادشاہ کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتا۔اسی طرح یہ بھی بغاوت ہے کہ اُس کے حکم سے انکار کرے کہ یہ حکمِ شاہی نہیں۔

نیز یہ بھی بغاوت ہی کی ایک صورت ہے کہ بظاہر قانون کو تسلیم کرے،لیکن قانون ساز جماعت کی تصریحات وہائی کورٹ کے تسلیم کئے ہوئے معانی کے خلاف قانون کے نئے معنی تراش کر قانون کو ردّ کرنا چاہے۔

الغرض کفر وارتداد صرف اسی صورت کا نام نہیں کہ کوئی شخص صاف طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے وجود یا توحید کا انکار کرے، یا حضور اکرم ﷺ کے رسول ہونے کا منکر ہو جائے یا کھلے طور پر مذہبِ اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب یہودیت یا نصرانیت وغیرہ اختیار کرلے، بلکہ جس طرح یہ صورتِ کفر ہے اسی طرح یہ بھی کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ کے اُن احکام میں سے کسی ایک حکم کا انکار کرے جو قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہیں جن کو اصطلاحِ عقائد میں ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔اسی طرح یہ بھی کفر وارتداد ہے کہ آیاتِ قرآنیہ اور احکامِ اسلامیہ کے اُن اجماعی معنی کے خلاف کوئی نئے معنی تجویز کرے جو حضور اکرم ﷺ کے بتلائے ہوئے یا صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے متفقہ طور پر سمجھے ہوئے ہیں۔

(جواہر الفقہ: ج 1: ص 313)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اس اجماع قطعی کا خلاف کرنا جو (بوجہ قطعیت وشہرت عامہ) ضروریات دین میں داخل ہوگیا ہے کفر ہے اور اُس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا منکر بھی کافر قرار دیا جائے گا۔ (جواہر الفقہ: ج 1: ص 326)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص ضروریات دین میں سے کسی اجماعی مسئلہ کا انکار کرنے والا ہے وہ قطعا کافر ہے۔ اور ضروریات دین وہ احکام ہیں جن کو خاص و عام سب مسلمان جانتے ہوں اور اُن میں شک کی گنجائش نہ ہو۔ جیسے نماز، روزہ کا فرض ہونا اور زنا وشراب کا حرام ہونا وغیرہ۔ وجہ یہ ہے کہ ایسے اُمور کا انکار نبی کریم ﷺ کی تکذیب کو مستلزم ہے۔

(جواہر الفقہ: ج 1: ص 326)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اُن اہل قبلہ کے کافر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں جو تمام عمر طاعات وعبادات پر مداومت کریں مگر عالم کے قدیم ہونے یا قیامت میں مردوں کے زندہ نہ ہونے یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عالِم جزئیات نہ ہونے وغیرہ کا اعتقاد رکھیں۔

اہل قبلہ میں سے اُن لوگوں کے کافر ہونے میں کسی کا خلاف نہیں جو باوجود طاعات وعبادات پر مدۃ العمر مداومت کرنے کے بعض ضروریاتِ دین کا خلاف کریں۔

(جواہر الفقہ: ج 1: ص 329)

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: زید نماز تو پڑھتا ہے لیکن زکوۃ کی فرضیت کا قائل نہیں ہے، بلکہ زکوۃ دینے کو حماقت تصور کرتا ہے۔مسلمانوں کو ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے رکھنی چاہئے؟

جواب: اسلام کی بنیاد جن چیزوں پر قرار دی گئی ہے،ان میں زکوۃ بھی ہے، اس کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے،اس کا انکار نص قطعی کا انکار کرنا ہے،جس سے ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے۔فرضیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کو پورا نہ کرنا یہ معصیت کبیرہ ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج 22:ص 288)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

مومن بننے کے لئے حق تعالیٰ جل شانہ کی ذات اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا اقرار چونکہ ضروری ہے۔لہذا اگر کسی ایک کا انکار بھی پایا گیا تو دائرہ ایمان سے خارج ہوکر کفر میں داخل ہو جائے گا۔(فتاوی محمودیہ:ج 2:ص 327)

حضرت مولانا مفتی فرید صاحبؒ کا فتوی:

سوال: ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان بغیر کسی جبر و اکراہ مع بقائے ہوش وحواس محض حکومتی سطح پر زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے بینک میں اپنے آپ کو شیعہ اور جعفری لکھ دے اور فارم پر شیعہ مجتہد کا دستخط بھی ہوتا ہے اور گواہوں کے دستخط بھی ہوں۔ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص باوجود دعوی اسلام کے ضروریات دین سے منکر ہو تو اس کو مرتد کہا جاتا ہے،اور اسی بنا پر شیعہ کافر ہیں۔اور جو شخص شیعہ ہونے کا دعوی کرے خواہ اعتقاداً ہو یا ہزلاً وہ بھی کافر ہے۔(فتاوی فریدیہ:ج 3:ص 388)

سوال: شیعوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: کفر کا دارومدار ضروریات دین سے انکار پر ہے۔پس جو شیعہ لوگ سیدنا حضرت علی کو الٰہ یا پیغمبر مانتے ہوں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قاذف ہوں یا کسی امام کے لئے علمِ کلی ثابت کرتے ہوں تو وہ کافر ہیں۔(فتاوی فریدیہ: ج1: ص134)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

پاکستانی شیعہ اکثری طور سے کافر ہیں۔کیونکہ یہ ضروریاتِ دین مثلاً نبوت محمدیہ ﷺ، صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ، براءۃ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انکاری ہیں اور چونکہ یہ لوگ باوجود دعویٰ اسلام کے ان ضروریات سے منکر ہیں۔

(فتاوی فریدیہ: ج1: ص133)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ایرانی شیعہ اکثری طور سے ضروریات دین سے منکر ہیں۔اس بناء پر وہ اسلام سے خارج ہیں۔(فتاوی فریدیہ: ج3: ص561)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شیعہ ضروریات دین سے انکاری ہو، مثلاً: حضرت علیؓ کو پیغمبر مانتا ہو یا سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے صحابی ہونے سے منکر ہو یا سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھنے والا ہو یا امامت کو نبوت پر فوقیت دینے والا ہو یا کسی غیر اللہ کو علمِ کلی ثابت کرتا ہو وغیرہ تو ایسے شیعہ کافر ہیں۔(فتاوی فریدیہ: ج3: ص222)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

پاکستانی اور ایرانی شیعہ اسلام سے خارج ہیں۔کیونکہ یہ لوگ ضروریات دین سے منکر ہیں۔(فتاوی فریدیہ: ج4: ص475)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

قال العلامة الحصکفی:وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفربها کقوله انّ اللّٰه تعالیٰ جسم کالاجسام وانکاره صحبة الصدیقؓ فلا یصح الاقتداء به اصلاً:(فتاوی فریدیه:ج2:ص405)

امام العصر،حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا فتوی:

جوشخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرتا ہے وہ کافر ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جو کتاب اللہ کے کسی حکم کو مانتے ہیں اور کسی حکم کا انکار کرتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایسے لوگ باتفاق امت قطعاً کافر ہیں ،اگر چہ یہ لوگ اپنے ایمان ،دینداری اور خدمتِ اسلام کا ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے مشرق ومغرب کے قلابے ملادیں اور یورپ وایشیا کو ہلا ڈالیں۔(اکفار الملحدین:ص68)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

تمام صحابہ کرامؓ اوران کے بعد ائمہ:منکرین زکوۃ:سے جنگ کرنے پر متفق تھے اگر چہ وہ پنجگانہ نماز بھی پڑھتے تھے،رمضان کے روزے بھی رکھتے تھے،مگراس کے باوجود اُن کا کوئی شبہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک لائق قبول نہیں تھا،اسی لئے وہ مرتدین تھے اورزکوۃ ادا نہ کرنے پران سے جنگ کی جاتی تھی۔(اکفار الملحدین:ص386)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے ہراُس شخص سے جنگ کرنے کا اعلان کردیا جونماز اور زکوۃ میں تفریق کرتا ہے(یعنی نماز کو مانتا ہے اور زکوۃ کونہیں مانتا)حضرت صدیق اکبرؓ کا مقصد یہی تھا کہ جوشخص پورے دین کو ماننے کیلئے تیارنہیں،وہ مؤمن

نہیں کافر اور مباح الدم، یعنی واجب القتل ہے۔

(اکفار الملحدین:ص 69)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریات دین میں مخالفت کرنے والے کو کافر کہنے کے بارے میں تو اہل حق میں کوئی اختلاف نہیں ہے،اگر چہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو۔(اکفار الملحدین:ص 105)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہےاور منکر کافر ہے۔

(اکفار الملحدین:ص 411)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص ضروریات دین کا انکار کرتا ہےوہ اہل قبلہ اور مسلمان رہتا ہی نہیں۔

(اکفار الملحدین:ص 406)

حضرت مولانا عبد القیوم قاسمی صاحب کا فتوی:

اگر وہ ضروریات دین کے منکر یا مؤول ہوں تو اگر چہ ان کی ساری زندگی عبادت میں گزر چکی ہو،وہ بہر حال کافر ہیں۔(تفسیر معارف الفرقان:ج1:ص122)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شریعت کی اصطلاح میں جن چیزوں پر ایمان لانا فرض ہےان میں سے کسی چیز کے انکار کرنے کا نام کفر ہے،اور ایمان کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ جو کچھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے لائے ہیں،اور اس کا ثبوت قطعی یقینی ہے،ان سب چیزوں کی دل سے تصدیق کرنا اور حق سمجھنا۔اس لئے جو شخص حضور اکرم ﷺ کی اُن تعلیمات میں سے جن

کا ثبوت یقینی اور قطعی ہے، کسی ایک کو بھی حق نہ سمجھے اور اس کی تصدیق نہ کرے وہ کافر کہلائے گا۔(تفسیر معارف الفرقان:ج1:ص129)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضرات فقہاء کرامؒ کے نزدیک موجبِ تکفیر شرائع اسلام ضروریات دین، اصول دین اور قطعی دلائل مثلاً کتاب اللہ، حدیث متواتر اور اجماعِ قطعی کا انکار یا اس کی تاویل کرتا ہو تو وہ کافر ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ: جس نے شرائع اسلام میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کیا تو اس نے: لاالہ الّاالله: کے قول کو باطل کر دیا۔

اور حافظ ابن ہمامؒ لکھتے ہیں کہ: اس پر اتفاق ہیں کہ اصول دین اور ضروریات دین میں جو شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

(تفسیر معارف الفرقان:ج1:ص122تا126)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کا فتوی:

سوال: جو شخص ضروریاتِ دین اسلام کا منکر ہو، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت کا قائل ہو یا سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت اور خلافت کا منکر ہو یا سیدنا حضرت علیؓ کی الوہیت یا نبوت کا عقیدہ رکھتا ہو تو ایسے شیعہ کے جنازہ کا کیا حکم ہے؟ اس کا جنازہ ادا کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: ایسے عقائد رکھنے والا شیعہ کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہے، اس کا جنازہ نہیں پڑھایا جائے گا۔(فتاوی حقانیہ:ج3:ص437)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی شخص ایمان کا مدعی ہے، مگر نماز یا زکوۃ سے انکار کرتا ہے یا اس خاک میں

تبدیلی وترمیم کی ناروا جسارت کرتا ہے جو اس کے معمارِ اوّل نے ان عبادات کیلئے تیار فرمایا تو اسے اس قصرِ محمدی ﷺ میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور نہ اس کا دعوائے ایمانی قابلِ اعتنا ہے، خواہ وہ ہزار بار اس کے استحکام وتعمیر کی رٹ لگاتا رہے۔ اور ہمارے اس دعوی کا ماخذ قرآن کریم، سنت رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ وخلفاء راشدین کا طرزِ عمل ہے۔ ارشاد ربانی ہیں:

:فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم فان تابوا واقاموا الصّلوٰة واٰتوا الزکوٰة فخلّوا سبیلهم:

ترجمہ: ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو، پس اگر وہ تائب ہو کر نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک لوگ توحید ورسالت کا اقرار اور نماز وزکوٰۃ ادا نہ کریں تو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان سے جنگ کرتا رہوں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں تب وہ اپنے مال وآبرو کو مجھ سے محفوظ کر سکیں گے۔

پھر ان ارکان کے باہمی ارتباط کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ جب بنو ثقیف کے ایک وفد نے طائف سے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر اس شرط پر کہ اسلام کے ایک اہم رکن نماز سے ہمیں معاف رکھا جائے تو حضور اکرم ﷺ نے بڑی سختی اور حقارت سے ان کی یہ درخواست ٹھکرا دی اور فرمایا کہ بھلا وہ دین ہی کیا ہے کہ جس میں نماز نہ ہو۔

خلیفہ اوّل سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرامؓ کے بھرے مجمع میں اعلان فرمایا: خدا کی قسم! جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا (ان میں سے ایک کی تعبدی حیثیت سے انکار کرے گا) تو میں اس سے قتال کروں گا۔

پھر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے جراتِ ایمانی سے کام لے کر تلوار نیام سے

نکالی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد اس فتنہ کو تہ خاک کیا۔

بنابریں کہ ایمان نام ہے پورے دین کے التزام کا۔پس اگر کوئی نماز اور زکوۃ میں تفریق کرتا ہے، گویا وہ پورے دین پر ایمان نہ لایا اور جو پورے دین پر ایمان نہ لایا وہ شخص قطعی کافر ہیں ۔(فتاوی حقانیہ:ج4:ص113)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ میں سے جو فرقہ ضروریاتِ دین کا منکر ہو اس کی تکفیر میں کسی کا اختلاف نہیں ۔(فتاوی حقانیہ:ج1:ص386)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ کا فتوی:

شیعہ اثناعشریہ رافضیہ قطعاً خارج از اسلام ہے، تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں، ضروریاتِ دین کا انکار قطعاً کفر ہے، اور قرآن شریف ضروریات دین میں سے اعلی اور ارفع چیز ہے۔اور شیعہ بلا اختلاف ان کے مقدمین اور متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں ۔(خیر الفتاوی:ج2:ص365)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو ضروریاتِ دین کا منکر ہو اِس کے کفر میں کوئی شک نہیں ۔

(خیر الفتاوی:ج2:ص365)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا فتوی:

اگر ایسا شیعہ ہو کہ توحید کے ساتھ دیگر ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو مثلاً: حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی اور خیانت کرنے کا قائل ہو، یا صحبتِ حضرت صدیق اکبرؓ کا انکاری ہو یا سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو وغیرہ

ذٰلک۔یاسب صحابہؓ کوجائزاورکارِخیر سمجھتاہو،ایسا شیعہ کافر ہے۔

(فتاوی مفتی محمود:ج1:ص220)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ اگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو۔یعنی شیعہ غالی ہو یا حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو،یا صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا انکاری ہو یا سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو یا شیعہ تبرائی سبی ہو جو سبِ صحابہؓ کو جائزاور کارِخیر سمجھتا ہو،تو ایسا شیعہ کافر ہے۔

(فتاوی مفتی محمود:ج1:ص222)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اگر شیعہ تبرائی ہو جو تبرا کو جائز کہے یا اور کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو تو یہ کافر ہے۔مسئلہ ضروریہ کا انکار،مثلاً:حضرت علیؓ کی اُلوہیت کا قائل ہو یا حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا صحبتِ صدیق اکبرؓ کا انکاری ہو یا عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو یا سبِ صحابہؓ کو جائزاور کارِخیر سمجھتا ہو :ھکذا فی الشامیہ باب الردۃ:(فتاوی مفتی محمود:ج4:ص581)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی شیعہ غالی ہے اور ضروریات وقطعیات دین میں سے کسی کا منکر ہے تو وہ بالاتفاق کافر ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ کو خدا مانتا ہو یا حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا انکاری ہو یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو یا دیگر ایسی باتوں کا قائل ہو جو صریح کفر ہو۔(فتاوی مفتی محمود:ج4:ص600)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

واضح رہے کہ جو شیعہ ضروریاتِ دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر ہو یعنی شیعہ غالی ہو، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی صحبت کا منکر ہو یا افکِ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا قائل ہو یا اُلوہیتِ حضرت علیؓ کا قائل ہو: وغیر ذٰلک: یا شیعہ تبرائی سبی ہو جو سبِ صحابہؓ کو جائز اور کارِ خیر سمجھتا ہو تو ایسا شیعہ کافر ہے۔ (فتاوی مفتی محمودؒ: ج9: ص545)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

واضح رہے کہ جو شیعہ کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو مثلاً حضرت علیؓ کی اُلوہیت کا قائل ہو یا تحریفِ قرآن کا قائل ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہو یا صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا انکاری ہو یا سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت (قذف) لگاتا ہو یا سبِ صحابہؓ کو جائز اور کارِ خیر سمجھتا ہو تو یہ کافر ہے۔
(فتاوی مفتی محمودؒ: ج10: ص99)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

واضح رہے کہ جو شیعہ ایسا ہو کہ ضروریات دین میں سے کسی بات کا منکر ہو مثلاً اِس کا عقیدہ ہو کہ (معاذاللہ) حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جو تہمت لگائی گئی تھی وہ صحیح ہے: وامثال ذٰلک: تو یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
(فتاوی مفتی محمودؒ: ج10: ص210)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ عورت اگر کسی مسئلہ ضروری کی انکاری ہو مثلاً حضرت علیؓ کی اُلوہیت کی قائلہ ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کی قائلہ ہو یا تحریفِ قرآن کی قائلہ ہو یا صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی انکاری ہو یا سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر

تہمت (قذف) لگاتی ہو یا سبِ صحابہؓ کو جائز اور کارِ خیر سمجھتی ہو تو یہ کافرہ ہے۔

(فتاوی مفتی محمودؒ:ج10:ص351)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ اگر اُمورِ دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر ہو تو وہ کافر ہے۔

(فتاوی مفتی محمودؒ:ج10:ص109)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اگر رافضی ضروریات امور دین میں سے کسی مسئلہ کا منکر ہو تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا درست نہیں۔(فتاوی مفتی محمود:ج11:ص220)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

واضح رہے کہ جو شیعہ ایسا ہو جو کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو مثلاً حضرت علیؓ کی اُلوہیت کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا جبرئیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہو یا صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا انکاری ہو یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت (قذف) لگاتا ہو یا سبِ صحابہؓ کو جائز اور کارِ خیر سمجھتا ہو تو ایسا شیعہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(فتاوی مفتی محمودؒ:ج11:ص191)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شیعہ اُمورِ دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو مثلاً حضرت علیؓ کی اُلوہیت کا قائل ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہو یا صحبتِ حضرت صدیق اکبرؓ کا منکر ہو یا سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھتا ہو، وہ کافر ہے۔(فتاوی مفتی محمودؒ:ج9:ص551)

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحبؒ کا فتوی:

صحیح بات تو یہ ہے کہ کفر وایمان کا مدار.....خالص اعتقادیات ونظریات پر ہے۔ اگر کوئی شخص صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی وحدانیت،حضور اکرمﷺ کی رسالت اور تمام ضروریاتِ دین وقطعیاتِ اسلام کو مانتا ہےتو وہ مسلمان ہےاور قطعی مسلمان ہے چاہے ساری دنیا ایک زبان ہوکر اسے شرابی جواری اور شہوت پرست کیوں نہ کہے،دنیا کا یہ مخالف پروپیگنڈہ اسے دائرۂ اسلام سے باہر نہیں کرسکتا۔اس کے برعکس اگر کوئی شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی منکر ہےتو خارج از اسلام ہے،فقیہ عادل،رہبر اعظم،امام زماں کے دعوے اور نعرے اسے اسلام میں داخل نہیں کرسکتے۔

محدّث عصر حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف :اکفار الملحدین: میں لکھتے ہیں:اجماع الامۃ علیٰ تکفیر من خالف الدین المعلومۃ بالضرورۃ:ضروریاتِ دین کے مخالف کی تکفیر پر اُمت کا اجماع ہے۔

اس لئے خمینی ملعون اور دیگر اثناعشری شیعوں کی تکفیر کے سلسلے میں دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ اسبابِ کفر میں سے کوئی سبب ان کے اندر پایا جاتا ہے یا نہیں؟اگر ان اسباب میں سے کوئی سبب ان میں متحقق ہوجاتا ہےتو وہ یقیناً کافر ہوں گے،اس تلاش وجستجو کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کہ اب تک کے علماء نے اس فرقہ کی تکفیر کی ہے یانہیں۔کیونکہ اوپر کی تفصیلات سے معلوم ہوچکا ہے کہ کفر کا مدار کسی کے کہنے یا فتوی پر نہیں بلکہ وہ اسبابِ کفر ہیں جن کو اختیار کرنے سے آدمی کافر بن جاتا ہے۔

اثناعشری شیعوں کے اندر ایک نہیں بلکہ متعدد اسبابِ کفر جمع ہیں،مثلاً:

1.....آئمہ کا معصوم ہونا۔

2.....حضرات انبیاءکرام علیہم السلام پر آئمہ کا برتر ہونا۔

3۔۔۔تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنا۔

4۔۔۔صحابہ کرامؓ کو مرتد جاننا۔

5۔۔۔انکارِ خلافتِ شیخینؓ۔

6۔۔۔بداء کا عقیدہ رکھنا۔

7۔۔۔حضرت عائشہ صدیقہؓ پر قذف کا عقیدہ رکھنا۔

8۔۔۔عقیدۂ رجعت وغیرہ یہ سارے عقائد ضروریاتِ دین کے بالکل مخالف ہیں اور اثنا عشری فرقہ سے تعلق رکھنے والے تمام شیعہ ان مذکورہ عقائد کے پابند ہیں، جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہیں۔

مذکورہ بالا سارے عقائد۔۔۔ضروریاتِ دین کی نفی کرتے ہیں، کیونکہ علمائے متکلمین کی اصطلاح میں ضروریاتِ دین میں ہر ایسے اُمور داخل ہیں جن کا رسول خدا، کے دین سے ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہو اور مسلمانوں کے ہر طبقہ میں وہ اس طرح سے مشہور ہوں کہ ان کی تحصیل کسی خاص اہتمام پر موقوف نہ ہو بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثۃً وہ اُمور معلوم ہوتے رہتے ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ کی فرضیت، حضور اکرم ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا وغیرہ ایسے اُمور ہیں جو بغیر تعلیم و تعلم کے مسلمانوں کو معلوم ہو جاتے ہیں، اور علمائے کرام کی حسبِ تصریح۔۔۔۔

1۔۔۔حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا عصمت کے ساتھ مخصوص ہونا۔

2۔۔۔غیر نبی کا نبی سے کم تر درجہ کا ہونا۔

3۔۔۔قرآن کریم کا تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہونا۔

4۔۔۔تمام صحابہ کرامؓ کا مومن ہونا۔

5۔۔۔حضور اکرم ﷺ کے بعد سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا یکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونا۔

6.....علم خداوندی کا ہر موجود وغیر موجود پر محیط ہونا۔

7.....منافقین کے عائد کردہ الزام سے سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بَری ہونا۔

8.....مرنے کے بعد اس دنیا میں جزا وسزا کے لئے دوبارہ پیدا نہ ہونا۔

یہ سب اُمور ضروریاتِ دین وقطعیاتِ اسلام میں داخل ہیں۔ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی موجبِ کفر ہے،اور اُوپر کی تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ اثنا عشری شیعوں کا عقیدہ.....ان سب کے خلاف ہے۔اس لئے علمائے اُمت نے ہر دور میں اس طرح کے عقائد رکھنے والے شیعوں کی تکفیر کی ہے۔(مقالات حبیب: حصہ اوّل: ص 357)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ کا فتویٰ:

دین اور اسلام کے خلاف ملحد و بے دین لوگ،اور اہل حق کے خلاف باطل پرست افراد اور فرقے.....ہمیشہ برسرِ پیکار رہے ہیں اور گرم وسرد جنگ یعنی تیغ وتفنگ یا قلم وقرطاس کے معرکے ہمیشہ جاری رہے ہیں۔اور جب بھی اہل حق اور اہل ایمان کے آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن دلائل اور تیغ تیز سے بھی زیادہ قاطع اور دوٹوک فیصلہ کر دینے والے براہین نے باطل پرستوں کے شکوک وشبہات،تاویلات وتحریفات، تلبیسات وتشویہات کا قلع قمع کیا ہے اور ان پر کفر وارتداد کا حکم لگایا ہے تو ان باطل پرستوں نے علماءِ حق کی تکفیر سے بچنے کے لئے مختلف ومتنوع حربے بطور سپر استعمال کئے ہیں۔مثلاً:

(1) کبھی عوام میں یہ پروپیگنڈہ کیا کہ فقہاء ومفتیان کے یہ تکفیر وارتداد کے فتوے تو محض ڈرانے اور دھمکانے کیلئے ہوتے ہیں۔ان کے تکفیر کے فتوؤں سے کوئی مسلمان،فی الحقیقت کافر ومرتد نہیں ہو جاتا۔

(2) کبھی کہتے ہیں ہم تو اہل قبلہ ہیں اور خود امام ابوحنیفہؒ نے بڑی شدت کے

ساتھ:اہل قبلہ: کی تکفیر سے ممانعت کی ہے۔

(3) کبھی کہتے ہیں ہم تو:مؤوّل: ہیں اور باتفاقِ فقہاء.....مؤوّل کی تکفیر جائز نہیں ۔اور ان کا کہنا ہے کہ اگر کسی کے عقیدہ یا قول وفعل میں ننانوے وجوہ تکفیر کی ہوں اور ایک وجہ بھی اس کو کفر سے بچاتی ہو،تو اس کی تکفیر بھی نہ کرنی چاہئے ۔

(4) ہمارے زمانہ میں چونکہ بدقسمتی سے ان ملحدوں اور زندیقوں کو تحریر وتقریر کی مکمل آزادی حاصل ہے اس لئے وہ زیادہ بے باکی اور دریدہ ذہنی کے ساتھ اہل حق کے ان تکفیر کے فتووں کو:دشنام طرازی:سے اور کافر،مرتد،ملحد،زندیق،جاہل،بے دین وغیرہ احکام شرعیہ کو گالیوں سے تعبیر کرتے ہیں ۔اور برملا کہتے ہیں کہ علماء کو گالیاں دینے کے سوا اُور آتا ہی کیا ہے۔

میرے محترم دوستو!

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح نماز،زکوۃ،روزہ اور حج،اسلام کے اساسی احکام و عبادات ہیں اور دین اسلام میں ان کے مخصوص ومتعین معنی اور مصداق ہیں ۔ٹھیک اسی طرح کفر،نفاق،ارتداد،الحاد اور فسق بھی اسلام کے بنیادی احکام ہیں،اور دین اسلام میں ان کے بھی مخصوص ومتعین معنی اور مصداق ہیں ۔قرآن کریم نے اور نبی کریم ﷺ نے قطعی طور پر ان کی تعیین وتحدید فرمادی ہے۔

ایمان کا تعلق دل کے یقین سے ہے ۔اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی وحدانیت،رسول ﷺ کی رسالت،اور رسول ﷺ کے لائے ہوئے دین وشریعت کو دل سے ماننا اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے۔جو کوئی ان کو نہ مانے قرآن کریم کی اصطلاح میں اور اسلام کی زبان میں وہ کافر ہے اور اس نہ ماننے کا نام کفر ہے۔

جس طرح ترکِ نماز،ترکِ زکوۃ،ترکِ روزہ اور ترکِ حج کا نام فسق ہے اور

ترک کرنے والے کا نام فاسق ہے۔ بشرطیکہ ان کے فرض ہونے کو مانتا ہو، صرف عمل نہ کرتا ہو۔

اسی طرح انہی تعبیرات.....صلوۃ، زکوۃ، روزہ اور حج کو تسلیم و اختیار کرنے کے بعد ان کو معروف و متواتر شرعی معنی سے نکال کر غیر شرعی معنی میں استعمال کرے اور ایسی تاویلیں کرے جو نہ صرف قرآن و حدیث کے خلاف ہوں بلکہ چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی بھی عالمِ دین نے نہ کی ہوں تو اس کا نام قرآن کی اصطلاح اور اسلام کی زبان میں الحاد ہے اور اس شخص کا نام ملحد ہے۔

قرآن کریم نے ان الفاظ...کفر، نفاق، الحاد، ارتداد، کو انسانوں کے خاص خاص عقائد، اقوال، افعال و اَخلاق کے اعتبار سے افراد اور جماعتوں کیلئے استعمال فرمایا ہے۔ اور جب تک روئے زمین پر قرآن کریم موجود رہے گا یہ الفاظ بھی، اور ان کے یہ معنی اور مصداق بھی باقی رہیں گے۔

علمائے اُمت کی ذمہ داری:

اب یہ علماء امت کا فریضہ ہے کہ وہ اُمت کو بتلائیں کہ ان کا استعمال کہاں کہاں، یعنی کن کن لوگوں کے حق میں صحیح ہے اور کہاں کہاں غلط ہے؟ یعنی یہ بتلائیں کہ جس طرح ایک شخص یا فرقہ.....ایمان کے مقررہ تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد مؤمن ہوتا اور مسلمان کہلاتا ہے اسی طرح ان کو نہ کرنے والا شخص یا فرقہ.....کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

نیز علماء اُمت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ان حدود و تفصیلات کو یعنی ایمان کے مقتضیات اور موجباتِ کفر، کفریہ عقائد و اقوال و افعال کی تحدید (حد بندی) اور تعیین کریں تاکہ نہ کسی مؤمن کو کافر اور اسلام سے خارج کہا جا سکے اور نہ کسی کافر کو مؤمن اور مسلمان کہا جا سکے۔ ورنہ اگر ایمان اور کفر کی حدود اس طرح مشخص و متعین نہ ہوئیں تو ایمان و کفر کا امتیاز

مٹ جائے گا اور دین اسلام بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا اور جنت و جہنم افسانے۔

اس لئے علمائے امت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دیئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف وخطر اور :لـو مۃ لائـم: ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر.....جو شرعاً کافر ہے اس پر کفر کا حکم اور فتوی لگائیں اور اس میں پوری پوری دیانتداری اور علم و تحقیق سے کام لیں۔اور شرعاً جو ملحد و فاسق ہے اس پر الحاد و فسق کا حکم اور فتوی لگائیں۔اور جو بھی فرد یا فرقہ.....قرآن وحدیث کی نصوص کی رو سے اسلام سے خارج ہو اس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتوی لگائیں اور کسی بھی قیمت پر اس کو مسلمان تسلیم نہ کریں۔جب تک سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک۔

نیز علماء حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اس کو کافر نہیں بناتے بلکہ.....کافر.....تو وہ خود اپنے اختیار سے کفریہ عقائد یا اقوال وافعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، علماء تو صرف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔کسوٹی.....سونے کو کھوٹا نہیں بناتی، وہ تو اس کے کھوٹا ہونے کو ظاہر کر دیتی ہے، کھوٹا تو وہ خود ہوتا ہے۔اس حقیقت کے باوجود یہ کہنا کہ :مولویوں کو کافر بنانے کے سوا کیا آتا ہے؟ شرمناک جہالت ہے۔

(اکفار الملحدین:ص 36)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتوی:

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی جل شانہ کے تمام تر احکام کی تصدیق کرنے والا مسلمان ہے اور کسی ایک حکم کا انکار کرنے والا کافر ہے۔اس کی مشہور تعریف یہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کا نام اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔

(احسن الفتاوی:ج1:ص 71)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ کا فتوی:

ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات میں سب سے اعلیٰ وارفع چیز ہے، اور شیعہ بلا اختلاف کیا ان کے متقدمین اور کیا متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں۔(امدادالفتاوی: ج4ص587)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

لوگ اکثر کہتے ہیں کہ: علماء لوگوں کو کافر بناتے رہتے ہیں۔اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ علماء کافر بناتے نہیں بلکہ کافر بتاتے ہیں، یعنی کفر تو یہ لوگ خود کرتے ہیں، البتہ علماء اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔جیسے ڈاکٹر کے پاس ایک مریض جائے اور ڈاکٹر اسے چیک کرنے کے بعد بتائے کہ آپ کو کینسر ہے، تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ڈاکٹر نے کینسر کردیا ہے، بلکہ ڈاکٹر نے تو صرف کینسر کی نشاندہی کی ہے۔

لہذا اس طرح کہنا کہ علماء کافر کرتے رہتے ہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے، البتہ جو حقیقت میں اپنے اختیار وعمل سے کفر کی حد تک پہنچ جائے تو اس کو کافر قرار دیا جاتا ہے۔

اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دین اسلام اور کفر ایک دوسرے سے ملتبس ہیں، اور اگر کوئی خدا تعالیٰ جل شانہ کی توحید، حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت اور آخرت کا انکار کرتا ہے، لیکن وہ پھر بھی مسلمان کا مسلمان رہ جائے گا، حالانکہ اس نے سب حدود پامال کردیئے ہیں۔اور یہ ظاہر ہے کہ اسلام کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ آدمی جو چاہے کہتا رہے اور کرتا رہے پھر بھی اس کا اسلام برقرار رہے۔

(کفریہ الفاظ اور اُن کے احکامات: ص120)

حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحبؒ کا فتوی:

ایمان صرف توحید و رسالت کا نام نہیں بلکہ ایمان کی تعریف یہ ہے کہ تمام چیزوں کو دل سے ماننا جو حضور ﷺ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے لے کر آئے: التصدیق بجمیع ماجآء به النبی ﷺ: جس میں تمام ضروریات دین داخل ہیں توحید، رسالت، قیامت، ختم نبوت، تمام رسول علیہم السلام، تمام آسمانی کتابیں، تمام فرشتے، اچھی بُری تقدیر وغیرہ۔ اور ضروریات دین میں سے ایک چیز کا بھی انکار کر دینا کفر ہے۔

1.....وهو (الایمان) هو تصدیق محمد ﷺ فی جمیع ماجآء به عن الله تعالیٰ مماعلم مجیئه ضرورة (الدر علی الرد: ج3: ص314)

(قوله وهو تصدیق) معنی التصدیق قبول القلب واذعانه لما علم بالضرورة انه من دین محمد ﷺ بحیث تعلمه العامة من غیر افتقار الیٰ نظر واستدلال کالوحدانیة والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلوٰة والزکوة وحرمة الخمر ونحوها:

(ردالمحتار: ج3: ص310)

2.....قال عامة الفقهاء والمتكلمین ان الایمان تصدیق بأمور مخصوصة علم کونها من الدین ضرورة.....والمراد من الضرورة مایعرف کونها من دین النبی ﷺ بلادلیل.....کالوحدانیة والنبوة وختمها بخاتم الانبیاء وانقطاعها بعده، والبعث والجزاء وعذاب القبر....(فیض الباری: ج:1 ص:46:69)

وصرح ایضا بان ماکان من ضروریات الدین وهو ما یعرف الخواص والعوام انه من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالة والصلوٰت الخمس واخواتها یکفر منکره ومالاافلا.....

(ردالمحتار:ج1:ص491)

:لكن صرح في كتابه المسامرة بالاتفاق على تكفير المخالف فيما كان من اصول الدين وضرورياته كالقول بقدم العالم ونفي حشر الاجساد ونفي العلم بالجزئيات.....

(ردالمحتار:ج3:ص339):(بحواله:ارشادالمفتين:ج1:ص69)

مدرسہ کرامتیہ دارالفیض جلالپور فیض آباد کافتوی:

جوشخص یافرقہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کابھی منکرہو،اس کی تکفیراگر نہ کی جائےتو دین کی حفاظت اور باطل سے اس کا امتیاز نہ ہوسکے گا۔یہی وجہ ہے کہ باطل فرقوں کی تردید ہمیشہ سے علمائے حق کا شیوہ رہا ہے۔اثناعشریہ شیعوں کا اسلام اگر تسلیم کرلیا جائے تو لازم آتا ہے کہ اصولِ دین میں سے کوئی اصل ثابت نہ رہے، کیونکہ ان کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ دین کے راویانِ اوّل یعنی پوری جماعتِ صحابہؓ سوائے تین یا چار کے سب منافق یامرتد تھےاور یہ تین یاچار جو مستثنیٰ ہیں وہ بھی تقیہ باز تھے(والعیاذباللّٰہ)۔

لہذا یہ فرقہ نہ صرف اِن تین عقائدِ باطلہ کی بنیاد پر جن کا ذکر بہت ہی مفصل ومدلل طور پر استفتاء میں کیا گیا ہے بلکہ ان کے علاوہ اور بھی عقائدِ باطلہ خبیثہ.....مثل عقیدۂ بداءوغیرہ کے باعث کافراورخارج از اسلام ہے۔(جواهر الفتاوی:ج:ص335)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کافتوی:

ایمان نام ہے ضروریات دین پر اعتقاد رکھنے کا۔ان میں سے کسی ایک کے انکار سے ایمان ختم ہوجاتا ہے۔(کفریہ الفاظ اوراُن کے احکامات:ص12)

حضرت مولانا محمد عاصم عمر صاحب کا فرمان:

سوال: کیا کچھ کفر اور کچھ اسلام کے مجموعے کو اسلام کہا جا سکتا ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس بات کو قرآن کریم میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض: کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ کا انکار کرتے ہو۔

:وقال اللّٰہ تعالیٰ: یاَیُّھاالّذین اٰمنوا ادخلوا فی السّلم کآفّۃ وّلا تتّبعوا خطوٰت الشّیطٰن: اے ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے طریقے کی پیروی نہ کرو۔

یہاں پورے کا پورے اسلام میں داخل ہونے کا حکم ہے۔ آگے یہ فرمایا کہ شیطان کی پیروی نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم پورے کے پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے بلکہ کچھ باتوں کو مانا اور کچھ کو چھوڑے رہے تو یہ شیطان کی پیروی ہے، اس بات سے شیطان راضی ہوگا۔ (ادیان کی جنگ: دین اسلام یا جمہوریت: ص 81)

حافظ ابن ہمام صاحبؒ کا فتویٰ:

اس پر اتفاق ہیں کہ اصول دین اور ضروریات دین میں جو شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (تفسیر معارف الفرقان: ج 1: ص 122)

امام محمد صاحبؒ کا فتویٰ:

جس نے شرائع اسلام میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کیا تو اس نے: لا الٰہ الّا اللّٰہ: کے قول کو باطل کر دیا۔ (تفسیر معارف الفرقان: ج 1: ص 122)

علامہ زین الدین ابن نجیمؒ کافتوی:

جس چیز کااقرارضروری ہےاس کےانکارکی وجہ سےاللہ تعالیٰ جل شانہ کےذکر، یااس کےکلام کےانکارکی وجہ سےیاکسی نبی کامذاق اڑانےکی وجہ سےمرتد ہوجاتا ہے اگرچہ وہ بالفعل مسلمان ہوجیسےجماعت سےنمازپڑھنا۔

(شرح الاشباہ والنظائر:ص263)

حضرت مولانامحمد سفیان قاسمی صاحب کافتوی:

جوشیعہ ضروریات دین کےمنکرہیں،وہ مسلمان ہی نہیں،اورایشیاء میں ایسے شیعوں کاوجودخال خال ہےجن کومسلمان کہاجائے۔

(فتاوی دارالعلوم وقف دیوبند:ج2:ص277)

علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفی صاحبؒ کافتوی:

جوانکارکردےکسی بھی ایسی بات کاجوضروریاتِ دین میں سےہوتوایساشخص کافر ہے۔(سبیل الفلاح والوشاح:ص174)

جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کافتوی:

اثناعشری شیعہ فرقہ جوضروریاتِ دین اوراسلام کےمسائل قطعیہ کامنکرہو، :وامثال ذلک: تویہ بالاتفاق کافرہیں۔جن کےبارےمیں علماءحق پہلےبھی کفر کافتوی دےچکےہیں۔(تاریخی دستاویز:ص83)

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ کا فتوی:

شیعہ اثنا عشریہ مذہب نہ صرف بے شمار ضروریات دین کا منکر ہے بلکہ اس کا کلمہ سے لے کر قرآن تک مسلمانوں سے جدا ہے، انہیں مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے۔

(ارشاد الشیعہ: ص216)

حضرت ملا علی قاری صاحبؒ کا فتوی:

اوراس میں کسی کا خلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے، اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزار دے۔

(جواھر الفقہ:ج1:ص33)

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کا فتوی:

حضور اکرم ﷺ کی جن تعلیمات کا علم یقینی وقطعی طور پر ہو چکا ہے اُن سب کو حق ماننے اوراس کا اقرار کرنے والا مسلمان ہے اوراُن میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے والا کافر ہے۔(فتاوی دارالعلوم کراچی:ج1:ص91)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فرمان:

سوال: جب مؤمن بننے کیلئے سارا ماننا لازم ہے تو کافر بننے کیلئے سارے کا انکار ضروری ہونا چاہئے تھا، یہ کیا ہے کہ کافر بننے کیلئے کچھ بھی انکار کرے تو کافر ہو جائے گا؟

جواب: ہاں ایسے ہی ہے، کیونکہ کسی چیز کو بند رکھنے کیلئے تو ہر طرف سے بند کرنا ضروری ہے اور کھولنے کیلئے کہیں سے توڑ دو، سارے اطراف کا توڑنا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح اچھا بننے کیلئے ضروری ہے کہ وہ چور بھی نہ ہو، وہ جھوٹا بھی نہ ہو، وہ زانی

بھی نہ ہو، وہ شرابی بھی نہ ہو۔ اور بُرا بننے کیلئے ان میں سے ایک کر لے تو بُرا ہے۔

اسی طرح پاک رہنے کیلئے ضروری ہے کہ پاخانہ بھی نہ لگے کپڑے کو، پیشاب بھی نہ لگے، شراب بھی نہ لگے، خون بھی نہ لگے، جتنی غلاظتیں اور پلیدیاں ونجاستیں ہیں کوئی بھی نہ لگے۔ لیکن پلید بننے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ساری غلاظتیں لگیں۔

تندرست ہونے کیلئے تمام بیماریوں سے بچنا ضروری ہے اور بیمار ہونے کیلئے تمام بیماریوں کا لگنا ضروری نہیں ہے، کوئی ایک لگے بس وہ بیمار ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اسے شوگر بھی ہو، کینسر بھی ہو، ٹی بی بھی ہو۔

اسی طرح مؤمن رہنے کیلئے سارا قرآن ماننا ضروری ہے، ہر آیت کے انکار سے بچنا ضروری ہے، اور کافر بننے کیلئے کسی ایک آیت کا انکار کافی ہے۔

اب میں کہتا ہوں یہ کپڑہ پلید ہے اس کو پیشاب لگا ہوا ہے، اب کوئی کہے کہ جناب اس کو خون بھی نہیں لگا، اس کو شراب بھی نہیں لگا، اس کو پاخانہ بھی نہیں لگا، وہ ساری پلیدیاں گنوائے کہ آپ اس کو پلید کیسے کہتے ہو؟ آپ کیا کہیں گے کہ یہ بے وقوف اور پاگل ہے۔

اسی طرح میں کہتا ہوں یہ بیمار ہے اس کو فالج ہو گیا ہے، وہ کہے نہیں جی! اس کو شوگر نہیں ہے، اس کو ایڈز نہیں ہے، اس کو بلڈ پریشر وغیرہ نہیں ہے، یہ ساری بیماریاں اس کو نہیں ہے۔ آپ اس کو بیمار کیسے کہتے ہیں تو آپ اس کو پاگل کہیں گے یا نہیں؟

اسی طرح جب اسلافؒ اور اکابرینؒ نے متفقہ طور پر فیصلہ دے کر بتا دیا کہ شیعہ توحید کے منکر ہے، شیعہ ختم نبوت کے منکر ہے، شیعہ قرآن کے منکر ہے، شیعہ صحابہ کرامؓ کے منکر ہے، بلکہ صحابہ کرامؓ کے سخت گستاخ بھی ہے، تمام امت کو کافر کہنے والے بھی ہے، اور یہ بھی بتا دیا کہ شیعہ کافر اور مرتد ہیں، اب آپ یہ کیوں بتاتے ہیں کہ......جی وہ نماز بھی

پڑھتے ہے،روزہ بھی رکھتے ہے،حج پر بھی جاتے ہے،پگڑی بھی باندھتا ہے،داڑھی بھی رکھی ہے،ذکر بھی کرتے ہے...؟

جب اسلافؒ نے بتا دیا کہ یہ کافر اور زندیق ہیں،اب نماز،روزہ،داڑھی،پگڑی حج اور ذکر و اذکار کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے،اب ان چیزوں کو پیش کرنا تو فضول ہے۔

اور اگر آپ کے اس اصول کو تسلیم کیا جائے کہ (جب تک تمام ضروریات کا انکار نہ کرے کافر نہ کہنا چاہئے)تو پھر میں کہنا چاہتا ہو کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اُس وقت سے لے کر آج تک کوئی کافر ایسا نہیں ہے جس کو ایمان کی ساری باتیں نا منظور ہوں اور سب باتوں کا انکاری ہو،ایسا کوئی کافر دنیا میں نہیں ہے۔کیونکہ اگر کچھ بھی نہ مانے یہ تو مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔اگر یہ بھی نہ مانے تو کم از کم دنیا میں جو اسلامی سبق ہے کہ بڑوں کی عزت کرنی چاہئے،چھوٹوں پر شفقت کرنی چاہئے،مظلوم کی مدد کرنی چاہئے، پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے،یہ تو مانے گا،تو پھر ہر بات کا منکر تو نہ ہوا۔تو پھر دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں رہ سکتا۔

لہذا صاف بات ہے کہ تمام قرآن کو ماننا ایمان ہے،ایک آیت کا انکار کرنا کفر ہے۔سارے نبیوں کو ماننا ایمان ہے،کسی ایک نبی کا انکار کرنا کفر ہے۔تمام صحابہ کرامؓ کو ماننا ایمان ہے،کسی ایک صحابیؓ کی تکفیر کرنا کفر ہے۔(پیغام قرآن :ج3:ص208)

ایک جگہ فرماتے ہے کہ اصل چیز ایمان اور عمل صالح ہے:

عمل صالح جسم کی مانند اور ایمان جان کی مانند ہے،جان ہے تو جسم کام کا ہے اور جان نہیں تو جسم کام کا نہیں ہے۔اگر ایمان نہیں ہے تو اعمال بے کار ہیں،بے جان ہیں، مردود ہیں۔ارشاد ربانی ہیں:

:والّذين كفروا اعمالهم كسراب بقيعة يّحسبه الظمأن ماء:
گرمی میں تپش ہو دھوپ ہو تو ریگستان میں دُور سے ریت بالکل پانی کی طرح نظر آتا ہے، لیکن جب وہاں پہنچے گا تو وہاں پانی ہے ہی نہیں۔

اسی طرح جن کا ایمان ہی نہیں وہ اگر چہ عمل کرے بھی سہی تو اس کے اعمال یہاں سے نظر آتے ہیں، لیکن جب وہاں پہنچے گا تو ان اعمال میں سے کوئی چیز نہیں ہوگی، کوئی کام کی نہیں ہوتی ان کے اعمال: کرمادن الشتدّت بہ الریح: کچھ بھی نہیں، اُڑ گئے سارے :حبطت اعمالهم: خلاصہ یہ کہ اگر ایمان ہے تو تھوڑا سا عمل بھی کافی ہے اگر ایمان نہیں تو سارے اعمال بھی کسی کام کے نہیں۔

ایمان کا حقیقی مفہوم:

رسول پاک ﷺ جو کچھ لائے اُن سب کو مان لینا یہ ایمان ہے، اور اس میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنا کفر ہے۔ ایمان کیلئے سب کو ماننا ضروری ہے اور کافر بننے کے لئے سب کا انکار ضروری نہیں، مثلاً: تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ماننا اور ان کی تصدیق کرنا ضروری ہے اور ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک کے انکار کے ساتھ آدمی ویسا ہی کافر بن جاتا ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کرے۔

ایمان اور کفر کے لوازمات:

میرے محترم دوستو! صاف رہنے کیلئے ہر داغ سے بچنا ضروری ہے، ہر رنگ کے دھبے سے بچنا ضروری ہے..... لیکن داغدار بننے کیلئے ہر رنگ کا دھبہ لگنا ضروری نہیں ہے، کوئی ایک رنگ لگ گیا تو داغدار ہے۔ اسی طرح کامل بننے کیلئے، مکمل ہونے کیلئے، اہل ہونے کیلئے، ہر نقص اور ہر کوتاہی سے بچنا ضروری ہے..... لیکن ناقص ہونے کیلئے ایک نقص بھی کافی ہے۔ اسی طرح تندرست ہونے کیلئے ہر بیماری سے بچنا ضروری ہے..... لیکن بیمار

ہونے کیلئے ہر بیماری کا لگنا ضروری نہیں، کوئی ایک بیماری لگ گئی تو بیمار ہے۔اسی طرح پاک ہونے کیلئے ہر نجاست سے بچنا ضروری ہے اور پلید ہونے کیلئے ہر نجاست لگنا ضروری نہیں ہے.....کوئی ایک نجاست لگ گئی تو وہ پلید ہے۔

جب پلید اور پاک مل جائے تو غلبہ کس کا ہوتا ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہوتا ہے؟ اگر پورا مٹکا پانی کا ہے اس میں ایک قطرہ پیشاب کا یا خون کا یا شراب کا پڑ گیا ہے تو پورے مٹکے کا مٹکا ناپاک ہو جائے گا۔اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ جیسے.....

تندرستی کیلئے.....ہر بیماری سے بچنا ضروری ہے۔کمال کیلئے.....ہر نقص سے بچنا ضروری ہے۔صفائی کیلئے.....ہر داغ سے بچنا ضروری ہے۔صحت کیلئے.....ہر بیماری سے بچنا ضروری ہے۔پاکیزگی کیلئے.....ہر پلیدی سے بچنا ضروری ہے۔

ایسے ہی ایمان کیلئے.....کفر کی ہر قسم سے یعنی ضروریات دین میں سے ہر چیز کے انکار سے بچنا ضروری ہے، کسی ایک چیز کا انکار ہو گیا تو اب وہ کفر ہی ہوگا، باقی چیزوں کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

خون لگے تو اسے پلید کہا جائے گا، اب پیشاب پاخانہ لگنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی، اس کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔جس کو ایک بیماری لگ گئی اسے بیمار کہا جائے گا، باقی بیماریوں کے لگنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔اگر ایک جگہ سے ٹوٹ گیا تو اسے ناقص کہا جائے گا سارے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔اسی طرح اگر ایمانیات اور ضروریات دین میں سے کوئی ایک چیز ٹوٹ گئی تو اسے بے ایمان کہا جائے گا۔

کفر کی اقسام:

کافر کی کئی قسمیں ہیں، جیسے بیماریاں کئی ہے، الگ الگ ان کے نام ہیں اور مشترک اس کا نام ہے: بیماری: اور نجاستوں کی کئی قسمیں ہیں، مشترک نام ہے: نجاست: اور

اسی طرح کفر کی بھی کئی قسمیں ہیں اور الگ الگ ان کے حکم بھی ہیں۔لیکن اس کا مشترک نام ہے.....کفر۔

ایک کفر کا نام ہے **شرک**.....ایک کفر کا نام ہے الحاد.....ایک کفر کا نام ہے **نفاق**... ایک کفر کا نام ہے ارتداد.....ایک کفر کا نام ہے زندیق.....ایک کفر کا نام ہے **مرتد**.....لیکن ان کا مشترک نام ہے.....کفر۔(پیغام قرآن:ج 1:ص 439)

شیعوں کا بظاہر اسلام کا دعوی کرنا اور نیک اعمال بجالانا، ان کو کفر سے نہیں بچاسکتی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ بظاہر اسلام کا دعوی کرتے ہیں، اور نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ پھر کیسے کافر ہو سکتے ہیں؟

یادرکھو.....! شیعہ اگر چہ بظاہر اسلام کا دعوی کرے اور نیک اعمال کرے، لیکن اللہ تعالی جل شانہ کے نزدیک وہ قابلِ قبول نہیں ہے۔

عرض مؤلف

میرے محترم دوستو! اللہ تعالٰی جل شانہ نے اپنے بندوں کو نماز، روزہ اور دیگر عبادات ادا کرنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ساتھ ان میں داخل ہونے کا طریقہ بھی بتلایا۔ چنانچہ نماز فرض کی اور ساتھ ہی ساتھ اس میں داخل ہونے کی شرائط و ارکان بھی بیان فرمائی، داخل ہونے کے بعد وہ کونسی باتیں اور حرکات ہیں جو نماز سے خارج کر دیتی ہے؟ اگر چہ بندہ رکوع و سجدے پھر بھی کرتا رہے۔ ایک بار نماز سے خارج ہو جانے کے بعد وہ کیا طریقہ ہے جس کے مطابق مسلمان دوبارہ نماز شروع کریں....؟ یہ سب کچھ بتا دیا ہے۔

مثال کے طور پر کوئی آدمی صحیح طریقہ پر نماز میں داخل ہوا لیکن پھر دورانِ نماز ایسا عمل کرلیا جس کی وجہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اس کے بعد بھی یہ نماز کو جاری رکھے ہوئے، رکوع اور سجدے کرتا رہے، تو کیا کوئی انسان اس کو نماز پڑھنے والا کہہ سکتا ہے...؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اگر چہ ظاہری شکل یہ نمازیوں جیسی بنا رہا ہے لیکن نماز کے دوران یہ ایک ایسا کام کر چکا ہے جس سے حقیقت میں یہ نماز سے خارج ہو چکا ہے۔ لہذا اس کے لئے ضروری ہے کہ ازسرِ نو نماز شروع کرے۔

سوچنا چاہئے کہ دنیا میں سب سے قیمتی چیز ایمان ہے، اس میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ داخل ہونے کے بعد اس کو صحیح رکھنے اور فساد سے بچانے کیلئے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟ ان سب کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ پھر جب تک ایمان کی ضد یعنی کفر کے بارے میں علم نہ ہو تو ایمان کو کیسے پہچانا جا سکتا ہے؟ وہ کیا مسائل ہیں جو ایمان و کفر کی سرحدوں کا تعین کرتے ہیں؟ مسلمان کون ہے اور کافر کون؟ وہ کیا باتیں ہیں جن سے مسلمان کلمہ پڑھنے، نماز و روزہ ادا کرنے کے باوجود کافر ہو جاتا ہے۔

اگر اسلام میں یہ مسائل نہ ہوتے اور سلف صالحینؒ ان مسائل کو بیان نہ کرتے تو

ایمان کی سرحدات کی حفاظت کس طرح کی جاسکتی تھی۔اگر سلف صالحینؒ تکفیر کے باب کو چھپا جاتے تو ایمان ایک کھیل اور مذاق بن کر رہ جاتا۔خواہش پرست طبقہ جو چاہتے کرتے رہتے ،ان کی لمبی زبانیں اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسولﷺ اور اس کے دین کے خلاف چلتی رہتیں،اور بآوازِ بلند کلمہ پڑھ کر اپنا مسلمان ہونا بھی ظاہر کرتے رہتے۔

اگر علمائے حق ان مسائل کو بیان نہ کرتے تو آج باطل فرقوں کو باطل کہنے والا نہ ہوتا،قادیانیوں اور شیعوں کو مسلمان ہی سمجھا جا رہا ہوتا،اور ان دونوں کافروں کی محبت میں مبتلاء لوگ ان کو کلمہ کو ثابت کر کے اہل قبلہ میں ہی شمار کر رہے ہوتے۔سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ مرتدین کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام پر الزام لگاتے،کبھی حضور اکرمﷺ کی تنقیص کرتے،کبھی حضرت عائشہؓ کے خلاف دل کے پھپھولے ٹھنڈے کرتے،کبھی صحابہ کرامؓ پر اپنی نفرتوں کے تیر برساتے،اور پھر ایک بار زُور سے کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنا مسلمان ہونا ثابت کر دیا کرتے۔تو کیا آپ ایسے گستاخ کو کلمہ پڑھنے کے باوجود مسلمان کہہ سکتے ہوں....؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایمان کی حفاظت کے اصول بتلائے کہ یہ کس طرح باقی رہ سکتا ہے اور کس طرح ختم ہو سکتا ہے۔ایمان کی سرحدات کیا ہیں اور کفر کی حدیں کہاں سے شروع ہوتی ہیں؟ کیسا ایمان اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نظر میں ایمان ہے اور کیا چیز اس کو نفاق میں تبدیل کر دیتی ہے؟

لہٰذا یہاں پر اسلافؒ اور اکابرینؒ کے فتاویٰ جات کی روشنی میں آپ یہ چیز ملاحظہ فرمائیں گے کہ شیعہ جو بظاہر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں،اور اندر کفریہ عقائد و نظریات رکھتے ہیں،شریعت اور اسلام میں صرف بظاہر اسلام کا دعویٰ کرنے سے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور دوسری چیز یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ شیعہ جتنے بھی نیک اور اچھے اعمال کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک وہ قابلِ قبول ہے یا نہیں؟

اس موضوع پر سب سے پہلے
چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

1.....حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ﷺ نے (سورۃ المریم کی یہ) آیت تلاوت فرمائی: فخلف من بعدھم خلف: (یعنی پھر ایسے بُرے پیروکار آئیں گے) پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے بُرے پیروکار آئیں گے، جو نماز کو ضائع کریں گے اور اپنی خواہشوں کی اتباع کریں گے، سو یہ لوگ عنقریب ہلاکت میں مبتلا ہوں گے۔ پھر اس کے بعد ایسے بُرے پیروکار آئیں گے جو قرآن کو پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، اور قرآن کو تین قسم کے لوگ پڑھتے ہیں، ایک مومن، دوسرے کافر، تیسرے فاجر (یعنی گنہگار)۔

بشیر (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے ولید (راوی) سے عرض کیا کہ یہ تین قسم کے لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ منافق تو (اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک) کافر ہے (کہ اس کا دل سے قرآن پر ایمان نہیں ہوتا، اگر چہ وہ زبان سے الفاظ تلاوت کرے) اور فاجر (یعنی گنہگار) قرآن کے ذریعہ سے کھاتا (اور مال بٹورتا) ہے، اور مومن اس پر ایمان لاتا ہے۔

فائدہ: احادیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ جو قرآن کو پڑھیں گے، مگر قرآن ان کے حق اور گلے سے نیچے نہیں اُترے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کی قراءت کا اثر ان کے دلوں اور اعمال میں نہیں ہوگا، بلکہ صرف حلق اور گلے تک الفاظ کی ادائیگی کی شکل میں ظاہر ہوگا، کیونکہ ان کا دل سے قرآن مجید پر عقیدہ و ایمان نہ ہوگا۔

یا یہ مطلب ہے کہ ایمان واخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ان کی قراءت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ قبول نہیں فرمائے گا۔

یا یہ مطلب ہے کہ ان کو قراءت پر ثواب حاصل نہیں ہوگا، سوائے زبان اور حلق سے الفاظ ادا کرنے کے۔

یا یہ مطلب ہے کہ ان کی قراءت میں لذت اور آواز میں خوبصورتی ہوگی، اور اس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔ (علمی و تحقیقی رسائل: ج4: ص33)

2.... حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم نکلے گی تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں اور دیگر اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں کمتر اور حقیر سمجھو گے، اور وہ قرآن پڑھیں گے، جو ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا، دین سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (آر پار) نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ تیر کے اگلے حصہ میں کچھ (خون وغیرہ کا اثر) نظر آتا ہے اور نہ تیر کے اوپر والے حصہ میں کچھ (خون وغیرہ کا اثر) نظر آتا ہے، اور نہ تیر کے پر والے حصہ میں کچھ (خون وغیرہ کا اثر) نظر آتا ہے، البتہ اس کے اوپر کچھ (خون وغیرہ لگنے کا) شبہ سا ہوتا ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اس اُمت میں کچھ ایسے لوگ برآمد ہوں گے جو نماز،

روزہ بہت اچھے طریقوں پر کریں گے،جن پر دوسرے مومنوں کو رشک محسوس ہوگا اور وہ قرآن کی قراءت بھی کریں گے،مگر اس کا اثر دل میں نہ ہوگا،اور یہ لوگ یکلخت دین سے نکل جائیں گے،اور ان پر بعد میں دین کا کوئی اثر نظر نہیں آئے گا،جس طرح سے شکار سے آر پار نکلنے والے تیر پر کوئی خون وغیرہ کا اثر نظر نہیں آتا ہے۔

(علمی وتحقیقی رسائل:ج4:ص34)

3.....حضرت یزید فقیرؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے عرض کیا کہ ہم میں کچھ آدمی ہیں، جو ہم سب سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں،اور ہم سب سے زیادہ نماز پڑھتے ہیں،اور ہم سب سے زیادہ (رشتہ داروں کے ساتھ)صلہ رحمی (اور اچھا برتاؤ) کرتے ہیں،اور ہم سب سے زیادہ روزے رکھتے ہیں،لیکن اب وہ ہمارے اوپر(جنگ کرنے کیلئے) تلواریں سونت کر آگئے ہیں،تو حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریمﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ(اس اُمت میں) کچھ ایسے لوگ برآمد ہوں گے، جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ اِن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا،اور وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے،جیسے تیر شکار سے(آناً فاناً)نکل کر پار ہو جاتا ہے۔

یہ لوگ جو(حضرت ابوسعید خدریؓ کے زمانہ میں)صحابہ کرامؓ اور مسلمانوں کے خلاف اپنی تلواریں سونت کر نکلے تھے،خوارج تھے۔

فائدہ: احادیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اِن کے مقابلے میں تم اپنے نماز، روزے اور دیگر اعمال کو کمتر وحقیر سمجھو گے،یعنی وہ لوگ نماز،روزہ اور چند دیگر اعمال کو بظاہر بہت اچھے طریقہ پر کریں گے،جن کے مقابلہ میں مومنوں کو اپنی نماز،روزہ اور دیگر اعمال کی حیثیت کمتر اور ادنیٰ معلوم ہوگی۔(علمی وتحقیقی رسائل:ج4:ص36)

4.....مستدرک حاکم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے: کہ حضور اکرم

ﷺ ان کے پاس آئے، پھر اپنے ہاتھ اس (مالِ غنیمت) میں ڈالے اور دائیں بائیں طرف کے لوگوں کو کچھ دینے لگے، اور وہاں ایک ایسا آدمی بھی تھا، جس کے کپڑے تنگ تھے، نشانی والا (یعنی عبادت والا) تھا، اس کی آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان تھا (یعنی بظاہر بڑا دیندار و عبادت گزار معلوم ہو رہا تھا) خیر حضور اکرم ﷺ نے دائیں بائیں لوگوں میں مال تقسیم کیا، یہاں تک کہ وہ مال ختم ہو گیا۔ جب مال ختم ہو گیا تو وہ آدمی پیٹھ پھیر کر جانے لگا اور کہنے لگا کہ (اے محمد) اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے آج عدل و انصاف نہیں کیا (معاذاللّٰہ)۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ پلٹ کر فرمایا کہ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو میرے بعد کون انصاف کرے گا۔ یاد رکھو! کہ بیشک دین سے نکلنے والا (ایک گروہ) نکلے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طریقہ سے تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، پھر یہ لوگ دین کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ تیر واپس اپنی جگہ لوٹ کر نہ آ جائے (یعنی ان کا دین کی طرف لوٹ کر آنا اسی طرح ناممکن ہو گا جس طرح تیر کے چلنے کے بعد اپنی جگہ واپس آنا ممکن نہیں ہوتا) یہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، ان کی باتیں (بظاہر) اچھی ہوں گی، اور فعل (یعنی اندر سے عمل) بُرا ہو گا، پس جو شخص ان کے زمانہ کو پالے تو اسے چاہئے کہ ان سے قتال (یعنی جنگ) کرے، اور جو شخص ان کو قتل کرے گا تو اس کو افضل ترین اجر حاصل ہو گا، اور جس کو یہ لوگ قتل کریں گے تو اس کو افضل شہادت حاصل ہو گی، یہ لوگ مخلوق میں بدترین ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان سے بَری ہے، ان کو دو جماعتوں میں سے حق کے زیادہ قریب والی جماعت قتل کرے گی۔

معلوم ہوا کہ خارجیوں کی جماعت بظاہر دیندار اور عبادت گزار لوگوں کی ہو گی، اور وہ لوگ قرآن بھی پڑھیں گے، لیکن یکدم اور آناً فاناً اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے

کہ ان پر اسلام کا نشان بھی باقی نہیں ہوگا،اور پھر وہ کسی طرح سمجھانے بجھانے کے باوجود، دین اسلام کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔حضور اکرم ﷺ کے بعد ان لوگوں کو حضرت علیؓ کی جماعت نے قتل کیا تھا،اس لئے وہ جماعت حق کے زیادہ قریب تھی۔

(علمی و تحقیقی رسائل:ج4:ص43)

5.....حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اندر کچھ لوگ پیدا ہوں گے، جو ایسی عبادت کریں گے کہ دوسرے لوگوں کو ان کی عبادت پر (بظاہر اچھی ہونے کی وجہ سے) تعجب ہوگا،اور وہ لوگ اپنے آپ کو اچھا (اور درست وصحیح راستہ پر) سمجھیں گے،مگر وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح سے یکا یک تیر شکار سے آر پار نکل جاتا ہے۔(علمی وتحقیقی رسائل:ج4:ص50)

6.....حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی، یہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہوں گے،لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، جب بھی ان کی ایک نسل ختم ہوگی تو دوسری پیدا ہو جائے گی، یہاں تک کہ ان کے آخر میں سے (قیامت کے قریب) دجال نکل آئے گا

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کی جب ایک نسل ختم ہوگی، تو دوسری پیدا ہو جائے گی،اور یہ سلسلہ دجال کے ظہور تک جاری رہے گا، بلکہ دجال کا خروج بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوگا۔اور ان کی ظاہری حالت دینداروں کی ہوگی۔

(علمی و تحقیقی رسائل:ج4:ص61)

7.....حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے، جو (درحقیقت) بُرے اعمال کا ارتکاب کریں گے (اگر چہ وہ بظاہر کچھ اچھے اعمال بھی کریں گے، چنانچہ) وہ قرآن کی قرأت کریں گے، مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔

یزیدراوی کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے عمل کو ان کے عمل کے مقابلہ میں حقیر و کمتر سمجھے گا، وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے (مگر مشرکوں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے) پس جب وہ خروج اختیار کریں، تو تم ان کو قتل کر دو، پھر جب وہ خروج اختیار کریں، تو تم ان کو قتل کر دو، پھر جب وہ خروج اختیار کریں، تو تم ان کو قتل کر دو، جو ان کو قتل کرے گا، اس کے لئے خوشخبری ہے، اور جس کو وہ قتل کر دیں، اس کیلئے بھی خوشخبری ہے، ان میں سے جب جب بھی کوئی فرقہ ظاہر ہوگا، اس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ قطع کر دے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیس مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ دہرائی، اور میں ہر مرتبہ اس کو سن رہا تھا۔

فائدہ: اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ خارجی لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے، حالانکہ وہ قرآن پڑھنے کے ساتھ ساتھ بظاہر دوسرے کئی نیک اعمال اختیار کریں گے، اور خارجیوں کے فرقے مختلف شکلوں میں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے، لیکن ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حکم سے ان کو قطع و ختم فرماتا رہے گا، اور جو لوگ شرعی اصولوں کے مطابق ان سے مقابلہ کریں گے، ان کیلئے بڑا اجر و انعام ہے۔ (علمی و تحقیقی رسائل: ج4: ص63)

8.....حضرت زید بن وہبؓ سے روایت ہے کہ: جب نہروان (کے علاقہ) میں خوارج (یعنی خارجیوں) نے خروج کیا تو حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق (مسلمانوں کا) خون بہایا ہے، لوگوں کے مال مویشی کو لوٹا ہے، اور یہ تمہارے قریب ترین دشمن ہیں (کیونکہ ہمارے اندر ہی رہتے بستے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے یہ بدترین حرکت کرتے ہیں) اگر تم اپنے دشمنوں کی طرف کوچ کرو (اور ان کو ویسے ہی چھوڑ دو گے تو) مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ پیچھے سے تم پر نہ آپڑیں اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری اُمت میں ایک ایسا

گروہ ظاہر ہوگا، جس کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی بظاہر کوئی وقعت نہ ہوگی، جن کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کوئی وقعت نہ ہوگی، جن کی تلاوت کے سامنے تمہاری تلاوت کی کچھ وقعت نہ ہوگی، وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہوں گے کہ اس پر انہیں ثواب ملے گا، حالانکہ وہ ان کیلئے باعثِ عذاب ہوگا، کیونکہ وہ قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے۔(علمی وتحقیقی رسائل:ج4:ص64)

9.....حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے صحابہ کو چنا اُن میں سے کسی کو میرا وزیر بنایا اور انصار اور کسی کو سسر۔ پس جو کوئی اُن کو بُرا بھلا کہے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے دن اِس کی طرف سے کچھ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔(مستدرک حاکم:ج4:ص358)

اس موضوع پر اسلافؒ اور اکابرینؒ کی فرمودات ملاحظہ فرمائیں

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری صاحبؒ کا فتویٰ:

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ اہل قبلہ (مسلمان کہلانے والے) جو عمر بھر روزہ، نماز وغیرہ تمام عبادات واحکام کا پابند رہا ہو، لیکن عالم کو قدیم مانتا ہو، یا جسمانی حیات بعد الموت کا انکار کرتا ہو، یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ہر ہر چیز کا عالم نہ مانتا ہو، وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کے باوجود بلا شک وشبہ کافر ہے، اسی طرح کوئی اور کفریہ قول یا فعل اس سے سرزد ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ (اکفار الملحدین: ص 99)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی فرد یا فرقہ کی تعدیل (دین و ایمان کی تصدیق) میں محض اس کے ظاہری اقوال واعمال پر اکتفا نہ کرنا چاہئے اگر چہ وہ عبادت وطاعت، دینداری و پرہیز گاری اور زہد میں انتہائی مقام پر کیوں نہ پہنچا ہوا ہو، جب تک کہ اس کے باطنی عقائد واعمال اور اندرونی حالات کی تحقیق نہ کر لی جائے۔ درحقیقت حضور اکرم ﷺ کا مقصد ہی اس حدیث سے اُمت کو متنبہ کرنا اور دھوکے میں پڑنے سے بچانا ہے۔

امام بخاری صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ردّت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص صرف لاالٰہ الا اللہ کہے اگر چہ اس پر محمد رسول اللہ کا اضافہ بھی

کرے اس کو قتل کرنا ممنوع ہے، لیکن کیا وہ صرف اتنا ہی کہنے سے مسلمان بھی ہوجائے گا؟ یہ محلِ بحث ہے۔

صحیح یہ ہے کہ وہ مسلمان تو نہ ہوگا مگر اس کے قتل سے باز رہنا واجب ہے، اس کے بعد تحقیق کی جائے اگر وہ اس کے ساتھ رسالت کی شہادت بھی دے اور تمام احکامِ شریعت کی پابندی کا اقرار بھی کرے تب اس کو مسلمان قرار دیا جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ کی حدیث :الّا بحق الاسلام : کے استثناء سے اسی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ استثناء اسی غرض سے ہے کہ اگر رسالت کی شہادت نہ دے یا کل یا بعض احکامِ شریعت کی پابندی کا اقرار نہ کرے تو :لاالٰہ الّا اللّٰہ : کہنے کے باوجود کافر اور واجب القتل ہے۔ (اکفار الملحدین :ص 143)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ چھپے ہوئے زندیق کو جو اپنے کفر کو چھپاتا ہے قتل کردو اس لئے کہ اس کی توبہ کا پتہ نہیں چل سکتا اس کی زبان کا کوئی اعتبار نہیں۔

اور حضرت ابومصعبؒ امام مالکؒ سے روایت کرتے ہے کہ کوئی مسلمان جب جادوگری کا پیشہ اختیار کرے تو اس کو قتل کردیا جائے اور اس سے توبہ بھی نہ کرائی جائے، اس لئے کہ مسلمان جب باطنی طور پر مرتد ہوجائے (جس کا ثبوت امام مالکؒ کے نزدیک عملِ سحر ہے) تو زبان سے اسلام کا اظہار کرنے سے اس کی توبہ کا پتہ نہیں چل سکتا۔

(اکفار الملحدین :ص165)

آگے فرماتے ہیں:

مسلمانو.....! لسانِ نبوت سے نکلے ہوئے ان مقدس کلماتِ حقہ کو تکفیر کے مسئلہ میں اصل اصول بنالو۔ اس لئے کہ یہ کلمات قرآن کے الفاظ کی طرح کافی وشافی ہیں۔ اور

یقین کر لو کہ کفریہ عقائد اور اقوال واعمال کے ارتکاب کے بعد مسلمان، کافر ہو جاتا ہے۔ اگر چہ وہ کتنا ہی دیندار اور نماز اور روزہ کا پابند ہو۔

حاصل یہ ہے کہ کفریہ اقوال وافعال کا ارتکاب مطلقاً موجبِ کفر ہے اگر چہ وہ شخص خود کو مسلمان کہتا ہو، اور فرائضِ شرعیہ پر عمل بھی کرتا ہو۔

(اکفار الملحدین: ص 140:125)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرتا ہے وہ کافر ہے، اور ان لوگوں میں سے ہے جو کتاب اللہ کے کسی حکم کو مانتے ہیں اور کسی حکم کا انکار کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسے لوگ باتفاقِ اُمت قطعاً کافر ہیں، اگر چہ یہ لوگ اپنے ایمان، دینداری اور خدمتِ اسلام کا ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے مشرق ومغرب کے قلابے ملا دیں اور یورپ وایشیاء کو ہلا ڈالیں۔

اور یہی وہ نکتہ ہے جس پر آغازِ عہدِ خلافت میں سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ اور سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کے درمیان اختلافِ رائے پیدا ہوا۔ چنانچہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے ہر اُس شخص سے جنگ کرنے کا اعلان کر دیا جو نماز کو مانتا ہے اور زکوۃ کو نہیں مانتا۔ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا مقصد یہی تھا کہ جو شخص پورے دین کو ماننے کیلئے تیار نہیں وہ مؤمن نہیں بلکہ واجب القتل ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کو بھی شرح صدر عطا فرمایا اور یہ حقیقت ان کی سمجھ میں آ گئی اور سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے سے متفق ہو گئے۔ (اکفار الملحدین: ص 68)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

:اہل قبلہ: قصد وارادہ کے بغیر بھی کفریہ عقائد واعمال کی بنیاد پر اسلام سے خارج

ہوسکتے ہیں۔فرماتے ہیں:یقولون الحق ویقرؤن القرآن ویمرقون من الاسلام لایتعلقون منه بشی:وہ حق بات زبان سے کہتے ہوں گے،قرآن پڑھتے ہوں گے،اس کے باوجود وہ اسلام سے نکل جائے گے،اوران کواسلام سے کوئی علاقہ باقی نہ رہے گا۔

یہ حدیث شریف ان لوگوں کے قول کی تردید کرتی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں داخل ہونے اور مسلمان کہلانے کے بعد:اہل قبلہ:میں سے کوئی فرد یا گروہ اس وقت تک اسلام سے خارج اور کافر نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ جان بوجھ کر اسلام سے نکلنے کا ارادہ نہ کرے۔یہ قول بالکل باطل ہے۔(اکفار الملحدین:ص129)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

تمام صحابہ کرامؓ اوران کے بعد آئمہ:منکرینِ زکوۃ:سے جنگ کرنے پر متفق تھے اگرچہ وہ پنجگانہ نماز بھی پڑھتے تھے،رمضان کے روزے بھی رکھتے تھے،مگراس کے باوجود اِن کا کوئی شبہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک لائقِ قبول نہیں تھا،اس لئے کہ وہ مرتدین تھے اور زکوۃ ادانہ کرنے پر اِن سے جنگ کی جاتی تھی۔(اکفار الملحدین:ص386)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

گویا کسی مسلمان سے اگرکوئی بھی کفریہ قول یافعل سرزد ہو،یااس میں کوئی بھی علامتِ کفرپائی جائےتو وہ اہل قبلہ سے خارج اور کافر ہو جاتا ہے،اگرچہ وہ خودکومسلمان کہتا رہےاور مسلمانوں کی طرح عبادات واحکامِ شریعت کاپابند بھی ہو۔

(اکفار الملحدین:ص101)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اگر کسی گمراہ فرقے نے اپنے باطل عقیدہ میں غلواختیار کیااور حد سے تجاوز کر گیاتو

اس کو کافر قرار دینا ضروری ہے۔ایسی صورت میں اہل حق کے ساتھ اس کی موافقت یا مخالفت کا بھی اعتبار نہ ہوگا،اس لئے کہ وہ مسلمانوں میں داخل ہی نہیں رہا، جس کو جان و مال کی امان حاصل ہے، اگر چہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا رہے اور خود کو مسلمان سمجھتا رہے۔اس لئے کہ مسلمان ہر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے کا نام نہیں ہے بلکہ مسلمان وہ شخص ہے جس کا پورے دین اسلام اور عقائد یقینیہ واحکام قطعیہ پر ایمان ہو، یہ شخص یقیناً کافر ہے اگر چہ وہ خود کو کافر نہ سمجھے۔(اکفار الملحدین:ص 101)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک وہ تمام افراد اور فرقے جو مسلمان کہلانے اور :اہل قبلہ :میں سے ہونے کے باوجود اسلام کے قطعی اور یقینی عقائد واحکام سے انحراف وانکار کریں یا انبیاء کرام علیہم السلام پر سب وشتم یا توہین وتذلیل کریں، وہ نہ صرف کافر ومرتد اور واجب القتل ہیں بلکہ دوسرے تمام کافروں اور غیر مسلموں سے زیادہ اسلام کے دشمن اور مضرّت رساں ہیں۔ان کی بیخ کنی سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہے۔(اکفار الملحدین:ص 194)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: بکر نے عالم ہونے کی وجہ سے کہا کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہابی و رضاخانی، وغیر مقلد و رافضی وغیرہ وغیرہ جماعتیں کلمہ گو ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہیں تو ان جماعتوں میں کون سی جماعت حق وصحیح راستہ پر ہے؟

جواب: جہاں تک کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنے کی گنجائش ہو اُس وقت تک کافر کہنا درست نہیں، لیکن جب اس کی گنجائش نہ رہے تو کافر کہنا جائز ہے۔ مثلاً کوئی کلمہ گو نماز کی

فرضیت سے انکار کردے، زکوۃ کی فرضیت سے انکار کردے تو اس کو لامحالہ کافر کہا جائے گا۔ اسی طرح کسی اور قطعی بات سے انکار کردے تو اس کی تکفیر ضرور کی جائے گی۔ مثلاً تمام قادیانیوں کے اور رافضیوں کے بعض فرقوں کے کافر ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

(کفایت المفتی:ج1:ص209)

سوال: یہاں پر اکثر مسلمانوں نے برمئی بدھ مذہب کی عورتوں سے شادی کی ہوئی ہے بوقتِ خواندن نکاح عورت بمشکل کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ کر بعد میں نکاح ہو جانے پر دائرۂ اسلام میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن زن ہذا کبھی بعد از نکاح تا وفات، ضروریاتِ دین اسلام سے بھی ناواقف ہوتا ہے اور کبھی نماز، روزہ وغیرہ نہیں رکھتا، تو ایسے حالات میں بعد از وفات ان کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟ بعد از وفات شوہر کچھ دن بعد پھر مذہب کفریہ میں شامل ہوتی ہے، تو آیا ایسے حالات میں مسلمانوں کے واسطے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر یہ عورتیں صرف زبانی کلمہ طیبہ پڑھ لیتی ہیں اور ضروریات ایمان سے واقف نہیں ہوتیں، فرائض اسلامیہ کا اعتقاد نہیں رکھتیں تو یہ کافر قرار دی جائیں گی۔ نہ ان کے ساتھ نکاح جائز ہوگا، نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔

(کفایت المفتی:ج4:ص119)

سوال نمبر 1 : کیا جس جماعت میں خدا تعالیٰ جل شانہ کے منکر کمیونسٹ، ختم نبوت کے منکر مرزائی، جنت دوزخ، عذاب ثواب اور فرشتوں کے منکر نیچری بحیثیت مسلم شامل ہوں اس جماعت میں شامل ہونا اور اسے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت قرار دینا اور اس جماعت کے نمائندہ کو مسلمانوں کا نمائندہ سمجھ کر انتخاب میں کامیاب بنانے کی کوشش کرنا یا ووٹ دینا شرعاً حلال ہے یا حرام؟ اور یہ تینوں گروہ مسلمان ہیں یا کافر؟ نیز ان تینوں گرہوں کے عقائدِ باطلہ سے واقف ہونے کے باوجود ان کو مسلمان قرار دینے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب نمبر 1 : جوشخص خدا تعالیٰ جل شانہ کے منکروں، عذاب وثواب کے منکروں کو مسلمان سمجھے وہ خود بھی اسلام سے خارج ہے۔

سوال نمبر 2 : کیا جوشخص سول میرٹ ایکٹ کو اپنا ذاتی عقیدہ قرار دے جس میں ہر مسلمان مرد اور عورت کا نکاح غیر مسلم عورت مرد سے جائز قرار دیا گیا ہو اور نکاح کے وقت فریقین کو اپنے مذہبی عقائد سے انکار کرنا پڑھتا ہے، اس شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب نمبر 2 : جوشخص سول میرج ایکٹ کے ماتحت نکاح کرے اور اپنے مذہب سے قطعی منکر ہو جائے وہ اسلام سے خارج ہیں اور جب تک توبہ کر کے دوبارہ اسلام نہ لائے مسلمان نہیں۔

سوال نمبر 3 : کیا وہ شخص جو اسلام کا دعوی کرتا ہو لیکن ایسے قرآنی احکام کو جو نص قرآنی سے ثابت ہیں جیسے عقدِ نکاح، تقسیم وراثت وغیرہ کو موجودہ دَورِ ترقی میں رکاوٹ سمجھتا ہو، اور احکامِ قرآن کے خلاف جو قانون حکومت نے پاس کئے ہوں ان کی پیروی کی ترغیب دیتا ہو، تاکہ مسلمان مقتضیاتِ زمانہ اور موجودہ ضروریات کا ساتھ دے سکیں۔ مسلمان ہے یا کافر؟

جواب نمبر 3 : قرآنی احکام کو موجودہ دَورِ ترقی کے خلاف اور مانع ترقی سمجھنا صریح گمراہی ہے۔ ایسا شخص اسلام کے خلاف ہے۔

سوال نمبر 4 : کیا جوشخص قرآن کریم کے صریح احکام کی مخالفت کرنے والوں کو ترقی پذیر اور مبنی بَرانصاف قرار دے۔ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟

جواب نمبر 4 : جوشخص قرآنی احکام کے خلاف کرنے والوں کو ترقی پذیر بتائے اور ان کے افعال کو مبنی بر انصاف سمجھے وہ مسلمان نہیں۔

سوال نمبر 5 : کیا جوشخص کلمہ گو ہونے کے باوجود مندرجہ بالا عقائد رکھتا

ہومسلمان ہے یا کافر؟اور ایسے شخص کومسلمان قرار دینے والوں کا کیا حکم؟

جواب نمبر 5 : ایسا شخص جومذکورہ بالاعقائد رکھتا ہوصرف نام کا مسلمان ہےورنہ وہ اسلامی عقائدو احکام کا مخالف اور حقیقی اسلام سے خارج ہے۔

(کفایت المفتی:ج 9:ص 408)

سوال: زیدتوحیدورسالت اور جمیع ضروریات دین کوتسلیم کرتے ہوئے اور اس پرعمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جوشخص صرف توحید کا قائل ہواور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہوجائے گی۔زید کا امام بنانا جائز ہے یانہیں؟

جواب: جوشخص آنحضرت ﷺ کی رسالت ونبوت کو نہ مانے اورقرآن مجید کو اللہ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمدیہ ﷺ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا۔کیونکہ ایک آیت قرآن کریم کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ایسے شخص کو جواس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو، امام بنانا جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ ضروریات دین میں سے کسی مسئلہ کا انکار کرنا کفر ہے۔

(کفایت المفتی:ج 1:ص 46)

سوال: ملک دکن میں، جس میں مدراس، بمبئی،میسوراور حیدرآباد وغیرہ سب شامل ہیں۔مجملہ دیگرافعالِ مشرکانہ کے مسلمانوں میں ایک یہ رسم جاری ہے کہ مٹی کا شیر پانچ چھ فٹ یا کچھ کم وبیش بنا کرمحرم میں اس کی پوجا کرتے ہیں۔اوراس مٹی کے شیر کوسیدنا حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر کےاس کومولا علیؓ کا شیر کہتے ہیں۔محرم میں اس کے گلے میں کھوپروں کا ہارڈالتے ہیں اور منہ میں اس کوخوش کرنے کیلئے کچا گوشت ٹھونستے ہیں۔مرد اورعورت اس سے مرادیں طلب کرتے ہیں،منتیں مانتے ہیں،اورہرطرح اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ایک جاہل یوں کہتا ہے''شیرگلی میں روح رسالت پناہ ہے۔''

جواب: یہ شیر بنانا جس کا سوال میں ذکر ہےاوراس کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جو

بیان کیا گیا ہے،مسلمانوں کا کام نہیں ۔کیونکہ اسلام تو اس قسم کی مشرکانہ حرکات کو مٹانے اور صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید وعبادت پھیلانے کیلئے آیا ہے۔خدائی اور سماوی دین ان بے ہودہ مشرکانہ افعال واعمال کا دشمن ہے ۔ایسی باتیں کرنے والے اگر چہ بظاہر مسلمان ہوں،اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں مگر اِن کو اسلام سے کیا واسطہ۔

ہندوستان کی بت پرست قوموں کے تعلق سے ان کی طبیعتوں میں بھی بت پرستی کا شوق پیدا ہوتا ہے ۔اور چونکہ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اس لئے اس بت پرستی کے شوق کو اسلامی رنگ دے کر مذہبی کام بنا کر پورا کرتے ہیں ۔اسلام اور پیغمبر ﷺ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ ان چیزوں پر لعنت فرماتے ہیں ۔اور ایسے بتوں کو رِجس اور پلید قرار دیتے ہیں (نعوذباللّٰہ من ذٰلک)۔(کفایت المفتی ج 1:ص 250)

سوال نمبر 1 : زید نے اپنی ابتدائی زندگی میں کافی علم حاصل کیا مگر وہ ہمیشہ بے عمل رہا۔وہ تارک صوم وصلوۃ بھی ہے اور خائن بھی،وہ فاسق و فاجر بھی ہے اور عیاش بھی، وہ ظالم و غاصب بھی ہے اور غدار بھی،اس کے پاس ہر وقت نازنینوں کا جمگھٹہ رہتا ہے اور وہ ایک بڑی درگاہ کا سجادہ نشین ہوتے ہوئے بھی ہر وقت اوباشوں کی صحبت میں رہتا ہے، جائداد موقوفہ پر متصرف ہونے کی وجہ سے ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے اور جہلاء میں اسے مذہبی پیشوائی حاصل ہے۔گو وہ عالم ہے مگر:الجاھل الصوفی مرکب الشیطان : کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔وہ ایک سنی وقف کا متولی ہے اور اپنے کو سنی اور حنفی کہتا ہے لیکن وہ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ پر لعن وطعن کرتا ہے،اس کا دن بھر مشغلہ صرف تبرا بازی ہوتی ہے، حتیٰ کہ گالی تک کے ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا ہے ۔اس نے عوام میں اپنے اثر سے کام لے کر رافضیوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔مدحِ صحابہؓ جیسی اہم تحریک کا مذاق اُڑاتا ہے اور اسے بے کار بتلاتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ سنیوں کی تعداد تمام فرقوں سے کم ہے۔

وہ صرف اس بناپر حضرت مجدد صاحبؒ کی شان میں اور دیگر علمائے اسلام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ اکثر مسجد میں سیدنا حضرت امیر معاویہؓ پر لعنت کرتا ہے اور اسے :اشعار حیدری: بتلاتا ہے۔ اس کے عقائد جو نظم مرسلہ سے (جسے شیخوں نے اپنی طرف سے چھپوا کر تقسیم کیا ہے) بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے کریکٹر اور اس کے عقائد سے مفصل مطلع کر دیا ہے تاکہ نظم مرسلہ میں عقائد باطلہ کی کافی تردید اخبار :الجمعیۃ: میں جلد از جلد شائع کر دی جائے۔

کیا ایسا شخص شرعاً مسلمان اور سنی کہلانے کا مستحق ہے؟ کیا عقائد مطبوعہ واقعی سنیوں کے عقائد ہیں؟ اگر نہیں تو پھر مسلمانوں کو سیدنا حضرت امیر معاویہؓ سے کیا عقائد رکھنے چاہئے؟ کیا ایسے عقائد اور ایسے کریکٹر کا شخص اس قابل ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے؟ کیا نظم مرسلہ تبرا کی حد میں داخل نہیں ہے؟ کیا حوالہ جات نظم صحیح ہے؟ عوام کے عقائد اس وقت متزلزل ہیں۔ وہ سخت سراسیمگی اور بے چینی کی حالت میں ہیں۔

لہذا قوی امید ہے کہ جریدہ الجمعیۃ میں جلد از جلد کافی وشافی مفصل اور صریح فتوی دے کر جناب والا مسلمانوں کو تفریق اور اختلاف کے گڑھے سے نکال دیں گے اور مسلمانوں کو اپنے عقائد صحیح کرنے کا موقع دیں گے۔

جواب نمبر 1 : جس شخص کے یہ اشعار ہیں وہ یقیناً اہل سنت والجماعت کے دائرے سے خارج ہے۔ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ روافض کے خیالات اور عقائد ہیں۔ وہ شعر جس کی ابتداء: جو دنیا کا: کے الفاظ سے ہوتی ہے، کھلا ہوا تبرا ہے۔ یہ قائل جس کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں چھپا ہوا شیعہ نہیں بلکہ کھلا ہوا رافضی ہے۔ سنیوں کو اس سے مجتنب و بے تعلق رہنا چاہئے۔ اور ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔

سوال نمبر2 : جو دنیا کا کتا ہو ہمنام سگ جو حق علی کے لئے بن جائے ٹھگ ۔آیا یہ شعر تبرا میں داخل ہے؟

جواب نمبر2 : یہ شعر یقیناً تبرا کے اندر داخل ہے۔

(کفایت المفتی:ج1:ص295)

سوال: زید توحید و رسالت اور تمام ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی،زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص حضور اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمد ﷺ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا،ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں۔

(کفایت المفتی:ج3:ص80)

سوال: اہل کتاب سے جو شخص آج کل موحد ہو،اچھے کام کرتا ہو،برے کاموں سے روکتا ہو،پیشتر کے پیغمبروں کو مانتا ہو،ہمارے پیغمبر ﷺ کو نہ مانتا ہو،اور ہمارے قرآن اور حدیث پر عمل نہ کرتا ہو،ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنتی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص کہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان نہ لائے اور حضور اکرم ﷺ کی تصدیق نہ کرے حالانکہ اس کو حضور اکرم ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہو۔آخرت میں اس کی نجات نہیں ہوگی۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہیں:

:ومن اظلم ممّن ذکّر بایٰت ربّہ ثمّ اعرض عنھا،انّا من

~~المجرمین منتقمون.وقال اللّٰہ تعالیٰ.ومن اعرض عن ذکری فانّ~~

لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ الی قولہ ،وکذالک نجزی من اسرف ولم یؤمن بایٰت ربّہ ولعذاب الاخرۃ اشدوابقی:وقال اللّٰہ تعالیٰ:ومن یّکفر بہ فاولٰئک ھم الخٰسرون: (کفایت المفتی:ج1:ص42)

سوال: ایک شخص ہندو ہے اورسخی بہت ہے،مردم آزاری سے بچاہوا ہے،اس کو جنت کی خوشبو پہنچے گی یانہیں؟ جو جنت کی خوشبو مسلمانوں کو پانچ سودُور سے پہنچے گی،اس ہندوکوبھی پہنچے گی یانہیں؟

جواب: کافر کیلئے جنت کی خوشبو پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ۔ایمان کے بغیر اعمال صالحہ(سخاوت ومدارات وغیرہ)بھی جنت تک نہیں پہنچاسکتی۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:ومن یّکفربالایمان فقد حبط عملہ وھوفی الأخرۃ من الخٰسرین:(کفایت المفتی:ج1:ص110)

سوال: کیاایک شخص کلمہ گوئی اوردعویٰ اسلام کے باوجودقرآن مجیداور احادیث صحیحہ متواترہ کے برخلاف اعتقادرکھے،وہ مسلمان ہوسکتا ہےیانہیں؟

جواب: جوشخص کلمہ گوئی کے باوجودنماز کی فرضیت کاانکارکردے،زکوۃ کی فرضیت کاانکارکردے،روزے کی فرضیت کاانکارکردے،یانبوت کادعوی کرے،یاکسی نبی کی توہین کرے،یعنی کسی ایسی چیز کاانکارکرے جس کادین میں سے ہونا:بالیقین: ثابت ہو،وہ یقیناً کافراوراسلام سے خارج ہے۔(کفایت المفتی:ج1:ص541)

سوال: 1.....ایک شخص توحید کا قائل ہےاورخداتعالیٰ جل شانہ کو:وحدہ لاشریک: سمجھتا ہے،نیزاعمال صالحہ کرتا ہےاورافعالِ شنیعہ سے بچتاہے،مگررسالت کا منکر ہےیعنی حضوراکرمﷺ کی رسالت پرایمان نہیں رکھتا۔کیاازروئے شرع شریف یہ شخص ابدی جہنمی ہے؟

2.....زید مسلمان ہے،توحید ورسالت کا قائل ہے،مذکورہ بالا شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسالت کا منکر کافر ہے اور اس انکار کی وجہ سے ایک عرصہ تک جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اپنے اس خیال کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے:انّ اللّٰہ لایغفران یّشرك به ویغفرمادون ذٰلک لمن یّشآء:

جواب: جو شخص حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا منکر ہے،وہ اگر چہ توحید کا قائل ہو :خلود فی النار: سے نہیں بچے گا۔آیت کریمہ میں لفظ شرک سے مراد کفر ہے۔یعنی جو کفر کرے گا وہ بخشا نہیں جائے گا۔کیونکہ بہت سی آیات قرآنیہ کفار کے لئے:خلود ودوام فی النار:پر صراحۃً دلیل ہیں،مثلاً:والّذین کفروا وکذّبوابایٰتنا اولٰئک اصحٰب النّار،هم فیها خٰلدون:ای لایخرجون منها،ولایموتون فیها (خازن)۔دوسری جگہ ارشاد فرمایا:وما هم بخارجین من النّار: کہ کافر دوزخ سے نہ نکالے جائیں گے۔

اور آیت کریمہ:ویغفرمادون ذٰلک لمن یّشآء: میں کفر کی مغفرت مراد نہیں ہے، کیونکہ کفر کی جزا تو:خلود فی النار: قرآن مجید کی بہت سے آیات میں بتصریح وارد ہے۔

پس جو شخص توحید کا قائل ہے اور رسالت کا منکر ہے،وہ یقیناً کافر ہے،اور آیت منقول بالا کے بموجب اس کی سزا:خلود: ہے۔

:والمراد بالشرك فی هذه الآية الكفر،لان من جحد نبوة محمد ﷺ مثلاً كان كافراولولم يجعل مع اللّٰه الٰها آخر،والمغفرة منفية عنه بلاخلاف(فتح الباری:انصاری:جزاول:ص45)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا اقرار کردے وہ کافر ہے،اگر چہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو،اور اس کی مغفرت نہ ہوگا۔متفق

علیہ: ہے۔(کفایت المفتی:ج 1:ص605)

سوال: بکر نے عالم ہونے کی وجہ سے کہا کہ کسی کلمہ گوکو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہابی ورضاخانی وغیر مقلد، قادیانی ورافضی وغیرہ وغیرہ جماعتیں کلمہ گو ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: جہاں تک کسی کلمہ گوکو کافر نہ کہنے کی گنجائش ہو اُس وقت تک کافر کہنا درست نہیں، لیکن جب اس کی گنجائش نہ رہے تو کافر کہنا جائز ہے، مثلاً کوئی کلمہ گو نماز کی فرضیت سے انکار کر دے، زکوۃ کی فرضیت سے انکار کر دے تو لامحالہ کافر کہا جائے گا۔ اسی طرح کسی اور قطعی بات سے انکار کر دے تو اس کی تکفیر ضرور کی جائے گی۔ مثلاً: تمام قادیانیوں کے اور رافضیوں کے بعض فرقوں کے کافر ہونے میں شبہ نہیں۔

(کفایت المفتی:ج 1:ص653)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

کافر کیلئے جنت یا جنت کی بو پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال صالحہ سخاوت ومدارات وغیرہ بھی جنت نہیں پہنچا سکتی۔

:عن ابی ھریرةؓ قال:قال رسول اللهﷺ:والذی نفس محمد بیده لایسمع بی احد من هذه الامة یهودی و لانصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت به الاکان من اصحاب النار:

(کفایت المفتی:ج 1:ص43)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص قرآن کریم وحدیث مبارکہ کے احکام منصوصہ صریحہ کا خلاف کرے، انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کرے، قرآن کریم کی اہانت کرے، قرآن مجید کے مضامین

:متفق علیها: کوبدل دے،اجماع کا خلاف کرے،وہ یقیناً کافر ہے،اگر چہ مسلمان ہونے کا کتناہی لمباچوڑادعویٰ کرے۔(کفایت المفتی:ج7:ص114)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اسلامی اصول کے موافق نجات کے لئے ایمان لازم ہے۔مشرک کیلئے نجات نہیں ہے۔قرآن مجید میں ارشادباری تعالیٰ ہیں:

:انّ اللّٰہ لایغفران یّشرك بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یّشآء:

یعنی اللہ تعالیٰ اس کونہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیاجائے۔اوراس کے علاوہ جسے چاہے گابخش دے گا۔یعنی مشرک کی مغفرت کے ساتھ مشیت ایزدی متعلق ہی نہ ہوگی۔

تفسیر خازن میں ہیں کہ: آیت کریمہ کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مشرک کو جو مشرک ہونے کی حالت میں مرجائے نہیں بخشے گااورشرک کے علاوہ دوسرے گناہ اور جرائم والوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا۔

اورحدیث شریف میں ہے:ثم امر بلالاً فنادی فی الناس انہ لایدخل الجنۃ الانفس مسلمۃ:یعنی پھرحضورانورﷺ نے حضرت بلالؓ کوحکم دیا توانہوں نے لوگوں میں پکارکر کہہ دیا کہ جنت میں صرف نفوسِ مسلمہ داخل ہوں گے۔

ہاں جومسلمان کہ ایمان واسلام کے ساتھ گناہوں کا مرتکب بھی ہوگا اگرتوبہ کرکے نہ مرے تو اس کوگناہوں کے بدلے جہنم کاعذاب دیاجائے گا۔یعنی وہ عذاب دیئے جانے کا مستحق ہے اگراللہ تعالیٰ جل شانہ چاہے تواس کوبغیرعذاب دیئے بخش دےاورچاہے عذاب دے کربالآخر نجات دے۔لیکن کافراورمشرک کے پاس نجات کی اساسی شرط اور رضائے حق تعالیٰ کی کلید یعنی ایمان نہیں۔اس لئے وہ نجات جس کورضائے مولیٰ کے حصول یاوصول الی اللہ سے تعبیر کیاجاسکتاہے،نہیں پاسکتا۔نہ نجات کا مستحق قرار دیاجاسکتاہے۔

انسانی روح کی منزلِ مقصود رضائے الٰہی یا بالفاظِ دیگر وصول الی اللہ ہے۔اس منزلِ مقصود تک سفر کیلئے جس قوت کی ضرورت ہے وہ ایمان کی قوت (اسٹیم) ہے۔اعمالِ حسنہ اس قوت کے معین ہو سکتے ہیں،لیکن اصل قوت کا کام نہیں دے سکتے۔مثلاً:ایک مقام پر دو ٹرینیں کھڑی ہیں۔ایک ٹرین کے ڈبے نہایت نفیس،صاف شفاف اعلیٰ درجہ کے ہیں، ڈبوں میں ہر قسم کے راحت وسکون کے سامان موجود ہیں،اس میں بیٹھنے والے نہایت راحت وآرام پاتے ہیں،کھانا کھاتے اور مٹھائیوں اور میوہ جات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔دوسری ٹرین کے ڈبے نہایت میلے کچیلے،خراب خستہ،ٹوٹے پوٹے،نہ کسی قسم کی راحت کا سامان،نہ کھانے پینے کا انتظام،اس کے پُرزے بھی پرانے گھسے ہوئے۔مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی ٹرین میں اسٹیم کا انجن نہیں ہے۔اور دوسری میں اسٹیم والا انجن لگا ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ دوسری خراب،خستہ ٹرین باوجود اپنی تمام قباحتوں اور خرابیوں کے واصل الی المقصود (ناجی) ہوگی۔اور پہلی نفیس اور صاف شفاف ٹرین باوجود اپنی تمام خوبیوں بلکہ راحت پاشیوں اور فائدہ رسانیوں کے غیر واصل الی المقصود (غیر ناجی) ہوگی۔اس میں شک نہیں کہ اگر اس دوسری ٹرین میں سٹیم کا انجن لگا دیا جائے تو اس کی سیر الی المقصود.....اعلیٰ واکمل ہوگی لیکن جب تک اصل قوت یعنی اسٹیم کا انجن نہ ہو اس کی تمام خوبیاں،فائدہ رسانیاں،زرپاشیاں،ڈبوں کی صفائی،پُرزوں کی خوبی ومضبوطی سب بے کار ہے۔یہی مطلب اس آیت کریمہ کا ہے۔

:انّ الّذین کفروا و ماتوا و ھم کفّار فلن یّقبل من احدھم مّل ء الارض ذھباً وّلو افتدٰی بہ: یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو ان میں سے کسی کی طرف سے زمین بھر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔اگر چہ اس نے یہ سونا

فدیہ خسران (یعنی فدیہ عدم نجات) کے طور پر پیش کیا ہو۔

مراد یہ ہے کہ چونکہ اس نے وصول الی اللہ کی اصل قوتِ محرکہ موصلہ حاصل نہیں کی (یعنی ایمان) تو اگر چہ دنیا میں اس نے زمین بھر سونا بھی خرچ کیا ہو مگر یہ اس کیلئے ایمان (یعنی اصلی قوتِ موصلہ) کے قائم مقام نہ ہوگا۔

جس طرح کہ مثال مذکور میں پہلی ٹرین کی خوبصورتی، صفائی، مضبوطی، فائدہ، راحت رسانی، وصول الی المقصود کے لئے کام نہ آئی۔ کیونکہ ان میں سے کوئی چیز بھی قوتِ موصلہ کا کام نہیں دے سکتی اور جب تک قوت موصلہ نہ ہو، ہر ایک کا وجود بے کار ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے وجود اور اس کی صفاتِ مالکیت، خالقیت، ربوبیت اور رزّاقیت وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کیلئے تو اس امر کو سمجھ لینا مشکل ہی نہیں کہ اسلام نے نجات کیلئے ایمان باللہ کو کیوں لازم قرار دیا ہے۔

بادشاہ سے بغاوت ایسا جرم ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے مجرم کی تمام صفاتِ حسنہ اس کے بچانے کیلئے کافی نہیں ہوتیں، بالخصوص جبکہ بادشاہ نے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ باغی کا جرم بغاوت معاف نہیں کروں گا، باقی جرائم کو چاہوں گا معاف کر دوں گا۔

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اسلام لانے سے پہلے میں نے جو اعمالِ صالحہ (مثلاً صدقہ، صلہ رحمی اور غلام آزاد کرنا وغیرہ) کئے ہیں، کیا مجھے ان کا بھی ثواب ملے گا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں اعمال کے صلے اور نتیجے میں تو تم کو ایمان و اسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔

اس مختصر تشریح کے بعد آپ کے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ مؤمن عاصی، آخر کار ضرور ناجی یعنی واصل الی اللہ ہے۔ اس کے ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کو اطاعت و انقیاد کے صلے میں آخر کار ضرور رضامندی کا تمغہ عطا فرمائے۔ اگر چہ وصول

الی اللہ کے سفر میں اس کو اپنی خرابی، خستگی، کمزوری (جرائم، معاصی) کی وجہ سے کتنی ہی دیر لگے اور کتنی ہی تکلیف اور مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ مگر چونکہ قوتِ موصلہ (ایمان کی سٹیم) موجود ہے۔ اس لئے ایک نہ ایک دن ضرور منزل تک پہنچ کر رہے گا۔

اور کافر نیکوکار ناجی نہیں۔ یعنی واصل الی اللہ و فائز برضاء اللہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں دنیا میں اس کے اعمالِ صالحہ کا بدلہ یعنی نیک نامی، منقبت، مقبولیت، شہرت یا دولت وثروت مل جائے لیکن: مالهم فی الآخرة من خلاق: آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ (کفایت المفتی: ج 1: ص 111)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتوی:

سوال: اگر شیعہ کا تمام دین مسلمانوں سے الگ ہے تو پھر شیعہ اسلام کا نام کیوں استعمال کرتے ہیں اور اپنے کو مسلمان کیوں کہتے ہیں؟

جواب: میری گزارش یہ ہے کہ سمجھنے والوں کو غلط فہمی ہوئی ہے، شیعہ: اسلام: کا نام استعمال نہیں کرتے بلکہ تقیہ کرتے ہیں، ان کے دین کے دس حصوں میں سے نو حصے صرف تقیہ میں منحصر ہیں۔

اصول کافی کے صفحہ 484:481 پر تحریر ہے کہ: جو تقیہ نہ کرے وہ ایمان ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور تقیہ کے معنی ہی یہ ہے کہ آدمی کا مذہب اندر سے کچھ اُور ہو مگر اوپر کا لیبل کچھ اُور۔

اصول کافی کے صفحہ نمبر 458 پر ان کے امام کی تاکید ہے کہ تم ایک ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اس کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور جو شخص اسے ظاہر کرے گا خدا تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔

آج اگر وہ مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ واقعتاً

امت اسلامیہ میں شامل رہنے کے دل سے خواہش مند ہیں، یہ ہوتا تو وہ اپنی ایک ایک چیز مسلمانوں سے الگ کیوں کر لیتے ؟ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے پاکستانی اور اسلامی معاشرہ میں اسلام کے لیبل کو اتار دینے کی جرأت وہ اپنے اندر نہیں پاتے اس لئے وہ مجبور ہیں کہ اپنے دین کو :اسلام: ہی کا نام دیں ۔کل انہیں ذرا بھی موقع ملا تو مسلمانی کا بورڈ بھی اتار لیں گے ۔(گمراہ کن عقائد ونظریات اور صراط مستقیم: ص138)

سوال: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں :کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے: چنانچہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔

مزید یہ کہ اگر کوئی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لے اور اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا اقرار کرے جبکہ حقیقت میں اس کا تعلق قادیانیت یا کسی اور عقیدے سے ہو، تو کیا وہ شخص صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان کہلائے گا؟

جواب: یہ تو کوئی حدیث نہیں کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے ۔قرآن کریم میں بار بار :انّ الّذین کفروا: والکٰفرون :لقد کفر الّذین قالوا: کے الفاظ موجود ہیں، جو اس نظریے کی تردید کے لئے کافی وشافی ہے۔

اور یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے (خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کو :محمد رسول اللّٰہ: ہی مانتا ہو) اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔ اسی طرح یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، خواہ خدا تعالیٰ جل شانہ اور حضور اکرم ﷺ کو گالیاں ہی بکتا ہو، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔

صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کے پورے دین کو مانتا ہو اور ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو، نہ توڑ مروڑ کر، ان کو غلط معانی پہناتا ہو، وہ مسلمان ہے ۔کیونکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی ومفہوم کو

بگاڑنا کفر ہے۔(فتاوی ختم نبوت:ج1:ص96)

سوال: ایک آدمی اللہ تعالیٰ جل شانہ پر مکمل یقین رکھتا ہےاور اس کے ساتھ کسی کوشریک بھی نہیں کرتا،نماز بھی پڑھتا ہے،لیکن وہ حضور اکرم ﷺ کونہیں مانتا۔تو کیا وہ آدمی جنت کا حق دار ہے؟

جواب: جوشخص حضور اکرم ﷺ کونہیں مانتا،وہ خدا تعالیٰ جل شانہ پر یقین کیسے رکھتا ہے؟(آپ کے مسائل اوراُن کا حل:ج2:ص 56)

سوال: آپ کے ایک رسالے میں دیکھا کہ قادیانی ہمارا کلمہ پڑھتے ہیں اور :بسم اللہ: وغیرہ لکھتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ جب قادیانی ہمارا پورا پورا اور بالکل صحیح کلمہ پڑھتے ہیں تو ہمارا اختلاف کس بات کا ہے؟اس بارے میں مجھے ایک حدیث مبارکہ بھی یاد آ رہی ہے،وہ یہ کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:میری اس سے اُس وقت تک لڑائی (جنگ) ہے جب تک کہ وہ :لاالہ الّااللّٰہ محمّدرّسول اللّٰہ: نہیں پڑھ لیتا۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہم کس طرح کلمہ گو کو کافر کہہ سکتے ہیں۔میرے خیال میں یوں تو کہا جاسکتا ہے کہ ان کا مسلک احمدی ہے اور ہمارا مسلک کوئی اور ہے۔ برائے کرم تفصیل سے سمجھائیں؟

جواب: جناب نے پورے رسالے میں پیڈ پر لکھا ہوا کلمہ ہی دیکھا،یا کچھ اور بھی؟اس پورے رسالے میں مرزا دجال کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے،اور ایسا ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کے پاس اس کا جواب نہیں،اور یہ قادیانی ایسے کذاب کو نبی مانتے ہیں۔

کیا کسی حدیث میں آپ نے یہ پڑھا ہے کہ مسیلمہ کذاب کو نبی ماننے والے اگر کلمہ پڑھیں تو ان کو بھی کافر نہ کہو؟مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والے یہی کلمہ پڑھتے

تھے، مگر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ اوران کے رفقہاء کرامؓ نے اُن کو مرتد قرار دے کر اُن کے خلاف جہاد کیا۔ یہی حال قادیانیوں کے کلمہ پڑھنے کا ہے۔

جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ اُن لوگوں کے متعلق ہے جن کا کلمہ گو ہونا تو معلوم ہو، دوسرا کوئی عقیدہ ہمیں معلوم نہ ہو۔ جن لوگوں کا کفروارتداد معلوم ہو، اُن کا حکم قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ بہانے نہ بناؤ تم دعوائے ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔

اور یہ بھی آپ نے خوب کہی کہ: میرے خیال میں یوں تو کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مسلک احمدی ہے اور ہمارا مسلک کچھ اور ہے۔

گویا ایک جھوٹے مدعی نبوت کو ماننے کے باوجود آپ کے خیال میں صرف مسلک ہی کا فرق ہوتا ہے، مذہب اور دین نہیں بدلتا۔

یادرکھو.....! مسلک کا فرق ایک دین اور مذہب کے اندر رہ کر ہوتا ہے، جبکہ جھوٹے مدعی نبوت کے مان لینے کے بعد آدمی دین ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ جب دین ہی نہ رہا بلکہ ایک شخص اسلام کے دائرے سے نکل کر کفر میں داخل ہو گیا تو صرف مسلک کا فرق کہاں رہا؟

قادیانیوں کا.....پکے اور کھلے کافر ہونے کے باوجود.....ہمارا کلمہ پڑھنا ان کو مسلمان نہیں بناتا ہے، بلکہ ان کے کفروارتداد میں مزید اضافہ کرتا ہے۔

(آپ کے مسائل اوراُن کا حل: ج2: ص85)

سوال: کیا شیعہ اسلامی فرقہ ہے؟

جواب: اسلامی فرقوں سے مراد وہ فرقے ہیں جن کو عام طور سے مسلمان سمجھا جاتا ہے، یا اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

(آپ کے مسائل اوراُن کا حل: ج10: ص80)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

مسلمان وہ شخص کہلاتا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے پورے دین کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہو۔ کلمہ طیبہ: لاالٰہ الّااللّٰہ محمّدرّسول اللّٰہ: اس پورے دین کو ماننے کا مختصر عنوان ہے۔

کیونکہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا رسول مانتا ہے، وہ لازماً حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک بات کو بھی مانے گا۔ اس کے برعکس جو شخص حضور اکرم ﷺ کے دین کی کسی قطعی، یقینی اور متواتر چیز (جس کی حضور اکرم ﷺ نے خبر دی ہے) کو نہیں مانتا، وہ گویا حضور ﷺ کی تکذیب کرتا ہے۔ اس کا کلمہ پڑھنا محض جھوٹ، فریب اور منافقت ہے۔

چنانچہ منافق بھی یہ کلمہ پڑھتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا: والـلّٰـہ یشھد انّ المنٰفقین لکٰذبون: یعنی اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں

منافق لوگ ایمان کا دعویٰ بھی کرتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کے اس دعوے کو بھی غلط قرار دیا اور فرمایا: وما ھم بمؤمنین، یخادعون اللّٰہ والّذین اٰمنوا: یعنی یہ لوگ ہرگز مؤمن نہیں۔ محض خدا تعالیٰ کو اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کے لئے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔

پس ان کا کلمۂ طیبہ پڑھنے اور ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کو جھوٹے اور بے ایمان کہا۔ تو اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی کہ وہ کلمہ صرف زبانی پڑھتے تھے، اور ایمان کا دعویٰ محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے کرتے تھے، ورنہ دل سے وہ حضور اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تھے، اور حضور اکرم ﷺ دین کی جو باتیں ارشاد فرماتے تھے، ان کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

پس اس سے یہ اُصول نکل آیا کہ مسلمان ہونے کیلئے حضور اکرم ﷺ کے لائے

ہوئے دین کی ایک ایک بات کو دل و جان سے ماننا شرط ہے، اور جو شخص حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کی کسی ایک بات کو بھی جھٹلاتا ہے، یا اس میں شک و شبہ کا اظہار کرتا ہے، وہ مسلمان نہیں، بلکہ پکا کافر ہے۔ اور اگر وہ کلمہ پڑھتا ہے تو محض منافقت کے طور پر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے پڑھتا ہے۔

نوٹ: یہاں ایک اور بات کا بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ ایک ہے الفاظ کو ماننا اور دوسرا ہے معنی و مفہوم کو ماننا۔ مسلمان ہونے کیلئے صرف دین کے الفاظ کو ماننا کافی نہیں، بلکہ ان الفاظ کے جو معنی و مفہوم حضور اکرم ﷺ سے لے کر آج تک تواتر کے ساتھ تسلیم کئے گئے ہیں، ان کو بھی ماننا شرطِ اسلام ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی دینی لفظ کو تو مانتا ہے مگر اس کے متواتر معنی و مفہوم کو نہیں مانتا، بلکہ اس لفظ کے معنی وہ اپنی طرف سے ایجاد کرتا ہے، تو ایسا شخص بھی مسلمان نہیں کہلائے گا، بلکہ کافر و ملحد اور زندیق کہلائے گا۔

الغرض حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کے تمام حقائق کو ماننا اور صرف لفظاً نہیں بلکہ اسی معنی و مفہوم کے ساتھ ماننا جو حضور اکرم ﷺ سے لے کر آج تک متواتر چلے آتے ہیں، شرطِ اسلام ہے۔ جو شخص دینِ محمدی کی کسی قطعی اور متواتر حقیقت کا انکار کرتا ہے، خواہ لفظاً و معناً دونوں طرح انکار کرے، یا الفاظ کو تسلیم کر کے اس کے متواتر معنی و مفہوم کا انکار کرے، وہ قطعی کافر ہے، خواہ وہ ایمان کے کتنے ہی دعوے کرے، کلمہ پڑھے، اور نماز روزے کی پابندی کرے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کے دین کی کسی ایک بات کو جھٹلانا خود حضور اکرم ﷺ کو جھٹلانا ہے، اور جو شخص حضور اکرم ﷺ کی ایک بات کو بھی جھٹلاتا ہے یا اسے غلط کہتا ہے، یا اس میں شک و شبہ کا اظہار کرتا ہے، وہ دعویٰ ایمان میں قطعاً جھوٹا ہے۔

اسی طرح جو شخص حضور اکرم ﷺ کے دین کی کسی بات کا مذاق اُڑاتا ہے، وہ بھی کافر اور بے ایمان ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی نبی کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ جل شانہ کے نبی کی توہین کرتا ہے۔اسی طرح اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یا معجزہ دکھانے کا دعویٰ کرے، یا کسی نبی سے اپنے آپ کو افضل کہے۔ایسا شخص بھی پکا بے ایمان اور کافر ہے،اور اس کا کلمہ پڑھنا ابلہ فریبی اور خود فریبی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کلمۂ طیبہ وہی معتبر ہے جس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے دین کی کسی حقیقت کی قولاً یا فعلاً تکذیب نہ کی گئی ہو۔جو شخص ایک طرف کلمہ پڑھتا ہے اور دوسری طرف اپنے قول یا فعل سے حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کی کسی بات کی تکذیب کرتا ہے، اس کے کلمے کا کوئی اعتبار نہیں، جب تک کہ وہ اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے اور اُن تمام حقائق کو جو حضور اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں،اسی طرح تسلیم نہ کرے جس طرح کہ ہمیشہ سے مسلمان چلے آئے ہیں،اُس وقت تک وہ مسلمان نہیں،خواہ لاکھ کلمہ پڑھے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج2:ص 218)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اسلام نام ہے حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی تمام باتوں کو ماننے کا،اور کفر نام ہے کسی ایک بات کو نہ ماننے کا،جس کے بارے میں قطعیت کے ساتھ معلوم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو بیان فرمایا۔

پس جو شخص ایسی قطعیات اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو،یا وہ :علی الاعلان: کہے کہ وہ مسلمان ہے،اس کا حکم مرتد کا ہے،خواہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہو،اور اس کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہو۔(فتاویٰ ختم نبوت: ج1:ص 408)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

دائمی نجات کیلئے ایمان شرط ہے، کیونکہ کفر اور شرک کا گناہ کبھی معاف نہیں ہوگا،

اور ایمان کے صحیح ہونے کیلئے صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ماننا کافی نہیں، بلکہ اس کے تمام رسولوں کا ماننا بھی ضروری ہے۔اور جو لوگ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا آخری نبی نہیں مانتے، وہ خدا تعالیٰ جل شانہ پر بھی ایمان نہیں رکھتے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے رسول اور :خاتم النبیّین: ہونے کی شہادت دی ہے۔

پس جو لوگ حضور اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت اور ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی شہادت کو جھٹلاتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بات کو جھوٹی کہے وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ماننے والا نہیں، پس حضور اکرم ﷺ کے دین کو قبول کرنا شرط نجات ہے، غیر مسلم کی نجات نہیں ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 54)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

نماز روزہ اور تلاوتِ آیات بڑی نیکی کی بات ہے لیکن یہ تمام اعمال ایمان کی شاخیں ہیں، اگر دل میں ایمان ہو تو اعمال مقبول ہیں، اور ایمان نہ ہو تو اعمال کی کوئی قیمت نہیں۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج 1: ص 57)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ایمان کے صحیح ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ نے جائز و ناجائز اور حلال و حرام کا جو نظام مقرر فرمایا ہے، آدمی دل و جان سے اس نظام کو تسلیم کرتا ہو، اور زبان سے اس کا اقرار کرتا ہو۔

اگر کوئی شخص شریعت کے قطعی حلال کو حرام جانے یا شریعت کے قطعی حرام کو حلال سمجھے، شریعت نے جس چیز کو قطعی طور پر گناہ قرار دیا ہے، اس کو جائز سمجھے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ و رسول ﷺ کی تکذیب کرتا ہے، اس لئے اس کا ایمان صحیح نہیں، بلکہ وہ قیامت

کے دن بے ایمانوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج1:ص 58)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ہم سب گنہگار ہیں، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سینکڑوں احکام کی روزانہ مخالفت کرتے ہیں، تاہم حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی اور حکمِ الٰہی سے بغاوت کے درمیان بڑا فرق ہے۔

خلاف ورزی یہ ہے کہ آدمی حکمِ الٰہی کو مانتا ہو اور اپنی غلطی وکوتاہی اور نفس وشیطان کے بہکانے سے حکمِ الٰہی کی تعمیل میں تقصیر کرے، ایسا شخص گنہگار ضرور ہے، مگر مسلمان ہے۔ اور بغاوت یہ ہے کہ آدمی حکمِ الٰہی کو ماننے کیلئے ہی تیار نہ ہو، یا کسی حکمِ الٰہی کو ماننے سے انکار کردے، ایسا شخص (خواہ کتنا ہی عبادت گزار ہو) مسلمان نہیں، بلکہ شیطان کا چھوٹا بھائی ہے۔ کیونکہ شیطان بھی بڑا اعبادت گزار تھا، اس نے ایک طویل عرصہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت میں گزارا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ایک حکم کو خلافِ حکمت ومصلحت سمجھ کر اس کے ماننے سے انکار کردیا، جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ کیلئے مردود اور راندۂ درگاہ ہوگیا۔ اور قرآن کریم نے اس پر کفر کا فتوی دیا: و کان من الکٰفرین:

پس جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کسی ایک حکم کو خلافِ حکمت قرار دیتا ہے اور اس کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے وہ شیطان کا چھوٹا بھائی اور: کان من الکٰفرین: کا مصداق ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج1:ص 59)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ نے کلمہ، نماز، اور زکوۃ وغیرہ تمام اصول وفروع میں اپنا الگ تشخص قائم کرلیا ہے۔ جب ہر چیز مسلمانوں سے جدا کرلیا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوں گے۔(بولتے حقائق: ص 40)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اسلام نام ہے حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی تمام باتوں کو ماننے کا۔اور کفر نام ہے کسی ایک بات کو نہ ماننے کا۔جس کے بارے میں قطعیت کے ساتھ معلوم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو بیان فرمایا۔

پس جو شخص ایسی قطعیات اور ضروریات دین میں سے کسی امر کا منکر ہو یا وہ :علی الاعلان: کہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے،اس کا حکم مرتد کا ہے،خواہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہو،اور اس کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہو۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج2:ص42)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ضروریاتِ دین تین قسم کے ہیں۔پہلی قسم یہ کہ تصریحِ نصِ قرآنی سے ثابت ہوں جیسے ماں بیٹی سے نکاح کا حرام ہونا۔دوسری قسم یہ کہ سنتِ متواترہ سے ثابت ہوں۔تواتر خواہ لفظی ہو خواہ معنوی،عقائد میں ہو یا اعمال میں،فرض ہو یا نفل ہو۔تیسری قسم یہ کہ اجماعِ قطعی سے ثابت ہوں جیسے سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ وسیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت وغیرہ۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس قسم کے اُمور سے اگر انکار کیا جائے تو اس شخص کا ایمان قرآن اور انبیاء کرام علیہم السلام پر صحیح نہیں ہے۔(فتاوی بینات: ج1:ص255)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اثنا عشری شیعہ،تحریف قرآن کے قائل ہے،تین چار کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں،اور سیدنا حضرت علیؓ اور ان کے بعد گیارہ بزرگوں کو معصوم :مفترض الطاعۃ: اور انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ تمام عقائد ان کے مذہب کی معتبر اور مستند کتابوں میں موجود ہیں۔اور ظاہر ہیں کہ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے

ہوں وہ مسلمان نہیں۔

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان عقائد کا قائل نہیں تو اس کو اس مذہب سے برأت کا اظہار کرنا لازم ہے، جس کے یہ (کفریہ) عقائد ہیں اور ان لوگوں کی تکفیر ضروری ہے جو ایسے عقائد رکھتے ہوں۔ جب تک وہ ایسا نہیں کرتا اس کو بھی ان عقائد کا قائل سمجھا جائے گا اور اس کے انکار کو تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج4:ص218)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

پس یہ محرابیں جو مسلمانوں کے مسجدوں میں صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے دور سے چلی آتی ہیں، دراصل قبلہ کا رخ متعین کرنے کیلئے ہیں۔ اور اُوپر گذر چکا ہے کہ: استقبالِ قبلہ: ملت اسلامیہ کا شعار ہے، اور محراب، جہتِ قبلہ کی علامت کے طور پر مسجد کا شعار ہے۔ اس لئے کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ میں محراب کا ہونا ایک تو اسلامی شعار کی توہین ہے۔ اس کے علاوہ ان محراب والی عبادت گاہوں کو دیکھ کر ہر شخص انہیں مسجد تصور کرے گا۔ یہ اہل اسلام کے ساتھ فریب و دغا ہے، جس کی اجازت دینے کے معنی یہ ہے کہ ہم ایک بہت بڑے مذہبی فریب کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رَوا رکھتے ہیں۔

لہذا جب تک کوئی غیر مسلم گروہ مسلمانوں کے تمام اُصول و عقائد کو تسلیم کر کے مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا تب تک اس کی مسجد نما عبادت گاہ....عیاری و مکاری کا بدترین اڈا ہے، جس کا اُکھاڑنا لازم ہے۔

فقہائے امتؒ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بے وقت اذان دیتا ہے تو یہ اس کے مسلمان ہونے کی علامت نہیں بلکہ یہ اسلامی اذان سے استہزاء اور مذاق ہے۔

ٹھیک اسی طرح سے ایک غیر مسلم گروہ اپنے کفریہ عقائد کا برملا اعلان کرتا ہے،

اس کے باوجود وہ کلمہ بھی پڑھتا ہے، نماز بھی ادا کرتا ہے، مسجد نما عبادت گاہیں بھی بناتا ہے تو درا صل یہ مسلمانوں کے اسلامی شعار کا مذاق اُڑانے والا ٹھہرے گا۔

(فتاوی بینات:ج3:ص599)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ارشادِ ربانی ہیں: ما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجداللّٰہ شاھدین علیٰ انفسھم بلکفراولٰئک حبطت اعمالھم وفی النّار ھم خٰلدون:

ترجمہ: مشرکوں کو حق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو تعمیر کریں، درآنحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے عمل اکارت ہو چکے، اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کو اپنا کافر ہونا تسلیم ہے اور وہ خود اپنے آپ کو کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو کافر کہنے کیلئے تیار نہیں۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برملا اعتراف کرتے ہیں جنہیں اسلام، عقائدِ کفر قرار دیتا ہے۔ یعنی ان کا کفریہ عقائد کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔ (فتاوی بینات:ج3:ص 581)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

مسجد میں اذان نماز کی دعوت کیلئے دی جاتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اذان اسلام کا بلند ترین شعار ہے۔ اور یہ کہ اسلام نے اپنے اس شعار میں گمراہ فرقوں کی مخالفت کو ملحوظ رکھا ہے۔

فتاوی قاضی خان اور البحر الرائق وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ اذان اعلامِ دین

میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے جہاں مؤذن کے شروط شمار کئے ہیں وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذن مسلمان ہونا چاہئے۔

فرمایا: مؤذن مسلمان ہونے کی شرط بھی ضروری ہے، پس کافر کی اذان صحیح نہیں، خواہ کسی مذہب کا ہو۔(فتاوی بینات:ج3:ص602)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

کفر کے ہوتے ہوئے انسان کے تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جاتے ہیں، اور کافر اپنے کفر کی بنا پر دائمی جہنم کے مستحق ہیں۔اس لئے ان کے اطاعت وعبادت کی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔(فتاوی بینات:ج3:ص582)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شریعتِ اسلامیہ کی کسی چیز سے انکار کرنا کلمۂ اسلام سے انکار کرنا ہے۔
(فتاوی بینات:ج1:ص252)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

منافقوں کی مسجد، مسجد نہیں بلکہ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم مرتد کا ہے،اس لئے نہ تو انہیں مسجد بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے اور نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد کا حکم دیا جاسکتا ہے۔(فتاوی بینات:ج3:ص592)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ کسی گمراہ فرقے کا دعوی اسلام کرنا ،یا اسلامی کلمہ پڑھنا اس امر کی ضمانت نہیں کہ وہ مسلمان ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ان تمام عقائد سے توبہ کا اعلان کرے جو مسلمانوں کے خلاف ہے۔چنانچہ حافظ بدرالدین عینیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ:

ان کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے توحیدورسالت کی شہادت کے علاوہ اُن تمام عقائد ونظریات کے باطل ہونے کا اقرار کریں جو وہ مسلمانوں کے خلاف رکھتے ہیں۔

میرے محترم قارئین کرام!

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی فرقہ اُس وقت تک مسلمان تصور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ اسلام کے عقائد کے صحیح اور اپنے عقائد کے باطل ہونے کا اعلان نہ کرے، ورنہ اگر وہ اپنے کفریہ عقائد کو صحیح سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے عقائد کو غلط تصور کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں، بلکہ اس کی حیثیت مرتد کی ہے۔ (فتاوی بینات: ج 3: ص 593)

حضرت مولانا مفتی فرید صاحبؒ کا فتوی:

سوال: ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان بغیر کسی جبر واکراہ مع بقائے ہوش وحواس محض حکومتی سطح پر زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے بینک میں اپنے آپ کو شیعہ اور جعفری لکھ دے اور فارم پر شیعہ مجتہد کا دستخط بھی ہوتا ہے اور گواہوں کے دستخط بھی ہوں۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص باوجود دعوی اسلام کے ضروریاتِ دین سے منکر ہو تو اس کو مرتد کہا جاتا ہے، اور اسی بنا پر شیعہ کافر ہیں۔ اور جو شخص شیعہ ہونے کا دعوی کرے خواہ اعتقاداً ہو یا ہزلاً وہ بھی کافر ہے۔ (فتاوی فریدیہ: ج 3: ص 388)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

پاکستانی شیعہ اکثری طور سے کافر ہیں۔ کیونکہ یہ ضروریاتِ دین مثلاً نبوت محمدیہ ﷺ، صحبتِ حضرت صدیق اکبرؓ، براءۃ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انکاری ہیں اور چونکہ یہ لوگ باوجود دعوی اسلام کے ان ضروریات سے منکر ہیں۔ (فتاوی فریدیہ: ج 1: ص 133)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ کا فتوی:

سوال: میں میڈیکل کالج میں پڑھتی ہوں، ایک مسئلہ کے متعلق آپ سے تحقیق کرنا چاہتی ہوں۔

ایک شیعہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، مجھے بھی یہ رشتہ پسند ہے لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سے سنی عورت کا نکاح جائز نہیں ہے، یہ بات مجھے سمجھ میں نہیں آتی ہے، شیعہ ہماری طرح کلمہ پڑھتا ہے، خود کو مسلمان کہتا ہے، اس کے باوجود اس سے نکاح کیوں جائز نہیں؟ کلمہ گو اور مسلمان ہونے کے باوجود ان سے نکاح کیوں جائز نہیں؟

جواب: مسلمان ہونے کے لئے صرف زبانی دعوی کافی نہیں ہوتا بلکہ اُن تمام باتوں پر ایمان لانا اور تصدیق کرنا ضروری ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا یا ایسا عقیدہ اختیار کرنا جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، چاہے وہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعوی کرتا رہے۔

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں منافقین، اسلام کا دعوی کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کی مبارک مجلس میں قسم کھا کر کہتے تھے کہ آپ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے رسول ہے مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اور ان کے متعلق وعید فرمائی کہ وہ جہنمی ہیں (زبانی دعوی کافی نہ ہوا) قرآن مجید میں ہیں:

:اِذَا جَآءَ كَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ،وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُه ،وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْن :اتّخذوا ايمانهم جنّة:

ترجمہ: جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (دل

سے) گواہی دیتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (اور باوجود اس کے) اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین (اس کہنے میں) جھوٹے ہیں، ان لوگوں نے اپنی قسموں کو (اپنی جان و مال بچانے کے لئے) ڈھال بنا رکھا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ، وَلَنْ تَجِدَلَهُمْ نَصِيْراً:

ترجمہ: بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں جائے گے، اور تُو ہرگز اِن کا مددگار نہ پائے گا۔

مشہور منافق عبداللہ بن ابی بن سلول وہ بھی اپنے کو مسلمان کہتا تھا حتی کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

:وَلَاتُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍمِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًاوَّلَاتَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔اِنَّهُمْ كَفَرُوْابِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ:

ترجمہ: اور ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے، اور نہ (دفن وغیرہ کے واسطے) اس کی قبر پر کھڑے ہو جائے (کیونکہ) انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالتِ کفر میں ہی مرے ہیں۔

اسی طرح ہمارے زمانہ میں قادیانی بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں، اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول اور قرآن مجید کو مانتے ہیں، مگر اتنا کہنے سے کیا وہ مسلمان ہیں ؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ اہل سنت والجماعت کا فتویٰ یہ ہے کہ قادیانی اپنے غلط عقائد کی وجہ سے قطعاً دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

یہی حال شیعوں کا ہے ان میں مختلف فرقے ہیں اور مختلف عقائد ہیں خاص کر اثنا عشری فرقہ کے عقائد..... کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے شیعہ اثنا عشریہ کے متعلق ایک تفصیلی سوال مرتب فرمایا جن میں شیعہ کے غلط اور فاسد عقائد بیان کر کے دریافت فرمایا کہ ان عقائد کی بنیاد پر یہ لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہیں یا خارج ہیں؟ محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا کہ شیعہ اثنا عشری بلا شک وشبہ کافر و مرتد ہیں اور یہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔اور ان کے اس جواب پر پوری دنیا کے مفتیان اور علمائے عظام کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

نوٹ: ایک بات بطورِ خاص یہ ذہن میں رہے کہ تقیہ شیعوں کا مذہبی عقیدہ اور ان کا شعار ہیں۔تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت کو چھپانا اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلاء کرنا۔اس لئے یہ معلوم کرنا کہ یہ شیعہ کس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے بہت ہی مشکل ہیں،لہذا اپنے ایمان کی حفاظت اسی میں ہے کہ خود کو ایسے بدعقیدہ کے حوالہ نہ کیا جائے۔

اور شیعوں کا حال یہ ہے کہ وہ بہت سارے ضروریاتِ دین کے منکر ہیں،اور اکثر صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد کہتے ہیں (معاذاللہ)۔کیا ایسے جہنمی فرقہ کے ساتھ آپ نکاح کرنا اور اپنی ذات اس کے حوالہ کرنا پسند کریں گی؟ آپ کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی اپنے باپ کے طریقہ پر ہوں گی۔لہذا آپ ہرگز شیعہ سے نکاح نہ کریں اور اگر نکاح کرو گی تو وہ نکاح باطل ٹھہرے گا اور اولاد حرام ہوں گی۔(فتاوی رحیمیہ:ج 8:ص 213)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

مسلمان ہونے کیلئے صرف زبانی دعوی کافی نہیں ہوتا بلکہ اُن تمام باتوں پر ایمان لانا اور تصدیق کرنا ضروری ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان

فرمائی ہیں، اُن میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا یا ایسا عقیدہ اختیار کرنا جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے چاہے وہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعوی کرتا رہے۔(فتاوی رحیمیہ:ج 8:ص 213)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ کا خدا تعالیٰ جل شانہ سے اس حال میں ملنا کہ وہ تمام بنی آدم کے گناہوں کا گٹھر باندھ کر سر پر رکھے ہوئے ہوں یہ اس سے بہتر ہے کہ خدا تعالیٰ جل شانہ کے دربار میں اس حال میں حاضر ہو کہ میرے صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابی کی عداوت و بغض دل میں رکھتا ہوں۔کیونکہ ایسے شخص کی قیامت کے دن بخشش نہ ہوگی۔(فتاوی رحیمیہ:ج 3:ص 73)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتوی:

کفر و اسلام کی حقیقت، مسلمان کون ہے اور کافر کون؟

جس طرح آسمان اور زمین کا فرق ایک بدیہی امر ہے، کفر و اسلام کا فرق بھی اُس شخص کیلئے جو کسی مذہبی گھرانہ میں پلا ہو، بداہت و ظہور میں کسی طرح اُس سے کم نہیں۔ اور اس لئے یہ بحث کہ کفر کیا ہے اور اسلام کیا ہے، درحقیقت ایسی بحث ہے جیسے کوئی آسمان و زمین کے باہمی فرق یا شمس و قمر کے فرق پر بحث کرے۔لیکن افسوس کہ آج کل مذہب و ملت سے بیگانگی اور ناواقفیت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ آج وقت کا سب سے اہم مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ مسلمانوں کو اسلام اور کفر کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ ناواقفیت سے کسی مسلمان کو کافر یا کافر کو مسلمان کہنے کی شدید غلطی میں نہ پڑھ جائیں، یا خدانخواستہ کفر کو اسلام سمجھ کر قبول نہ کرلیں۔

بالخصوص اس وجہ سے کہ کفر کے بعض اقسام ایسے بھی ہیں جو صورت میں اسلام سے ملتے جلتے ہیں اور یہی سب سے زیادہ خطرناک کفر ہے۔ مسلمانوں کو ہر زمانہ میں جتنا نقصان اس قسم کے کفر اور کفار سے پہنچا ہے کھلے ہوئے کفار سے ہر گز نہیں پہنچا۔

اس لئے اس بحث کا اصل مقصد اسی نوعِ کفر کو واضح کرنا ہے اور یہ ایک ایسا اصولی مسئلہ ہے کہ اگر اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو دورِ حاضر کے تمام ملحدانہ فتنے قادیانی، چکڑالوی، مشرقی وغیرہ خود اپنی موت مر جاتے ہیں۔

اسلام کیا چیز ہے اور مسلمان کون ہے:

اس لئے سب سے پہلے اصولی طور پر یہ معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن اور شریعتِ اسلام کی اصطلاح میں اسلام وایمان کس چیز کا نام ہے اور کفر کس کا؟ مسلمان کس کو کہتے ہیں اور کافر کس کو؟ یہ حقیقت اس قدر ظاہر اور بدیہی ہے کہ ہر مسلم وغیر مسلم اس سے واقف ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے ارکان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ایک مانے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔

رسول پر ایمان لانے کے معنی:

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول پر ایمان لانے کا معنی تو یہ نہیں کہ اُن کے وجود کا اقرار کرے کہ فلاں سن میں فلاں جگہ پیدا ہوئے، ایسا حلیہ مبارک تھا، فلاں فلاں کام کئے۔ بلکہ رسول پر ایمان لانے کا معنی یہ ہے کہ اُس کے فرمائے ہوئے ہر حکم کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کرے۔ اُس پر کوئی اعتراض وانکار اُس کے قلب وزبان پر نہ ہو۔ قرآن مجید نے خود اس معنی کو آیتِ ذیل کے صریح لفظوں میں واضح کر دیا ہے:

:فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکّموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا ممّا قضیت ویسلّموا تسلیما:

ترجمہ: قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک وہ آپ کو اپنی تمام نزاعات واختلافات میں حکم نہ بنادیں اور پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں اُس سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اُس کو پوری طرح تسلیم کریں۔

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر امام جعفر صادقؒ اور دوسرے علماءِ سلفؒ سے یہ نقل فرمائی ہے:

روی عن الصادق قال لوان قوماً عبدوا اللّٰه تعالیٰ واقاموا الصلوٰة واٰتوالزکوٰة وصاموارمضان وحجواالبیت ثم قالوالشئی صنعه' رسول اللّٰه اَلّاصنع خلاف ماصنع اووجدوا فی انفسهم حرجالکانوا من المشرکین:

ترجمہ: حضرت جعفر صادقؒ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت کرے اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے مگر کسی ایسے کام کے متعلق جو حضور اکرم ﷺ نے کیا ہے یوں کہے کہ آپ ﷺ نے اس کے خلاف کیوں نہ کیا یا وہ آپ ﷺ کے عمل اور حکم سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس کرے تو بلاشبہ وہ (ان سب اعمال وعبادات کے باوجود) مشرکین کفار میں داخل ہو جائے گی۔

قرآن مجید کی آیات اس مضمون پر سینکڑوں کی تعداد میں پیش کی جاسکتی ہے مگر ثبوت کے لئے اتنا کافی ہے۔

ان آیات سے بوضاحت معلوم ہوگیا کہ اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی دل سے تصدیق کرے، اُس پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اور اسی سے یہ بھی متعین ہوگیا کہ مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی دل سے تصدیق کرنے والا ہو۔ اسی کا خلاصہ درمختار میں ان الفاظ سے

مذکور ہے:

:الایمان وھوتصدیق محمدﷺ فی جمیع ماجآء بہ عن اللّٰہ تعالیٰ مماعلم مجیئہ بہ ضرورۃ:

ترجمہ: ایمان یہ ہے کہ حضرت محمدﷺ کے لائے ہوئے تمام احکام کی دل سے تصدیق کرے۔بشرطیکہ آپﷺ سے اُن کا ثبوت قطعی وضروری طریق پر ہو۔

کفر کیا چیز ہے اور کافر کون ہے؟

جب اسلام اور ایمان کے معنی معلوم ہوگئے تو کفر کے معنی بھی اُسی سے متعین ہوگئے ،کیونکہ جس چیز کے ماننے کا نام اسلام وایمان ہے،اُسی کے نہ ماننے اور انکار کرنے کا نام کفر ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن اور اسلام کی نظر میں کافر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ یا حضور اکرمﷺ کے کسی حکم کا (بشرطیکہ اُس کا حکمِ خدا تعالیٰ یا حکم رسولﷺ ہونا قطعی طور پر ثابت ہو) انکار کرے۔یہی مضمون :در مختار: میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے کہ:

:الکفرلغۃ الستروشرعاً تکذیبہ رسول اللّٰہﷺ فی شیء مما جآء بہ من الدین ضرورۃً:

ترجمہ: کفر لغت میں تو چھپانے کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں حضور اکرمﷺ کی تکذیب ایسے احکام میں جن کا ثبوت آپﷺ سے بطریق ضرورت وقطعیت ہو چکا ہے۔

انکارِ خدا تعالیٰ جل شانہ، یا انکارِ رسولﷺ کی تین صورتیں:

خدا تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسولﷺ کو نہ ماننے کے یہ معنی قرآن کی تصریح سے معلوم ہو چکے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسولﷺ سے ثابت ہو جائے اُس

کا انکار کرنا یا اُس پر اعتراض کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ جل شانہ کے خدا ہونے اور رسول ﷺ کے رسول ہونے کا انکار ہے اور اسی وجہ سے کفر ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا رسول ﷺ کو نہ ماننے کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کفر ہیں۔

اوّل: یہ کہ کھلے طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو خدا یا رسول ﷺ کو رسول نہ مانے۔

دوم: یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خدائی اور رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے لیکن اُن کے فرمائے ہوئے احکام میں سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اُس پر اعتراض کرے۔

سوم: یہ بھی نہ ماننے کی ایک صورت ہے کہ خدائی اور رسالت کا بھی اقرار کرے اور زبان سے بھی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کے تمام احکام کو مانتا ہوں لیکن احکام کے معنی اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے اور آپ ﷺ کے بلاواسطہ شاگردوں (حضرات صحابہ کرامؓ) کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف قرار دے کر آپ ﷺ کے احکام کو ٹال دے۔

وجہ ظاہر ہے کہ بغاوت.....احکامِ شاہی کو نہ ماننے کا نام ہے۔اس میں جس طرح یہ بغاوت ہے کہ صاف طور پر یہ کہہ دے کہ میں بادشاہ کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتا۔اسی طرح یہ بھی بغاوت ہے کہ اُس کے حکم سے انکار کرے کہ یہ حکمِ شاہی نہیں۔

نیز یہ بھی بغاوت ہی کی ایک صورت ہے کہ بظاہر قانون کو تسلیم کرے، لیکن قانون ساز جماعت کی تصریحات وہائی کورٹ کے تسلیم کئے ہوئے معانی کے خلاف قانون کے نئے معنی تراش کر قانون کو ردّ کرنا چاہے۔

الغرض کفر وارتداد صرف اسی صورت کا نام نہیں کہ کوئی شخص صاف طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے وجود یا توحید کا انکار کرے، یا حضور اکرم ﷺ کے رسول ہونے کا منکر ہو جائے

یا کھلے طور پر مذہب اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب یہودیت یانصرانیت وغیرہ اختیار کر لے، بلکہ جس طرح یہ صورتِ کفر ہے اسی طرح یہ بھی کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ کے اُن احکام میں سے کسی ایک حکم کا انکار کرے جو قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہیں جن کو اصطلاحِ عقائد میں ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔اسی طرح یہ بھی کفروارتداد ہے کہ آیاتِ قرآنیہ اور احکامِ اسلامیہ کے اُن اجماعی معنی کے خلاف کوئی نئے معنی تجویز کرے جو حضور اکرم ﷺ کے بتلائے ہوئے یا صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے متفقہ طور پر سمجھے ہوئے ہیں۔

(جواھر الفقہ:ج 1:ص 313)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیانِ شرع متین صورت مسئولہ میں کہ ہمارے شہر کٹک میں ایک شخص اطراف بمبئی کا باشندہ قوم سے خوجہ،سوداگر رہتا ہے، اپنے آپ کو آغا خان کا مرید اور پیرو ظاہر کرتا ہے،اتفاق سے اس کے یہاں ایک میت ہوگئی،تاجر مذکور نے اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہا،اس پر یہاں کے مسلمانوں میں کچھ کش مکش پیدا ہوگئی ہے۔

ایک فریق کی رائے ہے کہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں ہرگز دفن نہ کیا جائے۔کیونکہ سر آغا خان دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔اور اپنی رائے کی تائید میں اُمور ذیل پیش کرتا ہے:

(1) سر آغا خان کی تصویر کی پرستش کرتا ہے۔

(2) ہندوؤں نے مشہور اوتار کرشن جی کی مورت اپنے عبادت خانہ میں رکھ چھوڑی ہے۔

(3) دیوالی جو ہندوؤں کا مشہور تیوہار ہے،اس میں اپنے حساب کا بھی کھاتہ تبدیل کرتا ہے،علاوہ اس کے اور بھی بعض مراسم مشرکانہ ادا کرتا ہے۔مثلاً:

(4) اپنے کھاتہ کی ابتداء میں بجائے: بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرحیم: کے لفظ: اوم: لکھتا ہے۔

(5) سر آغا خان کے اندر خدائی حلول کا معتقد ہے۔

مسلمانوں کا دوسرا فریق کہتا ہے کہ وہ کلمہ گو ہے، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کو کسی طرح کافر نہیں کہہ سکتے۔

خود تاجر موصوف سے جو دریافت کیا گیا تو اس نے بھی بیان کیا کہ میں مسلمان ہوں، کلمہ پڑھتا ہوں، مسلمانوں کی ضروریات میں چندہ دیتا ہوں، فرق صرف یہ ہے کہ میں سر آغا خان کو اپنا رہنما اور مرشد سمجھتا ہوں، جیسے عام طور پر مسلمان کسی نہ کسی پیر کے مرید ہوا کرتے ہیں، و بس۔

فریق اوّل اس تمام بیان کو تاجر مذکور کے ضرورت اور مصلحتِ وقت پر محمول کرتا ہے۔ اب حضور سے چند اُمور دریافت طلب ہیں:

سوال اوّل: سر آغا خانیوں کے متعلق حضور کی کیا تحقیق ہے؟ ان کو شرعاً مسلمان کہیں گے یا کافر؟

سوال دوم: اگر کافر ہیں تو تاجر مذکور کا اپنی صفائی میں یہ پیش کرنا کہ مسلمان ہوں، کلمہ گو ہوں، وغیرہ وغیرہ، اس بیان سے اس کو مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں؟

سوال سوم: اگر نہیں تو ایک مدعی اسلام کی تکفیر کیسے ہو سکتی ہے؟ کافر اور مسلمان ہونے کا آخر معیار کیا ہے؟

سوال چھارم: بعض بہی خواہانِ قوم کا خیال ہے کہ گو تاجر مذکور شرعی نقطہ نگاہ سے اسلام سے خارج ہو، لیکن اس وقت ہم مسلمانوں کو اتحادِ قومی اور ترقی کی ضرورت ہے۔ لہذا ایسے جھگڑے بکھیڑوں کو نکالنا مناسب نہیں۔ یہ وقت نازک ہے، سب مدعیانِ

اسلام کو مسلمان کہنا اور سمجھنا چاہیئے۔ان کو اسلام سے خارج کر کے اپنی تعداد اور مردم شماری کو گھٹانا نہیں چاہیئے۔بہی خاہانِ قوم اور ہمدردانِ اسلام کا یہ خیال شرعاً کس قدر وقعت رکھتا ہے؟

سوال پنجم: سر آغاخانیوں کے معتقدات کا خواہ اسلام روادار ہو، یا نہ ہو، سردست یہ امر حل طلب ہے کہ خصوصیت کے ساتھ تاجر موصوف کا بیان اور دعوائے اسلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو کافر کہیں گے یا مسلمان سمجھیں گے؟ اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ دی جائے؟ یا کیا معاملہ کرنا چاہیئے؟

سوال ششم: جو نام نہاد مولوی تاجر مذکور کی میت کی نماز جنازہ پڑھتے اور اس کو مسلمان کہتے ہیں، اور کہلواتے ہیں، اور اس میں کوشش کرتے ہیں۔اس کا کیا حکم ہے؟

نوٹ: اسی اثناء میں گجراتی زبان میں ایک استفتاء دستیاب ہوگیا، جس میں ان کے عقائد وطریقۂ نماز کا طریقہ موجود ہے۔مزید بصیرت کیلئے منسلک لفافہ ہذا ہے۔

﴿طریقۂ نماز یا اصول دعا تعلیم کردہ آغا خان﴾

(منقول از ترجمہ رسالہ تقویۃ الایمان بزبان گجراتی)

نماز پڑھو، نماز پڑھو، خدا تم کو برکت دے، خدا کا نام لو، خداوند شاہ علی تم کو ایمان اور اخلاق دے، یا شاہ! میری شام کی نماز اور دعا قبول کر، جو حق تم کو ملا ہے میں اس کا واسطہ دیتا ہوں، اے ہمارے آقا! آغا سلطان محمد شاہ، اس کے بعد سجدہ کرو۔اور اگر رات کی نماز ہو تو اس طرح کہو، میری شام اور رات کی دعائیں، دوسری مرتبہ سجدہ کرو۔اور تسبیح پڑھو، اور حسب ذیل طریقہ پر دعا و درود پڑھو۔

تسبیح: میں اپنے گناہوں پر پچھتاتا ہوں، دو مرتبہ، میں سر سے پاؤں تک تقصیروار ہوں، اے غفور، رحیم شاہ! میرا گناہ معاف کر۔پیر میری ہی عبادت کرتے ہیں،

بندہ دعا مانگتا ہے، اے سچے شاہ! تو منظور رکھنے والا ہے، میں شاہ کے اسی فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھتا ہوں، جو پیر کے ذریعہ مجھ کو ملا ہے، یہ کہہ کر تسبیح زمین پر رکھ دو، اور نیچے بتایا ہوا ورد کرو۔

:اشھد،سبحان اللّٰہ،لاالہ الّاللّٰہ،اللّٰہ اکبر،لاحول و لاقوۃ الّاباللّٰہ العلی العظیم،ذی الجلال والاکرام:

ان تمام صفتوں سے بنا ہوا قدوس، سب پر طاقتور خدا، ایران کے ضلع جالد یا میں انسان کا جسم لے کر ستر باپ کی پیٹھ سے نکلا، انتہر (69) خدا ہو جانے کے بعد سترھویں (اوتار کے لفظ سے) اڑتالیسواں امام، دسواں بے عیب اوتار، ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا۔

اس کے بعد سجدہ کرو، حق شاہ اچھا، دنیا اور زمین کا شاہ، خلیفہ اور گدی کے جانشینوں کا نام کا وظیفہ کرو، دنیا اور زمین کے اچھوں کا نام یہ ہے۔ شاہ کے خلیفہ ابو طالب ولی کا نام حسب ذیل:

(1) ہمارا سچا خداوند شاہ علی۔

(2) ہمارا سچا خداوند شاہ حسین۔

(3) ہمارا سچا خداوند شاہ زین العابدین۔

(4) ہمارا سچا خداوند شاہ محمد باقر۔

(5) ہمارا سچا خداوند شاہ محمد جعفر۔

(6) ہمارا سچا خداوند شاہ اسماعیل۔

(7) ہمارا سچا خداوند شاہ محمد ابی اسماعیل۔

(8) ہمارا سچا خداوند شاہ رفیع احمد۔ ھکذاالیٰ نمبر 46۔

(47) ہمارا سچا خداوند شاہ آغا علی شاہ۔

(48) ہمارا سچا خداوند شاہ آغا محمد شاہ داتا۔

اوراس وقت کی امامت کا مالک خداوند زمان، امام شیخ المشائخ امامت کی طاقت رکھنے والا مانو، آغا سلطان محمد شاہ داتا بے شمار کروڑوں آدمیوں کا دستگیر اس کی امامت کا مالک، اے شاہ! جو حق تم کو ملا ہے، بہ طفیل اس کے اپنے حضور میں میری دعا منظور کر، اے ہمارے خداوند! آغا سلطان محمد شاہ۔

جواب: اوّل چند مقدمات ممہد کرتا ہوں:

الف:.....قال اللّٰہ تعالیٰ: لقد کفر الّذین قالوا انّ اللّٰہ هو المسیح بن مریم:

ب.....قال اللّٰہ تعالیٰ:ماجعل اللّٰہ من بحیرة وّلا سآئبة وّلا وصیلة وّلا حام وّلٰکنّ الّذین کفروا یفترون علی اللّٰہ الکذب:

ج.....قال اللّٰہ تعالیٰ:ولا ترکنوا الی الّذین ظلموا فتمسّکم النّار:

د.....قال رسول اللّٰہﷺ من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم:

ہ.....قال رسول اللّٰہﷺ اٰیة المنافق ثلاث:رواه الشیخان، زادمسلم:وان صام وصلی وزعم انه مسلم:

و.....عن حذیفةؓ قال انما النفاق کان علیٰ عهد رسول اللّٰہ ﷺ فاما الیوم فانما هو الکفر او الایمان:

ز.....فی اللمعات فی شرح الحدیث ای الحکم بعدم التعرض لاهله والستر علیهم کان علی عهد رسول اللّٰہﷺ لمصالح کانت مقتصرة علی ذٰلک الزمان امام الیوم فلم تبق

تلک المصالح فنحن ان علمنا انه کافر سرا قتلناه حتی یؤمن ،اہ:

فی ردالمحتار احکام المرتد تحت قول الدر المختار لان التلفظ لها صار علامة علی الاسلام مانصه افاد بقوله صار الی ان ماکان فی زمن الامام محمدتغیر لانه فی زمنه ماکانوا یمتنعون عن النطق بها فلم تکن علامة الاسلام فلذا شرطوا معها التبری واما فی زمان قاری الهدایة فقد صارت علامة الاسلام لانه لا یاتی بها الاالمسلم،الخ:

ط.....فی الدرالمختار احکام غسل المیت ومحل دفنهم کدفن ذمیة حبلیٰ من مسلم،الخ:

یفی مختصرالمعانی بحث الاسنادمانصه وقولنا فی التعریف بتأول یخرج نحو مامر من قول الجاهل انبت الربیع البقل رانیاالانبات من الربیع الخ:فیه بحث وجوب القرینة للسناد المجازی مانصه وصدوره عطف علی استحالة ای اوکصدوره عن الموحد فی مثل اشاب الصغیر،الخ:

آیات وروایات وعبارات بالا سے یہ اُمور مستفاد ہوئے:

اوّل..... حلول کا قائل ہونا کفر ہے۔(الآیة:1)

ثانی..... جورسوم وعادات کفار کے ساتھ ایسی خصوصیت رکھتی ہوں کہ بمنزلہ ان کے شعار کے ہو گئے ہوں،اگر عرفاً وہ شعار مذہبی سمجھے جاتے ہوں،وہ بھی کفر ہیں۔(الآیة:ب)اس اصول پر فقہاء کرامؒ نے:شدز نّار:کوکفر فرمایا ہے،ورنہ:تشبہ بالکفار: ہے،جومستلزم:رکون الی الکفار:ہونے کے سبب معصیت وحرام ہے۔(الآیة:ج)جس طرح عادات مخصوصہ بالمسلمین دلیل اسلام ہیں۔(الآیة:د)بشرطیکہ کوئی

یقینی دلیل کفر کی نہ ہو، ورنہ کفر ہی کا حکم کیا جائے گا۔

:لقولہ تعالیٰ:انّ الّذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ ویریدون ان یّفرّقوابین اللّٰہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض وّنکفرببعض وّیریدون ان یّتخذوابین ذٰلک سبیلاً،اولئک ھم الکٰفرون حقّا:

اوراسلام کی وجہِ واحد کوکفر کی وجوہ متعددہ پرترجیح اس وقت ہے جب وہ وجوہ متحمل ہوں، متیقن نہ ہوں۔

ثالث..... موجبات کفر کے ہوتے ہوئے بعض کادعویٰ اسلام وصلوۃ وصیام اوراستقبال بیت الحرام ترتیب احکام اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک ان موجبات سے تائب نہ ہوجائے۔(روایت:ہ)

رابــــع..... باوجود ثبوت کفر کے اسلام ظاہر کرنے والوں کے ساتھ بنابر مصالح اسلامیہ مسلمانوں کا سابرتاؤ کرنا گوبعض اوقات ان کے کفر کابھی ظہور ہوجاتا تھا :کمانقل عنھم قولھم:انؤمن کماآمن السّفھآء ونحوہ: مخصوص تھاحضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک کے ساتھ اب وہ حکم باقی نہیں رہا۔(روایت وعبارات:ز) بلکہ بعض احکام کے اعتبار سے خود حضور اکرم ﷺ کے اخیر عہد میں معاملہ کالمسلمین میں تغیر ہوگیا تھا چنانچہ آیت:ولاتصلّ علٰی احدمّنھم مّات ابداوّلاتقم علٰی قبرہ: میں مصرح ہے۔

:والنھی عن الزیارۃ یستلزم النھی عن الدفن فی مقابر المسلمین لان الدفن یستلزم الزیارۃ عادۃ: البتہ:تعرض بالقتل والنھب: کی ممانعت باقی رہ گئی تھی۔

خــامـس..... جوکافر اصول اسلامیہ کابھی مقرہو،اس کے حکم بالاسلام کیلئے ~~محض تلفظ بکلمتی الشہادہ۔ کافی نہیں، جب تک اپنے کفریات سے تبری کااعلان نہ~~

کرے۔(عبارت:ح)

سادس..... کافر کو مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز نہیں ۔(عبارت:ط)

سابع..... جس شخص کا کفر ثابت ہو جائے،اس کے اقوال وافعال :محتملہ للکفر والاسلام: میں تاویل کرنے سے اس کا کفر مانع ہوگا۔ (عبارت:ی)

اب مقدمات کے بعد سب سوالات کا جواب ظاہر ہے،مگر تبرعاً جدا جدا بھی عرض کرتا ہوں۔

سوال میں دو قسم کے اُمور مذکور ہیں،ایک قسم وہ جو یقیناً موجب کفر ہیں،جیسے تصویر کی پرستش کرنا یا کرشن کی تصویر عبادت خانہ میں رکھنا جو شعار کفار کا ہے،یا بجائے :بسم اللّٰہ: کے لفظ :او م: لکھنا یا حلول کا قائل ہونا،جو سوال کی تمہید اور ترکیب نماز کے آغاز میں مذکور ہے۔اور دوسری قسم وہ جو صرف محتمل کفر ہیں،جیسے دیوالی سے بہی کھاتہ کا حساب شروع کرنا،یا مقتداؤں کو لفظ خداوند سے خطاب کرنا،یا ان سے دعا مانگنا۔پس قسمِ اول پر تو :حکم بالکفر: ظاہر ہے۔(للامر الاول والثانی)

اور قسم ثانی کا صدور اگر مسلمان سے ہوتا تو اس میں تاویل کر کے مباح یا معصیت پر محمول کیا جاتا،مگر جب اس کا صدور کافر سے ہے تو تاویل کی ضرورت نہیں۔ (للامر السابع)

اوران کفریات کے ہوتے ہوئے نہ ایسے شخص کا دعویٰ اسلام کافی ہے،اور نہ اس کا نمازی اور روزہ دار ہونا کافی ہے۔اور نہ اس پر نماز جنازہ جائز ہے،نہ مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے۔(للامر الثالث والسادس)

اور نہ مصلحت کے سبب کافر کو مسلمان کہنا،یا اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرنا جائز ہے۔(للامر الرابع والخامس)

البتہ بلاضرورت کسی سے لڑائی جھگڑا بھی نہ چاہئے۔اور ایسے مصالح کی بناء پر ایسی رعایت کرنا،ان مصالح سے زیادہ مفاسد کا موجب ہوجاتا ہے۔کیونکہ وہ مصالح تو محض دنیوی ہیں،اور مفاسد دینیہ۔

ان مفاسد کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ان کفریات کے ہوتے ہوئے کسی کو مسلمان کہا جاوے گا تو ناواقف مسلمانوں کی نظر میں ان کفریات کا قبح کم ہوجاوے گا۔اور وہ آسانی سے ایسے گمراہوں کے شکار ہوسکیں گے۔تو کافروں کو اسلام میں داخل کہنے کا انجام یہ ہوگا کہ بہت سے مسلمان اسلام سے خارج ہوجائیں گے۔کیا کوئی مصلحت اس مفسدہ کی مقاومت کرسکے گی؟ایسے مصالح ومضار کے اجتماع کا یہ فیصلہ فرمایا گیا ہے۔

قل فیھما اثم کبیرٌ ومنافع للنّاس واثمھما اکبر من نّفعھما، وقال اللّٰہ تعالیٰ یدعوالمن ضرّہ اقرب من نّفعہ:

(جواھر الفقہ:ج 1:ص 184)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ کفرواسلام کا معیار کیا ہےاورکس وجہ سے کسی مسلمان کو مرتد یا خارج از اسلام کہا جاسکتا ہے؟

جواب: ارتداد کے معنی لغت میں پھر جانے اور لوٹ جانے کے ہے۔اور اصطلاحِ شریعت میں ایمان واسلام سے پھر جانے کو ارتداد اور پھر نے والے کو مرتد کہتے ہیں۔اور ارتداد کی دوصورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ کوئی کم بخت صاف طور پر تبدیلِ مذہب کرکے اسلام سے پھر جائے یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے وجود یا توحید کا منکر ہوجائے یا حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا انکار کر دے۔

دوسرا یہ کہ اس طرح صاف طور پر تبدیلِ مذہب اور توحید ورسالت سے انکار نہ کرے لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کرے جو انکارِ قرآن یا انکارِ رسالت ﷺ

کے مرادف وہم معنی ہیں مثلاً اسلام کے کسی ایسے ضروری وقطعی حکم کا انکار کرے جس کا ثبوت قرآن مجید کی نصِ صریح سے ہو یا حضور اکرم ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہوا ہو۔ یہ صورت بھی باجماعِ اُمت ارتداد میں داخل ہے اگرچہ اس ایک حکم کے سوا تمام احکامِ اسلامیہ پر شدّت کے ساتھ پابند ہو۔

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جو لوگ مرتد ہوئے تھے۔ ان کا ارتداد قسمِ دوم ہی کا ارتداد تھا۔ صریح طور پر تبدیلِ مذہب (عموماً) نہ تھا۔ لیکن سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے ان پر جہاد کرنے کو اتنا زیادہ اہم سمجھا کہ نزاکتِ وقت اور اپنے ضعف کا بھی خیال نہ فرمایا۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں پر جہاد کیا جس میں جمہور صحابہ کرامؓ شریک تھے۔ (جواھرالفقہ: ج1:ص 109)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اُن اہل قبلہ کے کافر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں جو تمام عمر طاعات وعبادات پر مداومت کریں مگر عالَم کے قدیم ہونے یا قیامت میں مردوں کے زندہ نہ ہونے یا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عالِم جزئیات نہ ہونے وغیرہ کا اعتقاد رکھیں۔

اہل قبلہ میں سے اُن لوگوں کے کافر ہونے میں کسی کا خلاف نہیں جو باوجود طاعات وعبادات پر مدۃ العمر مداومت کرنے کے بعض ضروریاتِ دین کا خلاف کریں۔

(جواھرافقہ:ج1:ص329)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

آج کل بہت سے وہ لوگ جو اصول دین سے واقف نہیں ملحدین کے ظاہری نماز روزہ وغیرہ سے متاثر ہو کر ان کو کافر قرار دینے والے علماء پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ مذکورالصدر دلائل سے واضح ہو گیا کہ علماء کسی کو کافر بناتے

نہیں،البتہ جوخوداپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر ہو جائے،اس کا کافر ہونا مسلمانوں کو بتاتے ہیں۔(جواھر الفقہ:ج1:ص 121)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

مختصر اور محقق و جامع کلام روافض (شیعہ) کے بارہ میں یہ ہے کہ بلحاظِ احکام روافض کی تین صورتیں ہیں۔

اوّل..... یہ کہ ان میں سے کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یقینی طور سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے اگر چہ انکار میں تاویل بھی کرتا ہو اور صاف انکار کرنے سے تبرّی بھی کرتا ہو، مثلاً قرآن مجید کے محرف و نا قابل اعتبار ہونے پر اگر کسی شخص کی ایسی صاف عبارت ہے کہ اُس سے یقینی طور پر یہی مفہوم نکلتا ہے، پھر باوجود اس کے وہ اپنی عبارت کو غلط مان کر اُس سے رجوع ظاہر نہیں کرتا مگر عقیدۂ تحریف قرآن سے تبرّی کرتا ہے تو اس تبرّی کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ باتفاق و باجماع کافر مرتد ہے۔اب شیعہ اگر چہ بظاہر کہتے ہیں کہ ہم قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اگر شیعہ واقعی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں تو اُن مصنفین کو کافر کہے جنہوں کو قرآن کا محرف کہا ہے۔

(جواھر الفقہ:ج1:ص 178)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

یہ بات ظاہر ہو چکی کہ کافر اُس شخص کا نام ہے جو مؤمن نہ ہو۔پھر اگر وہ ظاہر میں ایمان کا مدعی ہو تو اُس کو منافق کہیں گے۔(جواھر الفقہ:ج1:ص 328)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

الغرض کفر وارتداد صرف اسی صورت کا نام نہیں کہ کوئی شخص صاف طور پر خدا تعالیٰ جل شانہ کے وجود یا توحید کا انکار کرے یا حضور اکرم ﷺ کے رسول ہونے کا منکر

ہوجائے یا کھلے طور پر مذہبِ اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب یہودیت یا نصرانیت وغیرہ اختیار کر لے بلکہ جس طرح یہ صورت کفر ہے اسی طرح یہ بھی کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ کے اُن احکام میں سے کسی ایک حکم کا انکار کرے جو قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہیں۔جن کو اصطلاحِ عقائد میں ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔اسی طرح یہ بھی کفر وارتداد ہے کہ آیاتِ قرآنیہ اور احکامِ اسلامیہ کے اُن اجماعی معنی کے خلاف کوئی نئے معنی تجویز کرے جو حضور اکرم ﷺ کے بتلائے ہوئے یا صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے متفقہ طور پر سمجھے ہوئے ہیں۔(جواہر الفقہ:ج 1:ص 319)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

زندقہ کے کفر پر سب سے پہلی اور سب سے قوی شہادت حضرات صحابہ کرامؓ کا وہ اجماع ہے جو حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد :مانعینِ زکوۃ: کو مرتد قرار دے کر اُن سے جہاد کرنے پر ہوا۔حالانکہ یہ سب لوگ نماز، روزہ اور تمام شعائرِ اسلام کے پابند تھے، صرف ایک حکمِ شرعی :زکوۃ: کا انکار کرنے سے باجماع صحابہؓ کافر قرار دیئے گئے۔حافظ ابن تیمیہؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے:

:وفيهم من الردة عن شرائع الاسلام بقدر ماارتدعنه من شعائرالاسلام اذكان السلف قدسمعوامانعى الزكوة مرتدين مع كونهم يصومون ويصلون:

ترجمہ: ان لوگوں میں شعائرِ اسلام سے مرتد ہونا پایا جاتا ہے، کیونکہ ایک شعارِ اسلام (زکوۃ) کے منکر ہیں۔کیونکہ سلف نے ان کا نام مرتدین رکھا ہے، اگر چہ یہ نماز بھی پڑھتے تھے اور روزے بھی رکھتے تھے۔

دوسری شہادت صحابہ کرامؓ کا وہ اجماع ہے جو :مسیلمہ کذاب: کے کفر وارتداد

اوراس کے مقابلہ میں جہاد پر ہوا، حالانکہ وہ اوراس کی پوری جماعت کلمہ کی قائل، اورحسب تصریح تاریخ ابن جریر: جلد 3: صفحہ نمبر 244: اپنی اذانوں میں: اشھد ان محمد رسول اللہ: کی شہادت مناروں پر پکارنے والے اورنماز، روزہ کے پابند تھے، مگراس کے ساتھ وہ آیت: خاتم النبیین: اورحدیث: لانبی بعدی: میں قرآن کریم وحدیث شریف کی تصریحات اوراُمت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف تاویلات کرکے: مسیلمہ کذاب: کوحضوراکرم ﷺ کے ساتھ نبوت کاشریک مانتے تھے۔

صحابہ کرامؓ نے باجماع واتفاق ان کوکافر قراردیا، اوران سے جہاد کرناضروری سمجھا، اورحضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں صحابہ کرامؓ کاعظیم الشان لشکر جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ مسیلمہ کذاب کے پیروؤں میں سے چالیس ہزار مسلح جوان مقابلہ پر آئے، معارک نہایت سخت ہوا۔ صحابہ کرامؓ کے لشکر میں بارہ سو حضرات شہید ہوئے اورمسیلمہ کذاب کے لشکر سے اٹھائیس ہزار آدمی مارے گئے، اورخود مسیلمہ کذاب بھی واصل جہنم ہوئے۔

جمہور صحابہؓ میں سے کسی ایک نے بھی اس پرانکارنہ کیا، اورنہ کسی نے یہ کہا کہ یہ لوگ کلمہ گواوراہل قبلہ ہیں، ان کوکیسے کافرکہاجائے؟ نہ کسی کواس کی فکرہوئی کہ اسلامی برادری میں سے اتنی بڑی اورقوی جماعت کم ہوجائے گی۔

علم عقائد کی مشہورکتاب: مقاصد: میں کفراورکافر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی ﷺ واظہارہ شعائرالاسلام یبطن عقائد ھی کفربالاتفاق خص باسم الزندیق:

ترجمہ: اوراگرکوئی ایساہوکہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کےاقرار کےساتھ ساتھ اورشعائراسلام کےاظہار کے باوجود ایسے عقائد پوشیدہ رکھتاہوں جوبالاتفاق کفرہیں تواس کو: زندیق: کےنام سے خاص کیاجاتا ہے۔

فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے:وقد اتفق الصحابۃ والائمۃ بعدھم علی قتال مانعی الزکوۃ وان کانوا یصلون الخمس ویصومون شھر رمضان وھؤلاء لم یکن لھم شبھۃ سائغۃ فلھذا کانوا مرتدین وھم یقاتلون علی منعھا وان اقروا بالوجوب کما امر اللّٰہ:

ترجمہ: اور صحابہ کرامؓ نے اور ائمہ عظامؒ نے مانعین زکوۃ سے جہاد کرنے پر اجماع فرمایا، اگرچہ وہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھتے تھے اور رمضان شریف کے روزے رکھتے تھے، اور ان حضرات کو کوئی شبہ پیش نہیں آیا، لہٰذا یہ مرتد تھے، اور ان سے جہاد کیا جائے گا اس کے روکنے پر، اگرچہ وہ اس کے وجوب کا اقرار کریں، جیسا کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے حکم دیا ہے۔(جواھر الفقہ:ج 1:ص 75)

حضرت فضیل بن عیاض صاحبؒ کا فتویٰ:

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتے اور سب سے بُری بدعت صحابہ کرامؓ سے بغض رکھنا ہے۔

امام بشر حافی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات کہہ کر حضرت فضیل بن عیاض صاحبؒ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں اپنا پختہ عمل صحابہ کرامؓ کی محبت اپناؤ، اگر تُو قیامت کے دن ریت کے ذرّات کے برابر گناہ لے کر آئے گا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ تمہیں معاف فرما دے گا لیکن اگر تیرے دل میں ذرّہ برابر صحابہ کرامؓ کے بارے میں بغض ہوا تو تیرا کوئی عمل تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

(توہینِ صحابہؓ کا شرعی حکم:ص 55)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کا فتوی:

سوال: اکثر مرزائی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کتب دینیات میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجہ کفر کی پائی جاویں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہ کہا جاوے گا، اور حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہئے، وہ حدیث یہ ہے: عن انسؓ انه قال قال رسول اللّٰهﷺ من صلیٰ صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی له ذمة اللّٰه وذمة رسوله فلاتخفروا اللّٰه فی ذمته: دوسری حدیث شریف یہ ہے: قال لااله الّا اللّٰه فدخل الجنة:

اب علماء کرام سے یہ عرض ہے جبکہ رسول اللہﷺ کا یہ ارشاد ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی اہل قبلہ کلمہ گو ہے تو علمائے دین اس پر کفر کا فتوی کیوں لگاتے ہیں؟

جواب: جس شخص میں کفر کی کوئی وجہ قطعی ہوگی، کافر کہا جاوے گا۔ اور حدیثیں اُس شخص کے بارے میں ہیں جن میں کوئی وجہ قطعی نہ ہو۔ اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدمِ کفر دونوں کو ہو، گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو تب بھی تکفیر نہ کریں گے، نہ یہ کہ تکفیرِ قطعی پر بھی تکفیر نہ کریں گے۔ کیونکہ کافر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس میں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں ورنہ جن کا کفر منصوص ہے، وہ بھی کافر نہ ہوں گے۔

(امداد الفتاوی: ج 5: ص 386)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت حاجی صاحب کا جو مکتوب سرسید کے نام تھا مجھے اس قدر پسند آیا تھا کہ میں نے اہتمام کے ساتھ اسے پرچے میں شائع کیا تھا۔ پس میری فہم ناقص میں اسی کو معیار بنالینا چاہئے اور اسی کے مطابق معاملہ تمام گمراہ فرقوں سے رکھنا چاہئے یعنی نہ [illegible]

اتنی مخالفت کہ ان میں اور عیسائیوں، آریوں وغیرہ میں کوئی فرق ہی نہ رکھا جائے؟

لیکن اگر وہ خود ہی اپنے کو کافر بنائیں تو کیا ہم اُس وقت بھی ان کو کافر نہ بتائیں۔ دنیا میں اپنے کو آج تک کسی نے کافر نہیں کہا، بلکہ کوئی عیسائی کہتا ہے کوئی یہودی، مگر چونکہ ان فرقوں کے عقائدِ کفریہ دلائل سے ثابت ہیں، اس لئے ان کو کافر ہی کہا جائے گا۔ تو مدار اس حکم کا عقائدِ کفریہ پر ٹھہرا۔ تو اگر ایک شخص اپنے کو فرقۂ شیعہ سے کہتا ہے اور کوئی عقیدہ کفریہ اس مذہب کے اجزاء یا لوازم سے ہے تو اپنے کو اس فرقہ میں بتلانا بدلالتِ التزامی اس عقیدہ کو اپنا عقیدہ بتلانا ہے۔ پھر عدمِ تکفیر کی کیا وجہ؟ اور اگر ان کے یہاں یہ عقیدہ مختلف فیہ بھی ہوتا تب بھی کسی کی تکفیر میں تردد ہوتا لیکن یہ بھی نہیں اور جو اختلاف ہے وہ غیر معتد بہ ہے جن کو خود ان کے جمہور رد کر رہے ہیں۔ اس حالت میں اصل تو کفر ہوگا البتہ کوئی صراحتاً کہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے یا کوئی فرقہ اپنا لقب جدا رکھ لے۔ مثلاً جو علماء اُن کی تحریف کے نافی ہیں اُن کی طرف اپنے کو منسوب کیا کریں۔ مثلاً اپنے کو سدوقی یا تقی یا مرتضوی یا طبری کہا کریں مطلق شیعہ نہ کہیں تو خاص اُس شخص کو یا اُس فرقہ کو اِس عموم سے مستثنیٰ کہہ دیں گے لیکن ایسے استثناؤں سے قانونی حکم نہیں بدلتا ہے۔

حرمتِ نکاح وحرمتِ ذبیحہ احکام قانونی ہیں، یہ اس پر بھی جاری ہوں گے جب تک وہ فرقہ متمیز و مشہور نہ ہو جاوے۔ خصوص جبکہ تقیہ کا بھی شبہ ہے تو خواہ سوءظن نہ کریں مگر احتیاطاً عمل تو سوءظن ہی جیسا ہوگا۔ البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ اس کا معاملہ وہ اس کے عقیدہ کے موافق ہوگا۔

اگر کوئی ہندو توحید کا بھی قائل ہو اور رسالت کا بھی، لیکن اپنے کو ہندو کہتا ہو، گو کچھ تاویل ہی کرتا ہو تو اس کے ساتھ آخر کیا معاملہ ہوگا؟ یہی حالت یہاں کی ہے۔

ضلع فتح پور میں ہندوؤں کی ایک جماعت ہے جو قرآن وحدیث پڑھتے ہیں، اور

نماز روزہ کرتے ہیں مگر اپنے کو ہندو کہتے ہیں۔لباس اور نام سب ہندوؤں جیسا رکھتے ہیں۔اگر وہ اپنے کو ہندو کہیں اور اپنا مشرب ظاہر نہ کریں تو کیا سامع کے ذمہ تفصیل واجب ہوگی؟ کہ اگر ایسے عقیدہ کا ہے تو کافر اور اگر ایسے عقیدہ کا ہے تو مسلمان۔

(امدادالفتاویٰ:ج4:ص585)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

تکفیر کے دو درجے ہیں،ایک فیما بینہ وبین اللہ: یعنی جو معاملات بندوں اور حق تعالیٰ جل شانہ کے درمیان ہے اِن کا مدار تو کفرِ باطنی پر ہے،جس کا بالتعیین کسی پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔اور دوسرا درجہ احکامِ ظاہری کے اعتبار سے ہے،اس کا مدار قوانینِ خاصہ پر ہے،جو علماء کے کلام میں مدوّن ہے۔اس درجہ میں احتمالات:غیر ناشی عن دلیل: ملحوظ نہیں،ورنہ کسی کافر پر جہاد تک بھی جائز نہ رہے،کیونکہ احتمال ہے کہ یہ دل میں مؤمن ہو،اور اظہارِ کفر میں اس کے پاس کوئی واقعی عذر ہو،اور ظاہر ہے کہ اس میں کس قدر غلط لازم آتا ہے۔

ایمان جس طرح ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی،دونوں کا مدار احکام ہیں،اسی طرح کفر بھی ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی اور دونوں کا مدار احکام ہیں۔

پس جیسا کسی فرقۂ اسلامیہ کی طرف اپنے کو نسبت کردینا موجبِ حکم بالایمان ہے،گو ایک ایک عقیدۂ اسلامیہ کی تفصیل نہ کرے،اسی طرح کسی فرقۂ کفریہ کی طرف اپنے کو نسبت کردینا موجبِ حکم بالکفر ہے،گو ایک ایک عقیدۂ کفریہ کی تفصیل نہ کرے۔

(امدادالفتاویٰ:ج4:ص587)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

لوگ اکثر کہتے ہیں کہ:علماء لوگوں کو کافر بناتے رہتے ہیں۔اس سلسلے میں

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ علماء کافر بناتے نہیں بلکہ کافر بتاتے ہیں، یعنی کفر تو یہ لوگ خود کرتے ہیں، البتہ علماء اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر کے پاس ایک مریض جائے اور ڈاکٹر اسے چیک کرنے کے بعد بتائے کہ آپ کو کینسر ہے تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ڈاکٹر نے کینسر کر دیا ہے، بلکہ ڈاکٹر نے تو صرف کینسر کی نشاندہی کی ہے۔

لہذا اس طرح کہنا کہ علماء کافر کرتے رہتے ہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے، البتہ جو حقیقت میں اپنے اختیار و عمل سے کفر کی حد تک پہنچ جائے تو اس کو کافر قرار دیا جاتا ہے۔

اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دین اسلام اور کفر ایک دوسرے سے ملتبس ہیں، اور اگر کوئی خدا تعالیٰ جل شانہ کی توحید، حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت اور آخرت کا انکار کرتا ہے، لیکن وہ پھر بھی مسلمان کا مسلمان رہ جائے گا، حالانکہ اس نے سب حدود پامال کر دیئے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اسلام کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ آدمی جو چاہے کہتا رہے اور کرتا رہے پھر بھی اس کا اسلام برقرار رہے۔

(کفریہ الفاظ اور اُن کے احکامات: ص 120)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کا فتویٰ:

قال اللّٰه تعالیٰ: والّذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یّحسبه الظمان مآء حتّٰی اذاجاء ه لم یجده شیئاوّ وجد اللّٰه عنده فوفّٰه حسابه:

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال (خیر بھی) بیابانی سراب کی طرح ہیں کہ پیاسا اِن کو دیکھ کر جب پہنچتا ہے تو وہاں کچھ نہیں، وہاں قضائے الٰہی کو موجود پاتا ہے جو اس کا حساب برابر چکا دے گا۔ (تحفه اثنا عشریه: ص 733)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فتویٰ:

سوال: ایک عالم کہتا ہے کہ جو شخص سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت وخلافت کا منکر ہو اور مستحق لعنت وتبرا ہو وہ اسلام سے خارج ہے، کسی قسم کا برتاؤ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہئے۔ دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسے شیعہ کے ساتھ برتاؤ درست ہے، وہ کلمہ پڑھتے ہیں، لہٰذا اسلام سے خارج نہیں ہوسکتا، اس بارے میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب: اس بارے میں عالم کا قول صحیح ہے۔ اور دوسرا شخص جو کچھ کہتا ہے وہ اصولِ اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے، اس کو چاہئے کہ اس سے توبہ کرے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل :ج12:ص407)

سوال: علاوہ ازیں ایک تقریر مستفتی نے لکھی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ ثواب وعقاب کا دارومدار عمل پر ہے خواہ عقیدہ کچھ بھی ہو؟

جواب: اور واضح ہو کہ عقائد کی خرابی بہت بڑی ومضر ہے، اور حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو 73 فرقہ بتلا کر یہ ارشاد فرمایا: کلّھم فی النّار الّا واحدۃ الخ: کہ وہ سب دوزخی ہیں سوائے ایک فرقہ کے کہ وہ اہل سنت والجماعت ہے۔ اور اس فرقہ اہل سنت والجماعت کی تعریف حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمائی ہے: ما انا علیہ واصحابی: کہ وہ اس طریقہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ پس جو فرقہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے وہ ناری ہے اور اہل اہواء او راہل باطل میں سے ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ سے زیادہ جاننے والا قرآن شریف کا کون ہوسکتا ہے۔ اس لئے یہ تقریر آپ کی سب بیکار اور بے اصل ہے۔

اصل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کا طریقہ دیکھنا چاہئے کہ کیا تھا، کیونکہ وہی طریقہ حضور اکرم ﷺ کا ہے اور وہی نجات دینے والا ہے، محض نام مسلمان ہونے سے کام نہیں چلتا، اور

فسادِ عقیدہ کے ساتھ اعمال صالحہ کچھ کام نہیں آتے، جیسا کہ حدیث خوارج میں مذکور ہے

:یحضر احکم صلاتہ مع صلاتھم:

(فتاوی دار العلوم دیوبند، مدلل، مکمل: ج7: ص458)

سوال: ایک مسجد کو اہل شیعہ نے صرف اپنے لئے بنایا اور بعد میں حنفیہ کو بھی اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت دے دی، مگر شیعہ نے ایک شرط یہ کی کہ اذان صرف ایک ہوگی، اگر تمہاری اذان پہلے ہوگئی تو ہم اپنی اذان نہیں کہیں گے۔ اگر ہماری اذان پہلے ہوگئی تو پھر تمہاری اذان نہیں ہوگی، اسی اذان سے نماز پڑھنی ہوگی۔ تو شیعہ کی اذان سے حنفیہ اپنی نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: شیعہ کی اذان سے سنیوں کی اذان نہ ہوگی، لہذا اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق اذان دوبارہ کہنا ضروری ہے۔ اور شیعہ کی اذان کافی نہیں ہے۔ لہذا شیعہ کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا جائے۔ اور اپنی اذان ہر ایک وقت میں کہی جائے۔ اور اگر شیعہ اس کو نہ مانیں تو ان کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں، اس لئے کہ اذان شعائر اسلام میں سے ہے اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے، اور شیعہ کی اذان چونکہ شریعت میں معتبر نہیں ہے لہذا وہ کالعدم ہے بلکہ ان کی اذان کے بعض کلمات معصیت ہیں، اس سے احتراز لازم ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند، مدلل، مکمل: ج2: ص115)

سوال: مرتد اگر اپنے ورثا فوت شدہ یعنی اقارب مسلمان مردہ کیلئے کوئی چیز بغرض ایصال ثواب خیرات کرے یا قرآن شریف پڑھ کر بخشے تو مرتد کی طرف سے ثواب پہنچے گا یا نہیں؟

جواب: مرتد کی کوئی عبادت اور اطاعت قابل قبول نہیں ہوتی جس کا ثواب وہ کسی دوسرے کو پہنچا سکے۔ قال اللہ تعالیٰ: ومن یّکفر بالایمان فقدحبط عملہ: معلوم ہوا کہ کفر وارتداد سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اور باطل ہو جاتے ہیں۔ اور

:در مختار : میں ہے:واما ادی منہا فیہ یبطل :(عزیز الفتاوی: ج1:ص95)

سوال: زید جو مدعی اسلام ہے اس امر کا قائل ہے کہ نماز کا پڑھنے والا کافر ہے، علماء کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کی یاد اوراس کی عبادت دل میں ہونی چاہئے۔ایسے شخص کے لئے اور جولوگ اس کے ہم خیال ہوں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: شخص مذکور اوراس کے اتباع وہم عقیدہ لوگوں کے کفروارتداد میں کچھ شبہ اورتامل نہیں ہے۔ان کے ساتھ معاملہ کفارومرتدین کا سا ہونا چاہئے اوراہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ کردیں اوران کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:ج12:ص278)

سوال: ہم اُن تمام احکامات پر جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کے ہیں ایمان رکھتے ہیں اوراس کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں اورحضرت مرزا صاحب کو مجدد اور باتباع پیروی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اوران کی طرف سے فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں۔ازروئے شریعت محمدیہ ﷺ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: واضح ہوکہ اگر کسی شخص میں باوجود تمام عقائد اسلامیہ کے ماننے کے ایک عقیدہ بھی کفریہ ہواورکسی ایک امر کا ضروریات دین سے بھی انکارکرے تووہ بھی کافر ہوجاتا ہے۔

پس جو شخص باوجود دعویٰ اسلام وعقائد اسلام کے ایک ایسے مرتد وملحد کو جس کی کتابوں سے اس کی کفریات ثابت ہیں مسلمان سمجھے بلکہ اس کو مجدد اورفیض نبوت سے مستفید سمجھے(معاذاللہ)وہ بھی قطعاً کافر ہے۔کیونکہ اس نے کافر کو مسلمان اورکفر کو اسلام سمجھا۔

پس جبکہ محقق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ دعویٰ نبوت وتوہین انبیاء کرام علیہم السلام وغیرہا کے قطعاً کافر ہے، کیونکہ جو شخص ایسے کافر ملعون کو مجدد و مستفید از فیض نبوت سمجھے اس کے کفر میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج 12: ص 315)

سوال: ایک شخص اہل سنت والجماعت ہو کر یہ کہتا ہے کہ حضرت حسنؓ کو جو زہر دیا تھا، اس میں سازش حضرت امیر معاویہؓ کی بھی تھی، دیگر یہ کہ جس وقت حضرت امیر معاویہؓ کے مقام مخصوص پر بچھو نے نیش زنی کی تو اُس وقت آپ نے عبیداللہ کی والدہ سے بدفعلی کی تھی، جس سے عبیداللہ کا تولد ہوا (معاذاللہ)۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت امیر معاویہؓ حضور اکرم ﷺ کے خاص صحابی ہیں، اور حضور اکرم ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی ہے اور بشارت دی ہے اور کاتب وحی تھے۔ ان کی شان میں ایسا گستاخانہ خیال رکھنا اور تہمت لگانا سخت گناہ اور معصیت ہے۔ وہ شخص فاسق بدکار ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے اس کا نماز روزہ کچھ مقبول نہیں ہے، وہ درحقیقت رافضی ہے اس کو ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہئے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج 18: ص 343)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

روافض میں یہ تفصیل ہے کہ جو فرقہ ان کا قطعیات کا منکر ہے اور سب شیخینؓ کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہے، یعنی افک کا معتقد ہے اور صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتا ہے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ ان سے مناکحت و مجالست حرام ہے۔

اور واضح ہو کہ روافض تبرا گو ہی ہوتے ہیں اگرچہ بوجہ تقیہ کے جو ان کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اپنے عقائدِ باطلہ مخفی رکھتے ہیں، لہٰذا ان کے قول وفعل کا اعتبار نہ کیا جاوے بلکہ ان کے اصولِ مذہب کو دیکھا جاوے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند :مدلل و مکمل :ج 12:ص 369)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ حضور اکرم ﷺ کے خاص صحابی ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے ان کیلئے خاص دعا فرمائی ہیں، بشارت دی ہے، کاتبِ وحی ہے۔ان کی شان میں گستاخانہ خیال رکھنا اور تہمت لگانا سخت گناہ اور معصیت ہے، وہ شخص فاسق و بدکار ہے، جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے اس کی نماز روزے کچھ مقبول نہیں ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند: مدلل، مکمل :ج 12:ص 446)

حضرت امام احمد بن حنبل صاحبؒ کا فتوی:

:طبقات الحنابلہ: میں حضرت امام احمد بن حنبل صاحبؒ کا یہ فرمان منقول ہے کہ آپؒ نے فرمایا:

:ذکر محاسن اصحابؓ رسول اللہﷺ کلھم اجمعین والکف عن ذکر مساویھم والخلاف الذی شجر بینھم فمن سبّ اصحابؓ رسول اللہﷺ او احدااو تنقصه اوطعن علیھم اوعرض بعیبھم او عاب احدامنھم فھو مبتدع،رافضی خبیث،مخالف لایقبل اللہ منه صرفا و لاعدلا،بل حبھم سنة والدعاء لھم قربة،والاقتداء بھم وسیلة والاخذ بآثارھم فضیلة....لایجوز لاحد ان یذکر شینا من مساویھم ولایطعن علی احدمنھم بعیب ولا ینقص،فمن فعل ذلک فقد وجب علی السلطان تادیبه وعقوبته لیس له ان یعفو عنه بل یعاقبه ویستتیبه فان تاب قبل منه وان ثبت عاد علیه بالعقوبة وخلد الحبس حتی یموت اویرجع:

ترجمہ: یعنی نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کے محاسن کو ذکر کیا جائے اوران کی

لغزشوں کوذکر کرنے اوران کے مابین ہونے والے مشاجرات کوبیان کرنے سے اجتناب کیاجائے۔جوشخص تمام صحابہ کرامؓ یاان میں سے کسی ایک صحابی کی شان میں گستاخی کرتا ہے یاان کی تنقیص کرتا ہے یاان پرطعن وملامت کرتا ہے یاان پرعیب لگانے کی کوشش کرتا ہے یاان میں سے کسی ایک صحابی پرعیب لگاتا ہےتو وہ خبیث بدعتی رافضی ہے،اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں نہ اس کا کوئی فرض قبول ہےاورنہ کوئی نفل۔بلکہ صحابہ کرامؓ سے محبت سنت ہے،ان کیلئے دعائے خیر قربتِ خداوندی کاذریعہ ہے،ان کی اقتداءکامیابی کاوسیلہ ہےاوران کے آثار کی اتباع میں بہت بڑادرجہ ہے....کسی کیلئے جائزنہیں کہ وہ ان کی لغزشوں کوذکر کرے،اورنہ کسی کیلئے یہ جائز ہے کہ ان پرعیب لگائے یاان کی تنقیص کرے۔جوشخص ایسا کرےتو حاکم پرواجب ہے کہ اس کوسزادےاوراسے معاف نہ کرے،اسے سخت سزادے اوراس سے توبہ کرائے،اگروہ توبہ کرےتوٹھیک ہے ورنہ اسے پھرسزادے اورہمیشہ قیدخانے میں رکھے،یہاں تک کہ وہ رجوع کرےیاوہیں مرجائے۔

(توہینِ صحابہؓ کاشرعی حکم:ص94)

حضرت مولاناخیرمحمد جالندھری صاحبؒ کافتویٰ:

سوال:شیعہ کی اذان کاجواب دیاجائےیانہیں؟

جواب:شیعہ کی اذان کاجواب نہیں دیاجائے(خیرالفتاویٰ:ج2:ص228)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ اثناعشریہ جومندرجہ ذیل کفریہ عقائد کے قائل ہیں کہ:موجودہ قرآن کریم غیرمحفوظ وناقص ہےاس میں تحریف وکمی بیشی کی گئی ہے۔عقیدۂ امامت،سوائے تین چار کے باقی تمام صحابہؓ مرتدوکافرہیں،حضرت عائشہ صدیقہؓ پربہتان والزام تراشی جوتکذیب قرآن کومستلزم ہے(معاذاللہ)۔

واضح رہے کہ شیعوں کے یہ کفریہ عقائد شیعہ مذہب کی انتہائی معتبر اور مستند کتابوں میں درجۂ شُہرت وتواتر کے ساتھ منقول ہیں اور ان کے مجتہدین بلا تاویل ان کفریات کو اپنا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔لہٰذا شیعہ اثناعشریہ جو عقائدِ بالا کے قائل ہیں، کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

اگر کوئی شیعہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے یہ عقائد نہیں تو وہ اپنی مذہبی کتابوں سے بے خبر ہے یا تقیہ کرتا ہے، کیونکہ تقیہ (جھوٹ) ان کے مذہب میں عبادت ہے۔اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسے تمام شیعہ مجتہدین کی تکفیر کرے جو تحریفِ قرآن وغیرہ کفریہ عقائد کے قائل ہیں۔(خیر الفتاوی:ج 1:ص 435)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

بلاشبہ اپنے کو مسلمان کہنے والے کسی کلمہ گو شخص یا فرقہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کا فیصلہ بڑا سنگین اور خطرناک کام ہے اور اس بارے میں آخری حد تک احتیاط کرنا علماء کرام کا فرض ہے، لیکن.....اسی طرح جس شخص یا فرقہ کے ایسے عقائد یقین کے ساتھ سامنے آجائیں جو موجبِ کفر ہوں تو عام مسلمانوں کے دین کی حفاظت کیلئے اس کے بارے میں کفروارتداد کا فیصلہ اور اعلان کرنا بھی علمائے دین کا فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کے نازک ترین وقت میں منکرینِ زکوٰۃ اور مسیلمہ وغیرہ مدعیانِ نبوت اور ان کے متبعین کے بارے میں سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے جو فیصلہ فرمایا اور جو طرزِ عمل اختیار کیا وہ آپ کے لئے تاقیامت رہنما ہے۔

قادیانی، نہ صرف یہ کہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور کلمہ گو ہیں، بلکہ انہوں نے اپنے خاص مقاصد کیلئے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق ایک صدی سے بھی زیادہ مدت سے اپنے طریقہ پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جو خاص کر یورپ اور افریقی ممالک میں کام کیا، اس سے

باخبر حضرات واقف ہیں اور خود ہندوستان میں قریباً نصف صدی تک اپنے کو مسلمان اور اسلام کا وکیل ثابت کرنے کیلئے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کا انہوں نے جس طرح مقابلہ کیا تحریری وتقریری مناظرے مباحثے کئے، وہ بہت پرانی بات نہیں ہے۔ پھر ان کا کلمہ، ان کی نماز اور اذان وہی ہے جو عام امت مسلمہ کی ہے، زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ان کے فقہی مسائل قریب قریب وہی ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ لیکن جب یہ بات یقین کے ساتھ سامنے آ گئی کہ وہ فی الحقیقت عقیدۂ ختم نبوت کے منکر ہیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو نبی مانتے ہیں اگر چہ زبان سے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین کہتے ہیں، اور اسی طرح اُن کے دوسرے موجب کفر عقیدے غیر مشکوک طور پر سامنے آئے تو علمائے کرام نے ان کے بارہ میں کفر وارتداد کا فیصلہ اور اس کا اعلان کرنا اپنا فرض سمجھا اور اگر وہ یہ فرض ادا نہ کرتے تو خدا تعالیٰ جل شانہ کے مجرم ہوتے۔

لیکن شیعہ اثنا عشریہ کا حال یہ ہے کہ مذکورہ بالا موجب کفر عقائد کے علاوہ ان کا کلمہ الگ ہے، ان کا وضوا لگ ہے، ان کا اذان اور نماز الگ ہے، زکوۃ کے مسائل بھی الگ ہے، حتی کہ موت کے بعد کفن، دفن اور وراثت کے مسائل بھی الگ ہیں۔ اگر آپ کو تفصیل سے لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

بہرحال اپنے اس دور کے حضرات علماء کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی علمی و دینی ذمہ داری اور عند اللہ مسئولیت کو پیش نظر رکھ کر شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و اسلام کے بارے میں فیصلہ فرمائیں۔ (خیر الفتاوی: ج 1: ص 426)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اہل تشیع کے بہت سے گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہیں جو بالاتفاق کافر ہے۔ اور ایک وہ گروہ ہے جو ضروریاتِ دین کا منکر ہے، یعنی اُن باتوں کا انکار کرتا ہے جو قطعی الثبوت

ہیں۔مثلاً:قرآن کا محفوظ ہونا قطعی ہے،سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا افک سے بری ہونا قطعی ہے،سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا صحابی ہونا قطعی ہے۔اور جو شیعہ ایسے عقائد رکھتے ہوں یا مثلاً اُلوہیتِ حضرت علیؓ کے قائل ہو،یا یہ کہتے ہوں کہ وحی تو حضرت علیؓ کی طرف بھیجی گئی تھی مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام غلطی سے حضور اکرم ﷺ کو دے آئے۔تو ایسے شیعہ ہزار دعوائے مسلمانی کے باوجود کافر ہیں۔

کچھ شیعہ ایسے کفریہ عقائد سے تو برأت ظاہر کرتے ہیں مگر صحابہ کرامؓ کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ایسے شیعہ کی تکفیر میں احتیاط کی بناء پر کافر تو نہیں کہا جائے گا مگر ان کے فاسق اور پرلے درجے کے بُرا ہونے میں کوئی تردّد نہیں۔

کچھ تفضیلی شیعہ ہوتے ہیں ان کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ تمام عقائد میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ متفق ہوتے ہیں۔خلفاءِ ثلاثہؓ کی خلافت کو برحق مانتے ہیں مگر وہ لوگ حضرت علیؓ کو مرتبہ میں باقی تمام صحابہ کرامؓ سے افضل سمجھتے ہیں،اگرچہ ان کی یہ بات ازروئے تحقیق غلط ہے۔مگر صرف اس وجہ سے انہیں کافر یا فاسق نہیں کہا جائے گا۔

یہ تو ضابطے کی بات تھی،لیکن.....اہل تشیع کی کسی جماعت یا کسی فرد کی پوری حقیقت سمجھنے کیلئے یہ بات بھی ضرور مدِنظر رکھنی چاہئے کہ یہ لوگ اپنے عقائد کے اظہار میں حد سے زیادہ تلبیس سے کام لیتے ہیں۔بقول شاعر.....

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کُھلا

ہر شیعہ کے دل میں کم وبیش صحابہ کرامؓ کے بارے میں اور بالخصوص سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں بغض وعناد ضرور ہوتا ہے۔اس بغض وعناد پر پردہ ڈالنے کیلئے کبھی وہ حُبِ حضرت علیؓ کی آڑ لیتے ہیں،کبھی حُبِ اہل بیتؓ کا ڈھونگ رچاتے ہیں،ورنہ ان کی سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ واہل بیت عظامؓ اور ان کی تعلیمات سے جو محبت ہے وہ سب کو

معلوم ہے۔مثلاً کوئی شیعہ جب یہ کہے کہ میں تو صرف سیدنا حضرت علیؓ کو باقی تمام صحابہ کرامؓ سے افضل سمجھتا ہوں تو دَرپردہ وہ یہ بھی کہہ رہا ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اس افضل ترین شخص کے ہوتے ہوئے خلافت سنبھالی یا جن لوگوں نے سیدنا حضرت علیؓ کے ہوتے ہوئے کسی اور کو خلیفہ بنایا وہ یقیناً غلطی پر تھے۔کیونکہ افضل کے ہوتے ہوئے غیر افضل کو مقتداء بنالینا واضح طور پر غلط ہے۔شیعہ لوگ اس ساری بات کو بڑی ہوشیاری سے حُبِ حضرت علیؓ کے پردے میں کہہ جاتے ہیں۔

لہذا اہل تشیع کو سمجھنے کیلئے پوری باتوں کو مدنظر رکھا جائے محض ان کے دعوے سے دھوکہ نہ کھایا جائے۔(خیرالفتاوی:ج1:ص479)

حضرت مولانا نواب محمد قطب الدین خان دہلویؒ کا فتوی:

سوال: ہوسکتا ہے کہ کوئی رافضی یا رافضیوں کا ایجنٹ یہ اعتراض کرے کہ مشہور کتاب: شرح عقائد نسفی: میں اس بات کو آسان نہیں بتایا گیا ہے کہ حضرات شیخینؓ کو بُرا کہنے والے کو کافر قرار دے دیا جائے۔نیز صاحب:جامع الاصول:اور صاحب: مواقف: نے شیعوں کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے،اسی طرح شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور امام غزالی صاحبؒ نے بھی اس کو مناسب نہیں سمجھا ہے کہ اہل قبلہ کو کافر کہا جائے۔لہذا جو لوگ شیعوں کو کافر کہتے ہیں ان کا قول سلف اہل سنتؒ کے موافق نہیں ہے؟

جواب نمبر 1:اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ ان بزرگانِ اُمت اور اساطین علم نے شیعوں کی تکفیر میں احتیاط کا دامن تھاما ہے اور اس فرقہ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے میں تامل کیا ہے۔لیکن اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان حضرات نے شیعوں کے تمام عقائد و نظریات اور ان کے احوال و معاملات کو پوری طرح جاننے کے باوجود اُن کی تکفیر سے اعراض کیا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان بزرگوں کے ذہن میں شیعیت کا مسئلہ

پوری طرح واضح نہیں تھا اور شیعوں کے متعلق تمام چیزوں کی حقیقی اور واقعاتی حیثیت پورے بسط کے ساتھ ان کے علم میں نہیں تھی جس کی بناء پر انہوں نے شیعوں کے بارے میں اسی خیال ونظریہ کا اظہار کیا جو اُن کے اُس وقت کے علم اور معلومات کے مطابق تھا۔ اور اس طرح کی بہت مثالیں ملتی ہیں کہ جلیل القدر صحابہ کرامؓ تک کو بعض مسائل میں اشتباہ ہوا اور ان کا قول یا عمل ان کے مسائل کے حقیقی پہلو سے مختلف ظاہر ہوا۔

مثال کے طور پر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو نماز میں: اطباق یدین: کے مسئلہ میں اشتباہ کا ہونا، یا سیدنا حضرت علیؓ کو: بیع امہات اولاد: کے اور: زندیقوں کو آگ میں جلا دینے: کے مسئلہ میں اشتباہ ہونا، یا سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کو: جنبی کے تیمم: کے مسئلہ میں اشتباہ ہونا۔

پس مذکورہ بالا بزرگوں کی نظر محض اس بات پر گئی کہ شیعہ اہل قبلہ اور کلمہ گو ہیں اور اسی بناء پر انہوں نے ان کی تکفیر سے احتیاط برتی۔

اگر ان کے علم میں شیعوں کے وہ تمام عقائد اور حالات تفصیل کے ساتھ آجاتے جو ان کے اہل قبلہ اور کلمہ گو ہونے کے صریح منافی ہیں اور جو کسی بھی شخص کی تکفیر کیلئے واضح ثبوت اور دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں تو یقیناً وہ بزرگ بھی ان کی تکفیر کے قائل ہوتے۔

جس طرح جب سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے زکوۃ کی فرضیت اور ادائیگی سے انکار کرنے والوں کے خلاف تلوار اٹھانے کا فیصلہ کیا تو سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ اور سیدنا حضرت علیؓ نے ان لوگوں کے کلمہ گو ہونے کی بنیاد پر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے سامنے ان کی سفارش کی اور کہا کہ ہم ان لوگوں کے خلاف جنگ وقتال کیسے کرسکتے ہیں جبکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: امرت ان اقاتل الناس حتّٰی یقولوا لا الٰہ الّا اللّٰہ: مجھے اللہ تعالٰی کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک

کہ وہ لاالٰہ الاّاللّٰہ کہیں۔ اور یہ تو تمام اعمالِ اسلامی ادا کرتے ہیں صرف زکوٰۃ کا انکار کیا ہے۔

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے پورے عزم کے ساتھ جواب دیا کہ میں ہراُس شخص کے خلاف جنگ وقتال کروں گا جو نماز اور روزہ کے درمیان فرق کرے گا (اور اس کی کلمہ گوئی میرے ارادہ میں حائل نہیں ہوگی)۔ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھ لیا کہ اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو شرح صدر عطا فرمادیا ہے اور اب میں کہہ سکتا ہوں کہ حق وہی ہے جو سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کہہ رہے ہیں۔

جواب نمبر 2 : یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ بالا بزرگوں نے اپنے ان اقوال ونظریات کا اظہار اُن شیعوں کے بارے میں فرمایا ہو، جو اُس زمانہ میں ایسے بُرے اور فاسد عقائد واحوال نہیں رکھتے تھے جیسے بعد میں شیعوں اور رافضیوں نے اختیار کر لئے۔ اس کی تائید مرقاۃ میں ملاعلی قاریؒ کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

فرمایا: میں کہتا ہو کہ یہ بات ہمارے زمانے کے رافضیوں اور خارجیوں کے حق میں صادق آتی ہے کیونکہ ان فرقوں کے لوگ اکابر صحابہؓ میں سے اکثر کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ پس ان فرقوں کے کافر ہونے پر اجماع ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (مظاہر حق جدید: ج 5: ص 637)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عویم بن ساعدہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے رفقاء اور ساتھی بھی منتخب فرمائے اور پھر ان رفقاء میں سے کچھ کو میرا وزیر، کچھ کو میرا مددگار بنادیا۔ پس جس شخص نے اِن کو بُرا کہا اس پر اللہ تعالیٰ کی

لعنت ،فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ۔اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ،یا یہ کہ نہ نفل اس کا مقبول ہوگا نہ فرض ۔(مظاہر حق جدید :ج 5:ص586)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا فتوی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فرقہ شیعہ.....جبکہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت ،قرآن مجید کو کتاب آسمانی اور اپنا دین سمجھیں اور جزا کے قائل بھی ہوتو کیا ان کو مسلمان صاحب اسلام سمجھا جائے گا؟

جواب: اگر ایسا شیعہ ہو کہ توحید کے ساتھ دیگر ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو مثلاً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی اور خیانت کرنے کا قائل ہو، یا صحبت سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا انکاری ہو یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو :وغیر ذٰلک:یا سبِ صحابہؓ کو جائز اور کار خیر سمجھتا ہو،ایسا شیعہ کافر ہے۔

(فتاوی مفتی محمود:ج1:ص220)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید زندگی میں ختم نبوت کا منکر تھا اور غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا تھا،اور چندہ بھی ربوہ میں بھیجتا رہتا تھا اور جب مرنے لگا تو وصیت بھی کی کہ مجھے ربوہ میں دفن کرنا اور دفن کیلئے زمین بھی قیمتاً ربوہ میں بطورِ دستور مرزائیوں کیلئے رکھی تھی ۔اور مرنے سے قبل زید کا رشتہ دار بکر آیا اور اس نے کہا کہ توبہ کرلو لیکن اس نے جواب دیا کہ مجھے درد ہے چھوڑ دو ۔اور جب مر گیا تو اس کے لڑکوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ کلمہ پڑھ رہا تھا اور ایک مولوی نے اس کا جنازہ پڑھا دیا کہ وہ مسلمان ہے، کیونکہ کلمہ پڑھ رہا تھا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کا جنازہ پڑھنا جائز تھا یا نہ؟ اگر جائز نہ تھا تو مولوی صاحب کو کیا کرنا چاہئے؟ اور اس کے لڑکوں کے سوا کوئی بھی شہادت نہیں دیتا کہ

شہادت قبول ہو یا نہ؟ آیا اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ جو شخص اس کفر کا آخر دم تک (العیاذ باللہ) اظہار کرتا رہے اسے کافر سمجھ کر ہی اس کے ساتھ معاملہ تجہیز و تکفین وغیرہ کیا جائے گا۔ اس کی جنازہ کی نماز پڑھنی مسلمانوں کے لئے جائز نہ ہوگی۔

نفس کلمہ شریف: لاالہ الاّاللہ محمّدرسول اللہ: کے پڑھ لینے اور اس کے ثابت ہو جانے کے باوجود اِس پر مسلمان کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ مرزائی تو توحید کے بھی قائل ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت کو بھی مانتے ہیں۔ اور اس کلمہ شریف کا مطلب تو اتنا ہی ہے۔ اس کے تو وہ مرزائی ہو کر بھی قائل تھے۔ مرزائی کا کفر تو حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی کاذب مدعیٔ نبوت کی نبوت کے اقرار سے لازم آیا تھا۔ اور اس کلمہ شریف کے پڑھنے سے اس مذکور کفر کی برأت لازم نہیں آتی۔ لہٰذا اس کلمہ کو ایسے مبینہ کفر سے بیزاری کا قرینہ نہیں قرار دیا جائے گا۔ البتہ اگر اس نے ختم نبوت کا اقرار اور مدعی نبوت کی نبوت سے انکار کا اظہار کیا ہو اور اس پر گواہ ہوں خواہ اس کے لڑکے ہی کیوں نہ ہوں تو اس صورت میں مسلمان ہوگا۔ اور اس کا جنازہ پڑھنا درست ہوگا۔

مولوی صاحب مذکور نے یقیناً غلطی سے اس کا جنازہ پڑھا ہوگا اسے کافی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ اور اس گزشتہ غلطی سے توبہ کرنی چاہئے۔ غلطی کا اقرار کرنے کی صورت میں توبہ کر کے اس کی امامت درست ہوگی۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ج 1: ص 207)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

مؤمن اور مسلم دونوں ایک ہے۔ ایمان کا تعلق قلب کے ساتھ ہے اور اسلام کا ظاہر کے ساتھ لیکن اگر تصدیقِ قلب نہیں تو ظاہری اعمال کے باوجود مسلم نہیں بلکہ منافق ہے۔ (فتاوی مفتی محمود: ج: 11: ص 213)

حضرت مولانا مفتی رضاءالحق صاحب کا فتویٰ:

جو شخص کفریہ کلمات کہتا ہو وہ بھی مرتد کے حکم میں ہے اگر چہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے۔(فتاوی دار العلوم زکریا:ج5:ص123)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

کسی شخص کے عقائد،کفر کی حد تک پہنچ گئے ہوں اگر چہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کی فہرست میں شمار کرتا ہو لیکن اس کا شمار اہل سنت والجماعت میں نہیں ہوگا،فقہاء کرامؒ نے ایسے لوگوں کو زندیق وملحد میں شمار کیا ہے،اور بعض فقہاء کرمؒ نے ایسے لوگوں کو باغیوں کی جماعت میں شامل کیا ہے۔

زندیق کی دو قسمیں ہیں:

1.....بمعنی منافق: یعنی اسلام کا مدعی ہو اور کفریہ عقائد چھپاتا ہو۔

2.....جو شخص عقائدِ اسلام میں تاویلاتِ باطلہ کرتا ہو،ایسا شخص اگر چہ اپنے عقائدِ کفریہ کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اِن کی اشاعت کرتا ہے اس کے باوجود اسے زندیق کہا جائے گا۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

شیعہ قادیانی،آغاخانی،ذکری،پرویزی،انجمن دینداران اوراس قسم کے دوسرے فرقے جو کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلم کہلاتے ہیں،اسلام میں تحریف کر کے اپنے عقائدِ کفریہ کو اسلام ظاہر کرتے ہیں اوراس کی اشاعت کرتے ہیں،یہ سب زندیق ہیں۔(فتاوی دار العلوم زکریا:ج6:ص153)

شیخ الاسلام، علامہ ابوسعود صاحبؒ کا فتوی:

جب سلطنت عثمانیہ کے مفتی اعظم، شیخ الاسلام، شیخ ابوسعودؒ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ شیعوں سے جنگ وقتال کرنا کیسا ہے جبکہ ان کا دعوی یہ ہے کہ وہ: لا الـٰـہ الّا الـلّٰـہ: کے قائل ہیں؟ تو شیخ ابوسعودؒ اس سوال کے جواب میں مفتی اعظم ہونے کی حیثیت سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ تفصیلاً شیعوں کے کفر کی وجوہات کو بیان کرتے ہوئے یہ فتوی دیتے ہیں کہ: إنّ قتـالـهـم جـهـاد أكبر : کہ ان کے خلاف جنگ جہادِ اکبر ہے۔ اور پھر اپنے زمانہ اور پہلے کے اہل علم کا اجماع بھی نقل فرماتے ہیں کہ شیعوں کے خلاف تلوار اٹھانا جائز ہے، نیز اِس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ جو اِن کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

(رسائل ابن عابدین شامیؒ: ج 1: ص 369)

پانچ سو جید علماء کرام کا فتوی:

یہودی یا نصرانی نے اگر کہا کہ: لا الٰہ الّا اللّٰہ: تو وہ مسلمان نہ ہوگا جب تک یہ نہ کہے: و محمد رسول اللّٰہ:

اور مشائخ نے فرمایا کہ جو یہودی و نصاری آج کل مسلمانوں کے روبہ رو موجود ہیں اگر ان میں سے کسی نے کہا: اشهدان لّاالـٰه الّااللّٰه وانّ محمدرسول اللّٰه: تو اس کے اسلام کا حکم نہ دیا جائے گا، یہاں تک کہ اپنے دین سے بے زاری کا اقرار کرے۔

چنانچہ اگر نصرانی ہے تو کہے کہ میں نصرانیت سے بے زار ہوں، اور اگر یہودی ہے تو کہے کہ میں یہودیت سے بے زار ہوں۔ اور باوجود اِس کے یوں کہے کہ میں دین اسلام میں داخل ہوا۔ (فتاوی عالمگیری: ج 3: ص 414)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحبؒ کا فتویٰ:

رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی جب مر گیا تو اُس کے مسلمان بیٹے نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے، اُس نے ظاہری طور پر کلمہ بھی پڑھا تھا اور بعض اوقات جہاد میں بھی شامل ہو جاتا تھا، آپ مہربانی فرما کر اُس کا جنازہ پڑھیں۔ اُس کے بیٹے کی سفارش پر حضور اکرم ﷺ نے اپنی قمیص عبداللہ بن ابی کے کفن کیلئے دے دی، اس کے منہ میں لعاب دہن بھی ڈالا، اس کا جنازہ بھی پڑھایا اور اس کی بخشش کیلئے دعا کی۔ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے اس موقع پر حضور اکرم ﷺ کو روکنے کی کوشش کی اور عرض کیا کہ آپ ﷺ ایسے شخص کیلئے دعائے مغفرت فرما رہے ہیں جس نے فلاں فلاں موقع پر فلاں شرارت کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! ہٹ جاؤ، مجھے دعا کرنے دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے دعا کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اختیار دیا ہے کہ آپ بخشش مانگیں یا نہ مانگیں۔

امام ابوبکر جصاصؒ لکھتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور اکرم ﷺ کو دعا کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا اس لئے مصلحت اسی میں تھی کہ آپ ﷺ اُس کیلئے دعائے مغفرت کرتے۔ منافقوں کے حق میں دعا کی قطعی ممانعت بعد میں آئی تھی جس کا ذکر اگلے رکوع میں آرہا ہے، لہذا اُس موقع پر حضور اکرم ﷺ کے جنازہ پڑھنے اور دعا کرنے کا یہ اثر ہوا کہ عبداللہ بن ابی کے قبیلہ کے ایک ہزار افراد مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے جان لیا کہ اتنے کریمانہ اَخلاق کے مالک ایک نبی ہی ہو سکتا ہے جس نے اپنے ایسے دشمن پر مہربانی فرمائی جو ہمیشہ آپ ﷺ کی عیب جوئی کرتا تھا اور دین کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتا تھا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ اگر آپ منافقین کے لئے

ستر مرتبہ بھی بخشش کی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ کیوں؟ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ: یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے سول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے، انہوں نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم نہیں کیا، اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لائے۔ بخشش کا مدار تو ایمان پر ہے، اگر ایمان ہی مفقود ہے تو بخشش کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟ جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فرشتوں، اس کی نازل کردہ کتابوں، اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا، وہ نجات کا حقدار کیسے ہو سکتا ہے؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ (معالم العرفان فی دُروس القرآن: ج 9: ص 475)

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتویٰ:

سوال: شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر کسی آدمی میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، مسلمان ہی کہا جائے گا۔ شیعوں میں تو اسلام کی سینکڑوں باتیں ہیں، وہ خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کو بھی مانتے ہیں، نماز روزہ کو بھی مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ان کو کیسے اسلامی دائرہ سے خارج اور کافر قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب: یہ انتہائی جاہلانہ بات اس لائق نہیں تھی کہ اس کے بارے میں کچھ لکھنا ضروری سمجھا جائے لیکن معلوم ہوا کہ یہ بات بہت مشہور ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اس بارے میں کچھ لکھ دیا جائے۔

جو لوگ بھی یہ کہتے ہوں انہوں نے خود نہیں سوچا کہ وہ کیسے مہمل بات کہہ رہے ہیں، ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ جل شانہ کو ماننا اسلام کی سب سے پہلی بات ہے۔ اور معلوم ہے کہ ہندو، عیسائی، یہودی، مجوسی اور تمام ہی مذاہب والے خدا تعالیٰ جل شانہ کا وجود مانتے

ہیں، اگر چہ شرک جیسی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ اور اسی طرح تمام مذاہب والے دنیا کے اعمال کی جزا اور سزا کے بھی قائل ہیں، یہود ونصاری اپنے گمراہانہ عقیدوں کے ساتھ پیغمبروں کے پورے سلسلہ کو اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نازل کردہ آسمانی کتب کے ماننے کا دعوی بھی کرتے ہے۔

اور اسی طرح سب مانتے ہیں کہ زنا کرنا، چوری کرنا ظلم اور فساد بُری باتیں ہیں۔ اور غریبوں کی مدد کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، نیکی کے کام ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں اسلام کی ہیں تو کیا...ان باتوں کے ماننے والے سب مسلمان ہیں.....؟

(خمینی اور اثنا عشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ: ص 31)

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحاملان شریعت محمدی ﷺ اس مسئلہ میں کہ: زید اگر مسلمان نہ ہوتا تو سو روپے کی رقم مولود شریف اور دعوت کیلئے کیوں دیتا؟

جواب: محض مولود شریف کرانا اور دعوتِ مسلمین کرنا اسلام کی دلیل نہیں، بعض ہندو بھی اپنے مسلمان دوستوں کی خاطر مولود کرا لیتے ہیں۔

(امداد الاحکام: ج 4: ص 129)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحاملان شریعت محمدی ﷺ اس شخص کے حق میں جو علانیہ اپنے کو کافر کہے اور پوشیدہ مسلمان ہو؟

جواب: احکام ظاہرہ میں وہ کافر شمار کیا جائے گا اور باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سپرد کیا جائے گا۔ (امداد الاحکام: ج 4: ص 129)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من احدث حدثا

اٰوی محدثا علیه لعنت اللّٰه و الملئکة والنّاس اجمعین لایقبل اللّٰه منه صرفاو لاعدلاً:

اس حدیث شریف کے موافق جولوگ تعزیہ اپنے گھر میں یا مسجد میں رکھتے ہیں یا جواس کے معاون ہیں،اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت برستی ہے۔ اوران کی نماز اور روزہ اور تمام اعمالِ صالحہ خداتعالیٰ جل شانہ کے یہاں مردود ہیں۔کچھ قبول نہیں ہوتے۔

بحرالرائق میں ہے:المنذر للمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون للمخلوق:(امدادالاحکام:ج1:ص181)

حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ کا فتوی:

زندیق اور ملحد، جو بظاہر اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو مگر اندرونی طور پر خبیث عقائد رکھتا ہواور غلط تاویلات کے ذریعہ اسلامی نصوص کو اپنے عقائدِ خبیثہ پر چسپاں کرتا ہو،اس کی حالت کافر اور مرتد سے بھی بدتر ہے۔کافر اور مرتد کی توبہ باتفاق قابلِ قبول ہے مگر بقول علامہ شامیؒ،زندیق کا نہ اسلام معتبر ہے،نہ کلمہ،نہ اس کی توبہ ہی قابلِ التفات ہے۔اِلّا یہ کہ وہ اپنے تمام عقائدِ خبیثہ سے برأت کا اعلان کرے۔(فتاوی بینات:ج1:ص240)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

اور واضح ہو کہ روافض تبرا گوہی ہوتے ہیں،اگر چہ بوجہ تقیہ کے جواِن کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اوراپنے عقائدِ باطلہ مخفی رکھتے ہیں۔لہٰذاان کے قول وفعل کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ ان کے اصولِ مذہب کو دیکھا جائے۔

اکثر افرادِ شیعہ ایسے ہیں کہ ان کے کفر پر فتوی ہے اوراصولِ مذہب کے اعتبار سے ان کے کفر میں کچھ تردد نہیں (فتاوی ختم نبوت:ج1:ص58)

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کا فتوی:

دین اسلام کے مخالف ومنکر کا اگر حال یہ ہے کہ وہ ظاہر میں بھی اسلام کا منکر ہے اور باطن میں، یعنی دل سے بھی منکر ہے تو اس کو کافر کہا جائے گا۔ اور اگر اس کا حال یہ ہے کہ ظاہر میں اور زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتا ہے، لیکن دل سے منکر ہے تو اس کو منافق کہا جائے گا۔ اور اگر ایسا ہے کہ بظاہر اسلام کو مانتا ہے اور اپنے کو مسلمان کہتا ہے، لیکن بعض ایسی دینی حقیقتوں کی جن کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے قطعی اور بدیہی ہے ایسی تشریح وتاویل کرتا ہے جو صحابہ کرامؓ وتابعینؒ اور اجماع امت کے خلاف ہے تو اس کو زندیق کہا جائے گا۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے زندقہ کی چند مثالیں بیان فرمائی ہیں، اسی سلسلہ میں شیعوں کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں:

اور اسی طرح وہ لوگ بھی زندیق ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ اہل جنت (یعنی مؤمنین صادقین) میں سے نہیں ہیں (بلکہ معاذ اللہ منافق اور جہنمی ہیں) جب کہ واقعہ یہ ہے کہ وہ احادیث..... حضور ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں، جن میں ان دونوں کے جنتی ہونے کی بشارت (اور مؤمن صادق ہونے کی شہادت) دی گئی ہے، یا جو یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبوۃ ہے، لیکن اس کا مطلب اور مقتضی بس یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ کہا جائے گا، لیکن نبوت کی جو حقیقت ہے، یعنی کسی انسان کا اللہ تعالی جل شانہ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کیلئے مبعوث اور نامزد ہونا، اور گناہوں سے اور رائے میں غلطی اور اس پر قائم رہنے سے معصوم ومحفوظ اور اس کا مفترض الطاعت ہونا، تو یہ سب ہمارے اماموں کو حاصل ہے۔ تو ایسے عقائد وخیالات رکھنے والے زندیق ہیں۔

(مسوی شرح مؤطا امام مالکؒ، ج2، ص110)

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحبؒ کا فتوی:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ مسلمانوں سے ہی ایک ایسی قوم نکلے گی کہ تم اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے سامنے ہیچ سمجھوں گے (وہ بڑے پختہ نمازی ہوں گے) وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، یعنی ان کے دل میں نہ اترے گا۔

یہ لوگ خلافت راشدہؓ کے آخری دور میں اُبھرے، یہ سیدنا حضرت علیؓ کے خلاف اٹھے، یہ لوگ بہت عبادت گزار تھے۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے تھے اور اپنے اس عقیدہ کے باعث وہ ان آیات کو جو کفار کے بارے میں اُتریں ہیں وہ مسلمان گنہگاروں پر منطبق کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان ملحدین کو بدترین مخلوق قرار دیا اور علمائے اسلام نے ان پر حجت تمام کرنے کے بعد ان سے جہاد کا حکم دیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

ان خوارج نے امامِ برحق خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علیؓ پر خروج کیا اور باقاعدہ ایک گروہ کی شکل اختیار کی، اپنے علیحدہ عقائد ترتیب دیئے، ان کیلئے استدلال تلاش کئے، صحابہ کرامؓ نے ان کے جوابات دیئے۔ لیکن وہ راہِ راست پر نہ آئے اور سیدنا حضرت علیؓ نے بعد اس کے کہ حجت ان پر تمام ہوئی ان سے جنگ کی، بیس ہزار کے قریب یہ اس جنگ (جنگ نہروان) میں مارے گئے۔ (خلفاء راشدین: ج 1: ص 633)

حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی کا فتوی:

منافقین جو: ذکر اللّٰہ: کرتے وہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے۔

(تفسیر کمالین: ج 6: ص 382)

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: کسی کلمہ گو کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اسلام کیلئے صرف کلمہ گو ہونا کافی نہیں بلکہ دل سے تصدیق اور عقائدِ حقہ کا اختیار کرنا ضروری ہے۔

کیونکہ کلمہ بہت سے غیر مسلم بھی پڑھ لیتے ہیں اور وہ غیر مسلم ہونے کے بھی مقر ہیں لیکن تصدیقِ قلبی اور عقائدِ حقہ پر دوسروں کو مطلع ہونا آسان نہیں، اس لئے اتنا ضروری ہے کہ تصدیق قلبی اور عقائد حقہ کے منافی کوئی چیز صادر نہ ہو۔

مثلاً ایک شخص کلمہ گو بھی ہے اور بت کے سامنے سجدہ کرتا ہے، یا ختم نبوت کا منکر ہے یا قرآن کریم کو خدا تعالیٰ جل شانہ کی کتاب نہیں مانتا وغیرہ وغیرہ تو محض کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اس کو مسلم ومؤمن نہیں کہا جائے گا۔(فتاوی محمودیہ:ج2:ص468)

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ مسلمانوں میں جتنے بھی فرقے ہیں، قادیانی ہوں یا شیعہ سب کلمہ گو ہیں اور سب قبلہ والے ہیں، سب مسلمان ہیں، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: عقائد، فقہ اور نصوصِ قطعیہ کے خلاف فرقے اسلام سے خارج ہیں، محض کلمہ گو ہونے یا نماز پڑھنے سے وہ اہل قبلہ ہو کر مسلمان نہیں ہوں گے۔

(فتاوی محمودیہ:ج2:ص115)

سوال: ایک مسلمان جس کا نام ظہور خان ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذہب کے اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو وہ بھی جنتی ہے اور قرآن پاک کا حوالہ دیتا ہے۔ برائے مہربانی تحریر فرمادیں کہ اس کا جواب کیا ہوگا؟

جواب: جو شخص کفر وشرک کی حالت میں مرا ہو، اس کی نجات نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

:قال اللّٰہ تعالیٰ:ومن یّشرك باللّٰہ فقدحرّم اللّٰہ علیه الجنّة ومأواہ النّار:وقال اللّٰہ تعالیٰ:انّ اللّٰہ لایغفران یّشرك به ویغفر مادون ذٰلک لمن یّشآء: قرآن کریم میں صریح آیا ہے،اس کے متعلق موجود ہے۔

(فتاوی محمودیہ:ج 1:ص 697)

سوال: مسلمانوں کو سب سے پہلے عقیدہ کی ضرورت ہے یا پہلے نماز کی؟اور بعد میں عقیدے کی؟اور مسلمانوں کیلئے عقیدہ میں کن کن باتوں کی ضرورت ہے؟اگر ہمارا عقیدہ صحیح نہیں ہے اور ہم نماز پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہمیں نماز سے جنت نصیب فرمائے گا،تو ایسا ہوسکتا ہے؟مثال کے طور پر شیعہ،اہل حدیث،روافض جنت کے حق دار ہیں یا نہیں؟اگر نہیں تو کیسے؟

جواب: :لاالٰہ الّاالـلّٰہ محمدرسول اللّٰہ: کی شہادت سب سے مقدم ہے،پھر نماز،روزہ،زکوٰۃ،حج کا نمبر ہے،جیسا کہ حدیث شریف میں صاف مذکور ہے:

:عن ابن عمرؓ قال:قال رسول اللّٰہﷺ:بنی الاسلام علیٰ خمس.شهادۃ ان لّاالٰہ الّااللّٰہ وانّ محمدرسول اللّٰہ،واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان:

اور عقائد میں:اٰمنت باللّٰہ وملائکته وکتبه ورسله والیوم الآخروالقدر خیرہ وشرّہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعدالموت: کو اہمیت حاصل ہے،یہی مدارِ نجات ہے،اسی کسوٹی پر سب کو پرکھا جائے گا۔

(فتاوی محمودیہ:ج 21:ص 28)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

1.....:من انکرشیئا من شرائع الاسلام فقدابطل قول:لاالٰہ

الّاالله:(السیرالکبیر:ج4:ص365)

2.....اذالم یعرف الرجل ان محمداًﷺ آخرالانبیآء علیهم وعلیٰ نبیناالسلام،فلیس بسلم:کذافی الیتیمیة اه:قال ابوحفص الکبیر:کل من ارادبقلبه بغض نبی کفر،وکذالوقال:انارسول الله، اوقال بالفارسیة،من پیغام برم:یرید:من پیغام می برم:یکفر،ولوانه حین قال هٰذه المقالة،طلب غیره منه المعجزة قیل:یکفرالطالب، والمتأخرون من المشائخ قالوا:ان کان غرض الطالب تعجیزه وافتضاحه لایکفر:(فتاوی عالمگیری:ج2:ص263)

3.....وفی البزازیة:یجب الایمان بالانبیاء بعدمعرفة معنی النبی وهوالمخبر عن الله تعالیٰ بأوامرونواهیه وتصدیقه بکل ما أخبرعن الله تعالیٰ،وأماالایمان بسیدنا محمدﷺ،فیجب بأنه رسولنافی الحال وخاتم الانبیاء والرسل،فاذاآمن بأنه رسول ولم یؤمن بأنه خاتم الانبیاء لایکون مؤمناً،وفی فصول العمادی:من لم یقرببعض الانبیاء بشی ء أولم یرض بسنة من سنن المرسلین علیهم السلام،فقدکفر:(مجمع الانهر:ج1:ص699)

4.....ولوعاب نبیاکفر:(أوجز:ج3:ص327)

5..... دعوی النبوة بعدنبیناﷺ کفربالاجماع:(شرح فقه اکبر:ص202)ثم لانزاع فی أن من المعاصی ماجعله الشارع أمارة التکذیب،وعلم کونه کذلک بالأدلة الشرعیة کالسجود للصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بکلمة الکفرونحوذٰلک مماثبت بالأدلة أنه کفر،وبهذایندفع مایقال:ان الایمان اذاکان عبارةً عن التصدیق والاقرارفینبغی أن لایصیرالمقر باللسان

المصدق بالجنان کافر بشی من أفعال الکفر وألفاظه مالم یتحقق منه التکذیب أو الشک اھ:(شرح فقه اکبر:ص93)

دیکھئے!اس میں کتنی صورتیں ہیں کہ باوجود ایمان مفصل کی تمام باتوں پر ظاہراً اعتقاد رکھتے ہوئے فقہاء کرامؒ نے اجماعاً تکفیر فرمائی ہے۔اگر محض:اٰمنت باللّٰه،الخ: کا اعتراف زبان سے کافی ہوتا اور یہ کفر کے منافی ہوتو فقہاء قاطبۃً کیوں تکفیر فرماتے۔

اگر دعوی نبوت منافی ایمان نہیں تو مسیلمہ کذاب کی تکفیر بھی بے محل ہوگی اور پھر اس کا قتل جو اکابر صحابہ کرامؓ کے ارشاد سے قرون اولیٰ میں ہوا ہے محتاج تأمل ہوگا حالانکہ وہ اجماعی ہے۔(فتاوی محمودیه:ج2:ص119)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

منافقین ایمان کا دعوی کرتے اور کفر سے بالکل برأت ظاہر کرتے تھے:اذا جآءك المنٰفقون قالوا نشهد انّك لرسول اللّٰه:

رسالت، یومِ آخر سب ہی چیزوں پر ایمان کا اظہار کرتے تھے:ومن النّاس من یّقول اٰمنّا باللّٰه وبالیوم الآخر:

مگر ان کا یہ صرف زبانی دعوی تھا، دل میں ایمان نہیں تھا، دھوکہ دینے کیلئے دعوی کرتے تھے:وماهم بمؤمنین:یخادعون اللّٰه والّذین اٰمنوا:یقولون بافواههم مّالیس فی قلوبهم:

ان کا حکم قرآن شریف میں مذکور ہے:انّ المنٰفقین فی الدّرك الاسفل من النّار:

روافض کے متعدد فرقے ہیں، بعض کہتے ہیں نبی آخر الزمان حضرت علیؓ ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے وحی حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچادی تھی، بعض قرآن کریم میں تحریف کا عقیدہ رکھتے ہیں، بعض حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگاتے ہیں،

بعض اکابر صحابہؓ کی تکفیر کرتے ہیں، بعض ان کی تفسیق کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ان میں سے جوفرقے نصوصِ قطعیہ کے منکر ہیں، ان کا حکم فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:احکامھم احکام المرتدین: ایسے لوگ اسلام سے خارج ہیں۔

:والعبارۃ بأسرھا:ولوقذف عائشۃؓ کفرباللّٰہ.....ویجب اکفارھم باکفار عثمانؓ وعلیؓ وطلحۃؓ وزبیرؓ وعائشۃؓ....ویجب اکفار الروافض.....بقولھم:ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علیؓ،وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام، واحکامھم احکام المرتدین،کذافی الظھیریۃ:

(فتاوی محمودیہ:ج2:ص320)

حضرت ابوایوب سختیانی صاحبؒ کا فتوی:

حضرت ابوایوب سختیانی صاحبؒ نے کہا ہے کہ جس نے حضرت صدیق اکبرؓ کو محبوب رکھا اس نے دین کو قائم کرلیا،اور جس نے حضرت فاروق اعظمؓ کو محبوب رکھا اس نے خداتعالیٰ جل شانہ کا راستہ ظاہر کرلیا اور جس نے حضرت عثمان غنیؓ کو محبوب رکھا اس نے نورالٰہی کو روشن کرلیا اور جس نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو محبوب رکھا سو اس نے کڑے مضبوط کو پکڑلیا اور جس نے اصحابؓ محمدﷺ کو حُسنِ ثناء کے ساتھ ذکر کیا سو وہ نفاق سے بَری ہوگیا اور جس نے ان میں سے کسی کو دشمن رکھا تو وہ مبتدع اور سنت نبویﷺ اور (طریقہ) سلف صالحین کا مخالف ہے۔اور میں ڈرتا ہوں کہ جب تک وہ تمام صحابہ کرامؓ کو دوست نہ رکھے اور ان کی طرف سے اس کا دل صاف نہ ہو اُس وقت تک اس کا آسمان کی جانب کوئی عمل نہ چڑھے گا یعنی کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

(شمیم الریاض شرح الشفاء:ج2:ص45)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کا فتوی:

اگر کوئی شخص ایمان کا مدعی ہے، مگر نماز یا زکوۃ سے انکار کرتا ہے یا اس خاکہ میں تبدیلی وترمیم کی ناروا جسارت کرتا ہے جو اس کے معمار اوّل نے ان عبادات کیلئے تیار فرمایا تو اسے اس قصرِ محمدیﷺ میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور نہ اس کا دعوائے ایمانی قابلِ اعتنا ہے، خواہ وہ ہزار بار اس کے استحکام وتعمیر کی رٹ لگاتا رہے۔ اور ہمارے اس دعوی کا ماخذ قرآن کریم، سنت رسولﷺ اور صحابہ کرامؓ وخلفاء راشدین کا طرزِ عمل ہے۔ ارشاد ربانی ہیں:

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم فان تابوا واقاموا الصّلوۃ واٰتوا الزّکوۃ فخلّوا سبیلھم:

ترجمہ: ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو، پس اگر وہ تائب ہو کر نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدسﷺ نے فرمایا: جب تک لوگ توحید ورسالت کا اقرار اور نماز وزکوۃ ادا نہ کریں تو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان سے جنگ کرتا رہوں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں تب وہ اپنے مال وآبرو کو مجھ سے محفوظ کر سکیں گے

پھر ان ارکان کے باہمی ارتباط کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ جب بنو ثقیف کے ایک وفد نے طائف سے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر اس شرط پر کہ اسلام کے ایک اہم رکن نماز سے ہمیں معاف رکھا جائے تو حضور اکرمﷺ نے بڑی سختی اور حقارت سے ان کی یہ درخواست ٹھکرا دی اور فرمایا کہ بھلا وہ دین ہی کیا ہے کہ جس میں نماز نہ ہو۔

خلیفہ اوّل سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرامؓ کے بھرے مجمع میں اعلان

فرمایا: خدا تعالیٰ جل شانہ کی قسم! جو شخص نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا (ان میں سے ایک کی تعبدی حیثیت سے انکار کرے گا) تو میں اس سے قتال کروں گا۔

پھر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے جرأتِ ایمانی سے کام لے کر تلوار نیام سے نکالی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد اس فتنہ کو تہ خاک کیا۔

بنابریں کہ ایمان نام ہے پورے دین کے التزام کا۔ پس اگر کوئی شخص نماز اور زکوۃ میں تفریق کرتا ہے، گویا وہ پورے دین پر ایمان نہ لایا اور جو پورے دین پر ایمان نہ لایا وہ شخص قطعی کافر ہیں۔ (فتاوی حقانیہ: ج4: ص113)

حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ کا فرمان:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام لانے کے لئے صرف وحدانیت پر ایمان کافی ہے، رسالت پر یقین ضروری نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: قال اللّٰہ تعالیٰ: انّ الّذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ ویریدون ان یفرّقوا بین اللّٰہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض وّنکفر ببعض وّیریدون ان یّتّخذوا بین ذٰلک سبیلا، اولٰئک ھم الکٰفرون حقّا، واعتدنا للکٰفرین عذابًا مّھینا، والّذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ ولم یفرّقوا بین احد مّنھم اولٰئک سوف یؤتیھم اجورھم، وکان اللّٰہ غفورا رّحیما:

ترجمہ: جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ تعالیٰ میں اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں ایک راہ، ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر، اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب۔ اور جو لوگ

ایمان لائے اللہ تعالیٰ پراوراس کے رسولوں پراور جدا نہ کیا ان میں سے کسی کو، ان کو جلد دے گا ثواب اور اللہ تعالیٰ ہے بخشنے والا مہربان۔

فائدہ نمبر 1 : آیت مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا کہ نہ فقط اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کا ایمان بغیر رسول کے ایمان کے معتبر ہے اور نہ فقط رسول پر ایمان بغیر اللہ تعالیٰ کے، اور اس کی توحید کے ایمان معتبر ہے اور نہ بعض رسولوں پر ایمان اور بعض پر عدم ایمان معتبر ہے، اس لئے یہ قول کہ صرف :لاالٰہ الّاالـلّٰہ: کا قائل یا عامل قابل نجات ہے اس کو اقرار بر سالت کی ضرورت نہیں باطل ہے۔

فائدہ نمبر 2 : ہر نص میں بہت سی قیود بوجہ ظہور ملحوظ ہوتی ہے جن کو بسا اوقات ذکر نہیں کیا جاتا اور وہ بالاتفاق ضروری ہوتی ہے، مثلاً: اسی حدیث شریف میں قلبی یقین اور تصدیق کا تذکرہ نہیں ہے فقط یہی کہا گیا ہے: مـن قـال لاالٰہ الّاالـلّٰہ دخل الجنۃ: تو کیا اگر کسی نے یہ کلمہ استہزاء اور مذاق کے طور پر یا کسی کے کلام کی نقل کے طور پر کہا تو وہ بھی اس کا مستحق ہوگا؟ یا کسی نے مسلم جیش کے سامنے جان بچانے کیلئے یہ کلمہ کہا اور قلب میں تصدیق نہیں ہے تو کیا وہ اس اجر کا مستحق ہوگا؟ یا اس کلمہ کہنے کے بعد انکار کر دیا یا کلمہ شرک کا بول دیا۔ یقیناً معلوم ہے کہ وہ توحید نجات کیلئے کافی نہیں ہے اور حسب تصریحات روایات و آیات قید تصدیق قلبی کی ضرور لگانی ہوگی اور عدم انکار کی بھی قید ضروری ہوگی۔ اسی طرح اس روایت میں :ایمان بالرسالۃ: کی بھی قید لگانی ضروری ہے۔ جیسا کہ آیت مذکورہ سے ظاہر ہے۔ اور :سورۃ الحجرات: میں ہے:

:انّما المؤمنون الّذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ ثمّ لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللّٰہ اولٰئک ھم الصّٰدقون:

ترجمہ: ایمان والے لوگ وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر، پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنے جان سے، وہ لوگ

جوہیں وہی ہیں سچے۔

لفظ:انما: جوکہ صیغہ حصر ہے یہاں استعمال کیا گیا ہے۔حدیث جبرئیل علیہ السلام میں اورحدیث وفدعبدالقیس میں ایمان کی تفصیل اورتعریف اسی لئے بیان فرماتے ہوئے:ایمان بالرسل والملائکۃ والکتب والقیامۃ والقدر: کوذکرفرمایا گیا ہے۔

فائدہ نمبر3 :توحیدکادعوی تویہودونصاری،مشرکین عرب اورہنودہند سب کرتے ہیں مگراسی توحیدکے ساتھ یہود.....حضرت عزیز علیہ السلام کو:ابن اللہ: اور :یداللہ مغلولہ:اور:انّ اللہ فقیرٌونحن اغنیاء:اورتجسیم وغیرہ کے قائل ہیں۔

نصاری اسی توحیدکے ساتھ تثلیث اورابن اورروح القدس اورزوجہ وغیرہ کے قائل ہیں،بت پرستان ہندوغیرانکارصرف خداکے قائل ہوتے ہوئے تاروں اورعبادت غیراللہ کے قائل ہیں،تجسیم اورحلول وغیرہ ان کے عقائد ہیں،کیاایسی توحیدقابل اعتبار ہوگی؟اس لئے قائل:من قال لاالہ الاّاللّٰہ:ہی سے جوتفسیرتوحیدمنقول ہے وہی موجب نجات ہوگی اورجب اس کی تعلیم کااعتبارکیا گیاتوتصدیق رسالت لازم آگئی ورنہ وہ توحیدحقیقی نہیں لفظی ہے،جوکہ قابل اعتبارنہیں۔

فائدہ نمبر 4 :اسی روایت میں:من قال لاالہ الّااللّٰہ: الحدیث کے جملہ طرق اگرجمع کیے جائیں تومعلوم ہوگاکہ روایت مختصرواقع ہوئی ہے۔اس میں کچھ اوربھی زیادتی ہے جوکہ راوی نے بوجہ ظہوریااختصاریانسیان یاعدم ضرورت بعض اوقات میں چھوڑی ہےاوربعض اوقات میں ذکرکیاہے:مثلاً:مخلصاً من قلبہ: بخاری شریف وغیرہ میں اسی روایت میں موجودہے۔دوسری روایتوں میں:وانی رسول اللّٰہ: بھی موجودہے۔اسی لئے آئمہ فن فرماتے ہیں کہ جب تک کسی روایت کواس کے تمام طرق سے

نہ دیکھا جائے جب تک معنی متعین کرنے میں غلطی ہوتی ہے۔۔امام سیوطیؒ ستر اور اسی تک کی قید لگاتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ روایت مذکورہ کے جملہ طرق کو جمع کیے ہوئے بغیر کسی معنی کو متعین کرنی ناواقفی اور بے اصولی ہے۔کسی فن میں اس کے اصول اور قوانین کو ترک کرکے داخل ہونا اہل فن کے نزدیک انتہائی غلطی ہوتی ہے جس کو تمام اہل فن ضروری مانتے ہیں مگر افسوس کہ طباعت، ڈاکٹری، انجینئری، نقشہ نویسی، تاریخ سائنس وغیرہ میں تو قاعدہ یہ ضروری قرار دیا ہے مگر فن حدیث وفقہ میں ہرنا واقف بغیر اصول وقوانین رائے زنی ضروری سمجھتا ہے اور اپنی رائے کے خلاف تحمیق کرتا ہے۔(فتاوی شیخ الاسلام:ص113)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتوی:

سوال: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو مانا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلمان ہے۔

جواب: اس حدیث شریف میں مسلمان کی تعریف نہیں بلکہ علامات بتائی گئی ہے۔اگر اسے مسلمان کی تعریف قرار دیا جائے تو توحید و رسالت کا منکر بھی کافر نہ ہوگا۔لہذا لازماً کہنا پڑے گا کہ یہ اُمور مسلمان کی علامات میں سے ہیں اور محض علامات سے حقیقت ثابت نہیں ہوتی۔مثلاً: جھوٹ بولنے کو حضور اکرم ﷺ نے منافق کی علامت بتایا ہے، مگر پوری امت کا اتفاق ہے کہ کوئی مسلمان محض جھوٹ بولنے سے منافق نہیں ہو جاتا۔نیز زمانے کے اختلاف سے علامات بدلتی رہتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں کوئی مسلمان ضروریاتِ دین کا منکر نہ تھا اس لئے اُمورِ بالا مسلمان کی حتمی علامات شمار ہوتے تھے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی میں کفر کی کوئی وجہ ظاہر ہونے کے بعد بھی محض علاماتِ مذکورہ کی بنا پر اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔ اگر

یہ مسلمان کی تعریف ہے تو آخر منافقین بھی تو یہ کام کیا کرتے تھے ان کو مسلمان کیوں نہیں شمار کیا گیا؟ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے باجماعِ صحابہؓ، مانعینِ زکوۃ کے ساتھ جہاد کیا حالانکہ وہ مذکورہ افعال کے پابند تھے۔ مسیلمہ کذاب بھی نماز پڑھتا تھا، اذان دلاتا تھا، اوراس کی اذان میں: اشھدان محمدرسول اللّٰہ: کا اعلان بھی ہوتا تھا۔ پھر اسے کیوں مسلمانوں کی فہرست سے نکالا گیا؟ (احسن الفتاوی: ج 1: ص 69)

سوال: مرتد کی تعریف کیا ہے؟

جـــواب: ارتداد کے معنی ہیں کسی مسلمان کا دین اسلام سے پھر جانا۔ ارتداد عام ہے، خواہ صاف صاف اسلام سے پھر جائے مثلاً کوئی شخص اپنے ہندو، آریہ، قادیانی یا شیعہ ہونے کا اقرار کرلے یا اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کردے۔

ضروریات دین وہ تمام قطعی احکام ہیں جو نصِ قرآن سے ثابت ہوں یا حضور اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہوں، ان میں سے کسی ایک حکم کا انکار بھی کفروارتداد ہے۔ مثلاً کوئی شخص زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتا ہے مگر ختم نبوت کا مفہوم ومطلب ایسا بیان کرتا ہے جو اُمت کے متفق علیہ اجماعی مفہوم سے مختلف ہے، اور کسی بھی مفہوم میں اجراء نبوت کا قائل ہے۔

یا کوئی شخص دعوائے ایمان کے باوجود تحریف قرآن کا عقیدہ رکھتا ہے، یا ختم نبوت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی کسی اُمتی میں نبی کی سی صفات تسلیم کرتا ہے، مثلاً اسے معصوم عن الخطاء اور افضل الانبیاء قرار دیتا ہے تو یہ شخص مرتد اور زندیق ہے جو عام کفار کی بنسبت کہیں زیادہ خطرناک اور ضرر رساں ہے۔

خلاصہ یہ کہ جیسے پورے دین اسلام کو ترک کردینا کفروارتداد ہے ایسے ہی دین

کی قطعی اور بدیہی باتوں میں سے کسی ایک بات کا انکار بھی کفر وارتداد ہے، گو کہ ایسا شخص دین کی بقیہ تمام باتوں کو دل وجان سے تسلیم کرتا ہو، اپنے تئیں پابند عمل اور دیندار ہو۔ قرآن مجید میں واضح اعلان ہے:

فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکّموك فیما شجر بینهم ثمّ لایجدوافی انفسهم حرجا ممّا قضیت ویسلّموا تسلیما:

ترجمہ: پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں، عند اللہ) ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے (اور آپ نہ ہو تو آپ کی شریعت سے) تصفیہ کرائیں (پھر جب آپ تصفیہ کرا دیں تو) اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی)) تنگی نہ پائیں اور (اس فیصلہ) کو پورا پورا (ظاہر سے باطن سے) تسلیم کرلیں۔

جلیل القدر تابعی حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: لوانّ قوما عبدوا اللّٰه تعالیٰ واقاموا الصلوة واٰتوا الزکوة وصاموا رمضان وحجوا البیت ثم قالوا لشیء صنعه رسول اللّٰه ﷺ الاصنع خلاف ما صنع؟ او وجدوافی انفسهم حرجا لکانوا مشرکین ثم تلا هذه الآیة:

ترجمہ: کوئی قوم اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بندگی کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور حج بیت اللہ کرے، پھر حضور اکرم ﷺ کے کسی فعل کے متعلق یوں کہے کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کے خلاف کیوں نہ کیا؟ یا اس حکم کے تسلیم کرنے میں دلوں میں تنگی محسوس کرے تو یہ قوم مشرک و کافر ٹھہرے گی۔ پھر آپؒ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (احسن الفتاوی: ج6: ص369)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

عوام بلکہ اکثر خواص بھی شیعہ اور قادیانی وغیرہ کو بھی مرتد ہی سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے احکام.....مرتدین سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

زندیق کی تعریف:

جو اسلام کا مدعی ہو اور اپنے کفریہ عقائد کا برملا اعلان کرتا ہو اور انہی کفریہ عقائد کو اسلام قرار دیتا ہو، وہ زندیق ہے۔

شیعہ، یہ زنادقہ کا قدیم ترین فرقہ ہے اور سب سے بڑا دشمنِ اسلام اور سب سے زیادہ بدترین خبیث، زنادقہ کے اس اخبث الخبائث فرقہ نے اسلام اور مسلمانوں کو جتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے اور پہنچا رہے ہیں، اتنا نقصان زنادقہ کے دوسرے سب فرقوں کا مجموعہ بھی نہیں پہنچا سکا، بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکا۔

زنادقہ کے احکام:

(1) حکومت پر فرض ہے کہ ان کے قتل کا حکم دے، خواہ کوئی خود زندیق بنا ہو یا باپ دادا سے اس مذہب میں چلا آتا ہو، جبکہ مرتد کی اولاد واجب القتل نہیں۔ اسی طرح عورت مرتدہ ہو جائے تو واجب القتل نہیں مگر زندیقہ عورت بھی واجب القتل ہے۔

(2) گرفتار ہونے کے بعد ان کی توبہ قبول نہیں، جبکہ مرتد کی توبہ گرفتاری کے بعد بھی قبول ہے۔

(3) ان کے کسی مرد یا عورت سے کسی مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔

(4) ان سے کسی قسم کا کوئی معاملہ بھی جائز نہیں۔

(5) ان کے جنازہ میں شرکت جائز نہیں۔

(6) ان کا ذبیحہ حرام قطعی ہے۔

(7) مسلمانوں، بلکہ کافروں کے قبرستان میں بھی دفن کرنا جائز نہیں۔ کہیں گڑھا

کھود کر اس میں پھینک کر مٹی ڈال دی جائیں ۔(احسن الفتاوی: ج6: ص387)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

قرآن وحدیث میں غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی تعریف بہت جامع مختصر اور بہت سہل ہے ۔یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہر حکم کو صحیح ماننا اسلام ہے ۔علمائے اسلام نے اس کی تعبیر یوں کی ہے: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ:

قرآن وحدیث کی نصوص میں جہاں کہیں: ایمان باللّٰہ : کے ساتھ دوسری اشیاء مذکور ہیں، مثلاً: کتب، رسل، یومِ آخرت وغیرہ یہ مستقلاً مراد نہیں اور نہ ہی ان میں حصر مقصود ہے بلکہ یہ سب: ایمان باللّٰہ : ہی کے چند اہم شعبے ہیں ۔ان کی اہمیت ظاہر کرنے کی خاطر ان کو مستقلاً ذکر کر دیا گیا ہے، استیعاب مقصود نہیں ۔

یہ امر ظاہر اور مسلّم ہونے کے علاوہ اس لئے بھی انکار کی گنجائش نہیں رکھتا کہ اگر ان جملہ اُمور کی مستقل حیثیت تسلیم کر لی جائے تو قرآن وحدیث میں اسلام کی تعریف میں ہر مقام پر ان تمام اُمور کا ذکر لازم تھا، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مختلف مقامات پر یہ اُمور کمی بیشی کے ساتھ مذکور ہیں، حتیٰ کہ بہت سے جگہوں پر تو صرف: ایمان باللّٰہ: ہی پر اکتفاء کیا گیا ہے ۔

اسی طرح :ایمان بالرّسول ﷺ: کے لئے صرف رسالت کی تصدیق کافی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے ہر حکم کی تصدیق لازم ہے ۔

اسی طرح ملائکہ اور آخرت کے دن کے صرف وجود اور وقوع کو ماننا کافی نہیں بلکہ ان سے متعلق اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہر ہدایت کی تصدیق ضروری ہے ۔

معترض نے آیت: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ :ان میں ایمان باللہ کی تفسیر میں :خداتعالیٰ کی توحید: لکھا ہے۔حالانکہ:ایمان باللّٰہ: سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے تمام احکام پر ایمان لائے توحید بھی صرف وہی معتبر ہوگی جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم کے مطابق ہوگی ورنہ.....یہود و نصاریٰ حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بیٹا قرار دینے اور عقیدۂ تثلیث کے باوجود توحید کے مدعی تھے۔بلکہ مشرکین بھی ہزاروں معبودوں کی پرستش کرنے کے باوجود اپنے کو موحد ہی سمجھتے تھے اور برملا کہتے تھے:لاشریک لک الا شریکا ھولک تملکه و ماملک :مگر اُن کی توحید اس لئے معتبر نہیں کہ حکمِ الٰہی کے مطابق نہیں۔(احسن الفتاوی:ج1:ص 67)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ کو اہل کتاب کے حکم میں سمجھنا بالکل غلط ہے۔اس لئے کہ یہ بظاہر اسلام کا دعوی کرتے ہیں اور اندرونی طور پر عقائدِ اسلام میں تحریف والحاد کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی مساعی میں سرگرم رہتے ہیں۔ایسے کفار کو زنادقہ کہا جاتا ہے۔
(احسن الفتاوی:ج10:ص 37)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا اور سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور بعض قبائلِ عرب مرتد ہو گئے تو سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا:اے ابو بکر! آپ صرف انکارِ زکوٰۃ پر مرتد قرار دے کر کیوں لوگوں سے قتال کر رہے ہیں؟ حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اُس وقت تک لوگوں سے قتال کا حکم ہے جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں،جس نے کلمہ پڑھ لیا اُس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے بچالی مگر اس کے حق کے ساتھ۔یعنی کلمہ پڑھ کر بھی موجبِ قتل کام کیا تو قتل کا سزاوار ٹھہرے گا اور اس کا حساب

اللہ تعالیٰ جل شانہ پر ہے۔سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے جواب دیا: واللہ! میں اُس شخص سے ضرور قتال کروں گا جو نماز وزکوۃ کے درمیان فرق کرے، ایک کو مانے دوسرے کا انکار کرے۔(احسن الفتاوی:ج6:ص372)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی ،کمسن،کم عقل،تمام مخلوق کی بنسبت عمدہ ترین گفتگو کریں گے مگر اُن کا ایمان حلق سے نیچے نہ اترے گا،دین سے ایسے نکل جائے گے جیسے تیر.....شکار سے پار ہوتا ہے، جہاں کہیں انہیں پاؤ قتل کردو۔ان کے قاتل کیلئے روزِ قیامت اجر ہے۔مراد زندیق خوارج ہیں۔

(احسن الفتاوی:ج6:ص374)

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کا فرمان:

اُصول تکفیر کے سلسلے میں ہمارے معاشرے میں بڑی افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ایک طرف بعض ایسے لوگ ہیں کہ جو ذرا ذرا سے اختلاف کی بناء پر دوسروں پر کفر کے فتوے عائد کردیتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تکفیر یعنی کسی کو کافر قرار دینا بہت ہی سنگین کام ہے۔اور دوسرے بعض لوگ، خاص طور پر جو جدید تعلیم یافتہ طبقہ ہے وہ دوسری طرف انتہا پر چلے گئے ہیں کہ کوئی شخص کتنا ہی کافرانہ عقائد رکھے اس کے باوجود اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو یہ روشن خیال لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو کافر نہ کہو۔چنانچہ ان کے نزدیک قادیانی بھی مسلمان، منکرین حدیث بھی مسلمان، آغا خانی بھی مسلمان ہیں، اور یہ ان سب کو مسلمان قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔جبکہ حق ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ہے۔

تکفیر کے سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ اگر ہم یوں کہیں کہ جو بھی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا اسے کافر نہ کہو تو نتیجہ نکلے گا کہ اسلام کی اپنی حقیقت نہیں ہے اور نہ اسلام

کے کوئی لوازم اور تقاضے ہیں، لہٰذا جو شخص توحید کو مانے، رسالت وآخرت کو نہ مانے لیکن اس کے باوجود اگر وہ کہے کہ میں مسلمان ہوں تو اس کو مسلمان تصور کیا جائے، تو یہ بات بالکل ہی باطل ہے۔(کفریہ الفاظ اور اُن کے احکامات:ص 119)

امام بخاری صاحبؒ کا فتویٰ:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام ظاہری حالت کو دیکھتا ہے، اس لئے ہم شیعہ کی ظاہری حالت کو دیکھ کر ان پر مسلمان ہونے کا حکم لگاتے ہے۔ان کو کافر کہنا درست نہیں۔وضاحت فرمائیں؟

جواب: امام بخاری صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک جہمی یا رافضی کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں اور کسی یہودی یا نصرانی کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی فرق نہیں سمجھتا اس لئے کہ یہ دونوں فرقے یہود و نصاریٰ کی طرح کافر ہیں، اگر چہ یہ خود کو مسلمان کہیں۔

(اکفار الملحدین :ص 170)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحبؒ کا فتویٰ:

جس کے دل میں کوئی زہریلا اور فاسد مادہ ہو تو ہزار طاعت و عبادت بھی اس کیلئے مفید نہیں جیسے ابلیس لعین اور بلعم باعوراء۔اسی طرح خوارج و روافض.....ہزار نماز اور روزہ اور لاکھ عبادت کریں مگر جب تک دل کا تنقیہ نہ ہو جائے اور فاسد مادہ نہ نکل جائے اُس وقت تک کوئی طاعت اور کوئی عبادت مفید اور کارآمد نہیں۔

(معارف القرآن:ج 8:ص 57)

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی صاحبؒ کا فتویٰ:

اگر کوئی شخص دعوائے ایمان و اسلام کے باوجود ایسے اعمال کرتا ہے جو لازماً کفر

کی علامت اور ایمان و اسلام کے منافی ہیں یا جن کو اختیار کرنے سے کافر ہونے کا یقین ہوتا ہے تو وہ شخص کافر ہی شمار ہوگا اور اس کا ایمان و اسلام کا دعویٰ غیر معتبر مانا جائے گا۔

(کفریہ الفاظ اور اُن کے احکامات: ص 23)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے اور مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن وحدیث کے نصوص کو اس جھوٹے نبی پر چسپاں کرتے ہیں وہ زندیق کہلاتے ہیں۔ یا جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود یہ عقیدہ یا نظریہ رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن مجید صحیح نہیں ہے، یہ تو (نعوذ باللہ) شرابیوں اور زانیوں کی لکھی ہوئی کتاب ہے، یہ لوگ بھی زندیق کہلاتے ہیں۔ اور زندیق مرتد سے بھی بدتر ہیں۔ (کفریہ الفاظ اور اُن کے احکامات: ص 30)

حضرت مولانا علامہ رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کا فتویٰ:

سوال: اگر اظہارِ اسلام کوئی شخص نہ کرے، صرف ایمان خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ اور دیگر احکامات پر لاوے۔ یہ اس کی نجات کیلئے کافی ہے یا نہیں؟ اور شرع شریف میں اس پر اطلاق اسلام یا مومن کا ہوگا یا نہیں؟

جواب: ان سب جوابات سے واضح ہوگیا کہ مومن مستوجب نجات وہ ہے کہ (دل میں سب احکام کی تصدیق کر کے ان سب کا اقرار کرے اور) محل اظہار میں اظہار کرے، اور کوئی امر کفر و شرک اس سے سرزد نہ ہو، اور ظاہر و باطن سے مزین با یمان و اسلام ہو۔

اگر دل میں مومن رہا اور بظاہر کافر، تو وہ بھی باعتبار حکم شرعی کے کافر ہے، نہ کہ مومن۔ اور جو بظاہر مومن رہا اور دل میں تصدیق کامل نہیں، وہ بھی منافق کافر ہے نہ کہ مومن۔ دونوں پر شرع میں اطلاق مومن کا نہیں ہوسکتا۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص 3)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ بے ادب اگر چہ زبان سے کلمہ کہے لیکن مسلمان نہیں ہوسکتا، اگر ایک آیت قرآن شریف کا کوئی کلمہ کو منکر و مکذوب ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے، کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مؤمن نہیں ہوتا۔(ھدایت الشیعہ:ص 96)

عبدالرحمٰن فاروقی صاحب کا فتویٰ:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ بڑے نمازی، روزے دار، حج کرنے والے، نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، لہذا آپ کیسے ان کو کافر کہہ دیتے ہو؟

جواب: صحبتِ نبوی ﷺ کی دولت سے سرفراز ہونے والے ہر فرد کیلئے ارشادِ خداوندی ہے: وکلاً وعداللہ الحسنیٰ: ہر ایک کے ساتھ جنت کا وعدہ ہے۔

اس منتخب جنتی جماعت کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو صحابہ کرامؓ کی اس مقدس جماعت کو گالیاں دے، ان پر زبانِ طعن دراز کرے، ان کے خلاف بدگوئی کرے تو وہ لعنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو ایسے شخص پر جس کے دل میں صحابہ کرامؓ کا بغض ہو۔ اور ایسے شخص نے اگر فرائض ونوافل کی پابندی بھی کی ہوگی تو پھر بھی نجات کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس کے دل میں صحابہ کرامؓ کا بغض ہے۔ قیامت کے دن اس کے فرائض ونوافل اس کے منہ پر مار دیئے جائیں گے۔

:لا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا: کے الفاظ صریحاً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے دشمن.....مردود العمل ہے۔

(چہل حدیث در دفاع صحابہؓ: ص 110)

امام ابن جوزی صاحبؒ کا فتوی:

روافض نماز سے محروم ہوئے، کیونکہ وہ وضو میں پاؤں نہیں دھوتے۔ اور جماعت سے محروم ہوئے کیونکہ امام معصوم ڈھونڈتے رہتے ہیں (جس کا ملنا محال ہے)۔

(تلبیس ابلیس: ص175)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن سالمؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالٰی نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے واسطے میرے اصحاب برگزیدہ فرمائے۔ وہ میرے لئے وزیر و انصار و اصہار (خسر و داماد دونوں کو کہتے ہیں) بنائے۔ تو جو کوئی ان کو برا کہے اس پر اللہ تعالٰی و ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ ایسے (بدگو) سے اللہ تعالٰی قیامت کے دن صرف وعدل کچھ قبول نہ کرے گا۔ مصنفؒ نے کہا کہ صرف سے مراد نفل اور عدل سے مراد فریضہ ہے۔ (تلبیس ابلیس: ص175)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہو گی جو ہمارے شیعہ دوست دار ہونا ظاہر کریں گے، بدگوئی کریں گے، وہ رافضہ کہلائیں گے۔ وہ لوگ ہرگز ہمارے شیعہ نہیں ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ و سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کو برا کہیں گے ان کو تم جہاں پاؤ قتل کرنا، کیونکہ وہ لوگ مشرک ہیں۔

(تلبیس ابلیس: ص178)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: شیعہ اظاہر کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں؟

جواب: سو ایسے لوگ جو کتاب اللہ، کچھ کہے اور وہ کچھ کہیں، گو اپنی سوچ میں کتاب اللہ پر یقین رکھتے ہوں لیکن.... حقیقت میں کتاب اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔
(هدية الشيعه:ص 17)

ڈاکٹر مفتی ثناء اللہ صاحب کا فرمان:

سوال: کلمہ گو مسلمان اگر روزہ اور نماز کی پابندی نہیں کرتے، بلکہ وہ صلیب اور دوسرے شعائر کفریہ کی تعظیم کرتے ہوں اور غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو متبرک مانتے ہوں، تو ایسے مسلمانوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: عام طور پر کلمۂ شہادت پڑھنے کے بعد ایسے کفریہ افعال کے ارتکاب سے مرتد کے احکام جاری ہوتے ہیں، جبکہ عورتوں اور بچوں کو ان افعال سے روکنے اور دوبارہ مسلمان ہونے کے لئے ہر ممکنہ تادیبی کاروائی بروئے کار لانی چاہئے۔

نوٹ: واضح رہے کہ غالی روافض روزہ اور نماز کے باوجود اپنے عقائد باطلہ سے چونکہ باز نہیں آتے، اس وجہ سے یہ مرتد اور نہ اہل کتاب بلکہ یہ..... بظاہر زنادقہ ہیں۔
(مذاہب اربعہ میں توہینِ رسالت ﷺ اور توہینِ صحابہؓ کا تحقیقی جائزہ:ص 265)

حضرت مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب کا فتوی:

اگر وہ ضروریات دین کے منکر یا مؤول ہوں تو اگر چہ ان کی ساری زندگی عبادت میں گزر چکی ہو، وہ بہر حال کافر ہیں۔(تفسير معارف الفرقان:ج1:ص122)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: نیکی، اچھائی اور بھلائی دنیا میں کئے جانے والے ایسے اعمال ہیں جو انسان کو خوشی اور اطمینان قلب عطا کرتے ہیں مسلمان کی حیثیت سے ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر

وہ نیکی جوہم اس دنیا میں کریں گے اس کا ثواب ہمیں آخرت میں ملے گا، لیکن اچھائی، نیکی کسی کی میراث نہیں، اچھا نیک کام ایک مسلمان بھی انجام دے سکتا ہے اور ایک غیر مسلم بھی۔ مسلمان چونکہ روز جزاء پر یقین رکھتا ہے، اس لئے اسے تو نیکی کا ثواب آخرت میں مل جائے گا، مگر غیر مسلم جو نیکیاں کرتے ہیں، وہ ان کی نجات کا باعث کیوں نہیں ہوگی؟

جواب: آخرت میں نیکیاں انسان کو اُسی وقت نجات دلا سکیں گی جبکہ اس کے ساتھ ایمان بھی ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جنت کے لئے عمل صالح کے ساتھ ایمان کو ضروری قرار دیا ہے: وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ان لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار:

اس مضمون کی اور بھی متعدد آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں، ہاں کفر کے ساتھ نیکیاں دنیا میں فائدہ پہنچا سکتی ہیں، جیسے رزق میں برکت، عمر وصحت میں برکت وغیرہ۔ اسی طرح بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے آخرت کے عذاب میں تخفیف بھی ہوتی ہے جیسا کہ ابو طالب کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے ان کے لئے دوزخ میں سب سے ہلکا عذاب رکھا گیا ہے۔ یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ آخر کفار ومشرکین کی نیکیاں کیوں قبول نہیں کی جاتی؟

اب دیکھئے! اگر ہمارے ملک ہندوستان میں باہر کا کوئی سیاح آئے، تو وہ کتنا ہی نیک چال چلن کا آدمی ہو، اس ملک کا صدر اور وزیر اعظم تو کجا معمولی رکن اسمبلی بھی نہیں بن سکتا، بلکہ وہ ووٹ بھی نہیں دے سکتا، اس لئے کہ اس نے اس ملک کی وفاداری کا طوق اپنے گلے میں ڈالا ہی نہیں ہے۔ اسی طرح جب تک کوئی شخص خدا تعالیٰ جل شانہ پر ایمان نہیں لائے تو اس نے کائنات کے اس مالک سے اپنی وفاداری کا رشتہ ہی استوار نہیں کیا، بلکہ اس کی حیثیت ایک نیک خصلت اور خوش اخلاق باغی کی ہے، اور باغی بہر حال باغی ہی ہوتا

ہے،اسی لئے آخرت میں ایمان کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔
(کتاب الفتاوی:پہلا حصہ:ج 1:ص 156)

حضرت مولانا محمد عاصم عمر صاحب کا فرمان:

ارشادِخداوندی ہیں:وَدّوالو تکفرون کما کفروافتکونون سوآء فلاتتّخذوامنھم اولیاء حتّی یھاجروا فی سبیل اللّٰہ،فان تولّو فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتّموھم ولا تتّخذوا منھم ولیاوّلانصیرا:

ترجمہ: ان(منافقین) کی دلی خواہش ہے کہ تم بھی کفر کر بیٹھو جیسے انہوں نے کفر کیا سوتم برابر ہو جاؤ،لہذا تم ان کو دوست نہ بناؤ،جب تک کہ وہ اللہ تعالی کے راستے میں ہجرت نہ کرآئیں،پس اگر وہ باز نہ آئیں،توان کو پکڑو،اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو،اور ان کو دوست ومددگار نہ بناؤ۔

فائدہ: امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کلمہ گو تھے لیکن مسلمانوں کے مقابلے کفارِمکہ کی مدد کرتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ یہ لوگ مکہ سے آئے،مسلمانوں سے ان کا سامنا ہوگیا،کچھ مسلمانوں نے کہا کہ ان خبیثوں کی جانب چلو اوران کو قتل کردو کیونکہ یہ ہمارے مقابلے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں،یہ سن کر کچھ مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم ایسے لوگوں کو قتل کروں گے جو تمہاری طرح کا کلمہ پڑھتے ہیں،کیا صرف اس وجہ سے ان کی جان ومال کو حلال کرلوں گے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھربار کو نہیں چھوڑا؟

اس طرح اہل ایمان کا ان لوگوں کے بارے میں دورائے ہوگئے،جبکہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی کو کچھ نہیں کہا،تب یہ آیت نازل ہوئی،جس میں اللہ تعالی

جل شانہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ فرمادیا کہ یہ منافق ہیں، اگر یہ باز نہیں آتے تو جہاں پاؤ ان کو قتل کرو، یہ شریر لوگ ہیں، ان کی دلی خواہش ہے کہ تم بھی ان کی طرح کفر کر بیٹھو۔ (امام مہدی کے دوست و دشمن :ص 64)

حضرت مولانا محمد عبدالسلام چاٹگامی صاحب کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ ابو طالب نے زندگی بھر حضور اکرم ﷺ کی حمایت کی، اپنے بیٹے حضرت علیؓ کو ایمان لانے کیلئے کہا۔ دین اسلام کو حق جانا تھا، تب ہی تو آپ ﷺ کی حمایت کی، اور اپنے بیٹے کو ایمان لانے کے لئے کہا تھا۔ ورنہ کون اپنے بیٹے کو غلط راستہ اختیار کرنے کیلئے کہتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندر سے تو ایمان لا چکا تھا، مگر اس کا اظہار کفار و مشرکین کے سامنے نہیں کر سکا تھا۔ کیا اتنا ایمان نجات کیلئے کافی نہیں؟

جواب: یہ بات صحیح ہے کہ ابو طالب دین اسلام کو حق جانتا تھا، اسی طرح حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا سچا رسول جانتا تھا، مگر شرعاً کسی چیز کو جاننے سے ایمان دار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو ماننا، یعنی دل سے اس کا یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا اور عمل سے ظاہر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ابو طالب نے ان میں سے کسی چیز کو اختیار نہیں کیا۔

بالآخر حضور اکرم ﷺ نے جب بوقت وفات ان کو یہ کہہ کر ایمان کی دعوت دی کہ چچا! آپ اس وقت صرف زبان سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کو ایک جانتا ہوں، اور مجھے یعنی محمد کو رسول مانتا ہوں تو میں عنداللہ معافی کیلئے سفارش کر سکوں گا، لیکن ابو طالب نے جواب انکار میں دیا۔ حدیث شریف کی عبارت پڑھئے اور غور کیجئے.....

:یاابن اخی الولا ان تعیرنی، لأقررت عینک بھا

فنزلت: انّک لاتھدی من احببت، الآیۃ:

واخرج مسلم بلفظ لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حمله علیٰ ذٰلک الجزع لاقررت بہا عینک.فانزل اللّٰہ تعالیٰ:انّک لاتہدی من احببت.الآیۃ.باب الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضرہ الموت:ج 1:ص40:ایضاًاخرجہ الترمذی بلفظ مسلم فی تعیرنی: سورۃ القصص:ج2:ص154)

غرض ابوطالب نے کفروشرک کے مقابلہ میں ایمان کوظاہر نہیں کیا،اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس کے جاننے کا اعتبار نہیں کیا۔(آپ کے سوالات اوراُن کا حل:ج 1:ص 99)

میر سید شریف صاحبؒ کا فتویٰ:

اگر کوئی مسلمان فرقہ موجب کفر عقائد واعمال واقوال اختیار کرے تو ہم اس کو ضرور کافر کہیں گے،اگر چہ وہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا اور خود کو مسلمان کہتا ہو۔ (اکفار الملحدین :ص405)

امام ابن حزم صاحبؒ کا فتویٰ:

جوکوئی ایسے ضروری مسئلوں سے انکار کرے، جیسے دنیا کا حادث ہونا، قیامت کو تمام جسموں کا اکٹھا ہونا خدا تعالیٰ جل شانہ کے علم کا محیط ہونا، نمازوں اور روزوں کا فرض ہونا تو ایسے مسائل کا منکر اہل قبلہ میں سے نہیں ہوسکتا، اگر چہ عبادات میں وہ کسی قدر مجاہد ہی کیوں نہ ہو۔(عبقات:ج1:ص303)

حضرت علامہ ملا علی قاری صاحبؒ کا فتویٰ:

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اُس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادت میں گزاریں مگر عالَم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے

یا قیامت وحشر کا یا حق تعالیٰ جل شانہ کے عالم جزئیات ہونے کا انکار کرے، اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجباتِ کفر میں سے صادر ہو جائے۔

اور اس میں کسی کا خلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے، اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزار دے۔

(جواھر الفقہ:ج 1:ص 33)

حضرت علامہ شامی صاحبؒ کا فتویٰ:

علامہ شامی صاحبؒ رد المختار :جلد 1:صفحہ 377 پر فرماتے ہیں کہ:

اس شخص کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جو دین اسلام کے یقینی اور قطعی عقائد واحکام کا مخالف ہو، اگر چہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور ساری عمر عبادات وطاعات کا پابند رہا ہو۔

(اکفار الملحدین:ص 101)

ابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ کا فتویٰ:

حضرت عویم بن ساعدہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے میرے صحابہؓ کو چن لیا، پس اُن میں سے میرے وزیر اور داماد اور سسرال بنائے۔ پس جو کوئی اُن کو بُرا بھلا کہے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس سے کچھ بھی قبول نہ فرمائیں گے۔

(الجامع لاحکام القرآن:ج 16:ص 297)

علامہ زین الدین ابن نجیم مصریؒ کا فتویٰ:

جس چیز کا اقرار ضروری ہے اس کے انکار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذکر، یا اس کے کلام کے انکار کی وجہ سے یا کسی نبی کا مذاق اڑانے کی وجہ سے مرتد ہو جاتا ہے

اگر چہ وہ..... باالفعل: مسلمان ہو جیسے جماعت سے نماز پڑھنا۔

(شرح الاشباہ والنظائر: ص263)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحبؒ کا فتوی:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میرے صحابہ کو بُرا کہا اس شخص سے قیامت کے دن نہ تو فرض عبادت قبول ہوگی نہ نفلی۔

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ شیعہ اگر چہ بظاہر عبادات کرتے ہیں لیکن حقیقت میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ (ارشاد الشیعہ: ص73)

امام سفیان ثوریؒ کا فتوی:

جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت علیؓ، حضرات شیخینؓ سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے اس نے سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ اور سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ اور تمام مہاجرین و انصار کو خطاء پر سمجھا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سب کو خطاء پر سمجھنے کے بعد اس کا کوئی نیک کام آسمان تک جا سکے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج3: ص77)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا فتوی:

سلفؒ نے زکوۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے، حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے تھے، اور نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ (فتاوی ابن تیمیہ: ج4: ص291)

امام محمد صاحبؒ کا فتوی:

جو شخص اسلام کی شرائع میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے اس نے اپنا کلمہ پڑھنے کو باطل کر لیا۔ (سیر کبیر: ج4: ص365)

امام ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازیؒ کا فتوی:

جوشخص صحابہ کرامؓ کو بُرا بھلا کہے گا تو اس کو صحابہ کرامؓ سے بغض بہت ہے۔ بس یہ منافق ہوگا جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور یہ بات اُن کے کفر کا تقاضا کرتی ہے، اس لئے کہ نفاق کا درجہ کفر سے بڑا ہے۔

(تکملة المجموع شرح المهذب:ج 24:ص 24)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا فتوی:

عام مسلمانوں کو یہ بات پوری طرح معلوم ہونی چاہئے کہ اسلام کو جتنا نقصان روافض نے پہنچائی ہے، اتنی شاید ہی کسی اور جماعت نے پہنچائی ہو، اور یہ لوگ اپنے اس باطل ارادے میں کچھ حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں، جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام سے واقفیت نہیں رکھتے اور یہ روافض ان کو دھوکہ دے کر اپنا مطلب پورا کر لیتے ہیں۔ مسلمان ان کی ظاہری شکل وصورت، اقوال وافعال پر اعتبار کر لیتے ہیں، جس سے ان کو نقصانِ عظیم اُٹھانا پڑتا ہے۔ (فتاوی ختم نبوت:ج 2:ص 276)

ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض صاحبؒ کا فتوی:

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہیں: جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی تو اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم:ص 58)

حضرت مولانا علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کا فرمان:

سوال: یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اسلامی عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے، حالانکہ شیعہ بھی خانہ کعبہ کو قبلہ مانتے ہیں اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھتے ہیں؟

جواب: اہل قبلہ کی اصطلاح استعمال کرنے والے متکلمینؒ وفقہاءؒ کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نہ تو ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کے قطعی مفہوم میں تبدیلی کرتے ہیں۔اہل قبلہ کے اس اصطلاحی مفہوم کی رو سے شیعہ کا کفر واضح ہے۔(تاریخی دستاویز: ص 120)

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا فرمان:

ایک شخص کہتا ہے کہ میں کلمہ پڑھتا ہو،قرآن کو نہیں مانتا۔یا یہ کہے کہ میں کلمہ پڑھتا ہو،لیکن حضور اکرم ﷺ کو اماموں سے کم مرتبہ والا مانتا ہو،یا یہ کہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے۔یا یہ کہے کہ میں کلمہ پڑھتا ہو لیکن صحابہ کرامؓ کو نہیں مانتا اور یہ بھی عقیدہ ہو کہ صحابہ کرامؓ کافر ہے،جہنمی ہے،مرتد ہو گئے تھے(معاذاللہ)۔اور ہم کہے کہ ٹھیک ہے کلمہ جو پڑھتے ہے اس لئے کافر نہیں کہنا چاہیئے۔

مسلمانو.....! کلمہ پڑھنے کا یہ مفہوم کس نے بتلایا کہ بس کلمہ پڑھ لو اس کے بعد جو مرضی ہو،کرتے جاؤ اور یہ کہے کہ ہم تو کلمہ پڑھتے ہے۔

یاد رکھو.....! حضور اکرم ﷺ کے ختم نبوت کا انکار،قرآن کے ایک حرف کا انکار،دین کے کسی امر یقینی قطعی کا انکار کفر ہے،اور جو شخص ایسا کرے گا اسے کلمہ پڑھنے والا تصور ہی نہیں کیا جائے گا،کلمہ پڑھنے کے باوجود شریعت محمدی ﷺ میں ایسے شخص کو کلمہ پڑھنے والا سمجھا ہی نہ جائے گا۔

کلمہ پڑھنے کا معنی ہی یہی ہے کہ تمام ضروریاتِ دین کو تسلیم کرنا اور ان پر ایمان لانا،ان میں سے کسی ایک کا انکار ہو گا تو گویا اس شخص نے کلمہ پڑھا ہی نہیں ہے،چاہے وہ زبان سے لاکھ مرتبہ کہے کہ میں کلمہ پڑھتا ہوں

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فرمان:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سپاہ صحابہؓ والو! کیا کرتے ہو۔ شیعہ نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں، آخرت پر ایمان بھی رکھتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں، ختم نبوت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ آپ پھر بھی کہتے ہیں کہ وہ مؤمن نہیں کافر ہے؟

جواب: امام اہل سنت، وکیل صحابہؓ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھو پھر تمہیں سپاہ صحابہؓ کا موقف سمجھ میں آجائے گا۔

میرے محترم دوستو!

ہر کوئی جو مؤمن کہلائے وہ مؤمن نہیں ہوتا..... اگر قرآن سے، اگر گواہی سے اور اگر دلائل شرعیہ سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ فلاں شخص یا جماعت کا عقیدہ ضروریات دین کے انکار کا ہے، اور اسلام کے اصول کے خلاف ہے، اس کے باوجود یہ شخص کہتا پھرتا ہے کہ جی! میں مؤمن ہوں، تو اس کو مؤمن نہیں مانا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے خود قرآن کریم میں اس کی وضاحت بیان فرمائی ہیں:

:ومن النّاس من یّقول اٰمنّا باللّٰہ وبالیوم الاٰخر: کئی لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر بھی اور یوم آخرت پر بھی، یعنی ہم مؤمن ہیں، تو قرآن کریم نے آ فرمایا:وماھم بمؤمنین: حالانکہ وہ مؤمن نہیں..... وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مؤمن ہیں، قرآن کہتا ہے کہ وہ مؤمن نہیں ہے۔ تو کیا ہے....؟

فرمایا:واذا جاءوکم قالوا اٰمنّا: جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں :اٰمنّا: ہم مؤمن ہوگئے ہیں۔ حالانکہ:وقد دّخلوا بالکفر وھم قد خرجوا بہ: حالانکہ جب داخل ہوئے تھے اُس وقت بھی کافر تھے، جس وقت نکلے تب بھی کافر تھے۔ آنے سے جانے تک یہ مؤمن بنے ہی نہیں، انہوں نے جھوٹ بولا، ان کا عقیدہ نہیں ہے

جو بظاہر کہتے ہیں کہ جی! ہم مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ فرما رہے ہیں کہ یہ نہیں مانتے یہ جھوٹے ہیں، اُس وقت اُس جھوٹ کا نام نفاق رکھ لیا گیا اور آج اس کا نام: تقیہ: رکھ لیا گیا ہے۔

انہوں نے اُس وقت بظاہر کلمہ بھی پڑھ لیا تھا اور گواہی بھی دی تھی: اذا جــآء ك المنٰفقون قالوا نشهد انّک لرسول اللّٰه: یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

بظاہر حضور اکرم ﷺ کا ادب بھی کرتے تھے: و من النّاس من یّعجبک قوله فی الحیوة الدنیا: اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں کہ وہ جب آپ سے بات کرتے ہیں تو آپ کو ان کی بات اچھی لگتی ہے: ویُشهد اللّٰه علی مافی قلبه: اور دل میں جو بات ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گواہ ہے ہمیں آپ سے بہت محبت ہے۔

بظاہر شکل و صورت بھی شریعت کے مطابق بنائے تھے: و اذا رایتهـــــــــم تعجبک اجسامهم: آپ دیکھتے ہیں تو آپ کو ان کے اجسامِ ظاہری بھی پسند آتے ہیں۔

بظاہر بات بھی اخلاق سے کرتے تھے: وان یقولوا تسمع لقولهم: اگر وہ بات کرتے ہیں تو آپ کے ہاں تو ان کی شنوائی ہوتی ہے تو یہ اَخلاق سے بات کرتے ہیں۔

بظاہر نماز بھی پڑھتے ہیں: و اذا قاموا الی الصّلوة قاموا کسالی: نماز پڑھتے ہیں لیکن سستی سے، سستی سے سہی لیکن نماز پڑھتے تو ہیں۔

بظاہر مال و دولت بھی خرچ کرتے تھے: و لا ینفقون الّا و هم کارهون: دل سے نہیں کرتے ہیں، یعنی دل کھول کر نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کیلئے سہی، لیکن چندہ وندہ بھی دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ بظاہر شامل رہیں۔

بظاہر مساجد میں آنا اور مساجد کی تعمیر بھی کرتے ہیں: والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وّ کفرا وّ تفریقا، الخ: صرف مساجد میں آنا ہی نہیں بلکہ، وہ مسجد بنا کر آپ ﷺ کو دعوت بھی دیتے ہیں کہ حضرت! ہماری مسجد کا افتتاح کرو۔

بظاہر امن امن کی باتیں بھی کرتے ہیں: انّما نحن مصلحون: ہم تو اصلاح پسند ہیں، ہم تو کسی کے ساتھ جھگڑا نہیں چاہتے، ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، ہم تو کہتے ہیں کہ بھائی کسی کے ساتھ جھگڑا نہیں۔

یا اللہ! آخر ان کی پہچان کیا ہے؟ جبکہ ان کے لئے احکام سخت ہیں کہ حضور پاک ﷺ سے فرمایا جاتا ہے: فان رّجعک اللّٰہ الی طائفة مّنھم فاستاذنوك للخروج فقل لن تخرجوا معی ابدا وّلن تقاتلوا معی عدوّا: آپ ﷺ کے ساتھ چلنا چاہیں جنگ پر تو اُن کو کہیں کہ کوئی ضرورت نہیں آپ کو، چلے جاؤ۔

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جب جنگ پر جانے کی کوشش کر رہے تھے.... تو کلمہ گو ہوں گے یا کلمہ والے نہیں ہوں گے؟ کلمہ گو ہوں گے۔

وہ جب چندہ لے کر آئیں گے تو اُن سے کہو: انفقو طوعا او کرھا لن یّتقبل منکم: تم سے نہیں لیا جائے گا۔

یہ جو چندہ دینے آتے ہیں.... تو کلمہ گو ہوں گے یا کلمہ والے نہیں ہوں گے؟ کلمہ گو ہوں گے۔

وہ مسجد بنا کر آپ ﷺ کو افتتاح کے لئے دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں میں رُوکتا ہوں: لا تقم فیه ابدا: ہرگز اس مسجد میں نہ جانا، جانا ہی نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ نے وہ مسجدِ ضرار گرادی۔

یا اللہ! دعا کروں ان کے لئے؟ فرمایا: استغفرلھم او لاتستغفرلھم ان

تستغفرلھم سبعین مرّۃ فلن یّغفر اللّٰہ لھم:دعا کریں یا نہ کریں، یہ اتنے گندے ہیں....اگرآپ ستر مرتبہ بھی دعا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کونہیں بخشے گا۔

یااللہ!پڑوس کا مسئلہ بھی ہوتا ہے،ان کے رشتہ دار بھی ہیں اور کئی معاملات ہیں تو اس کی وجہ سے ان کا خیال کرنا پڑتا ہے؟فرمایا:فلا تعجبک اموالھم ولااولادھم انّمایریداللّٰہ لیعذّبھم بھا فی الحیٰوۃ الدّنیاو تزھق انفسھم وھم کٰفرون:ان کے مال اولاد جو ہیں وہ آپ کو پسند نہ آئے اوراس کی وجہ سے ان کی رعایت نہیں ہونی چاہئے۔اور کچھ نہیں تو اب تعلقات بھی ختم.....

یااللہ!مرجاتے ہیں،جنازہ پڑھنے کی اجازت ہے؟فرمایا:ولا تصلّ علیٰ احدمّنھم مّات ابدا: ان میں سے کسی کو موت آجائے تو اس کا نماز جنازہ بھی نہ پڑھئے :ولا تقم علی قبرہ:یہ اتنے غلیظ ہیں کہ ان کے قبر پر کھڑے ہونے کی بھی اجازت نہیں، سارے کافر جہنم میں جائے گے لیکن اِن کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں:انّ المنٰفقین فی الدّرك الاسفل من النّار:یہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔یہ منافقین ہیں۔(پیغام قرآن:ج1:ص449)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ کلمہ پڑھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ جل شانہ نے صحابہ کرامؓ کے گستاخ کو کافر کہا ہے:

حضوراکرمﷺ کے زمانہ میں کلمہ پڑھنے والے آدمی دوقسم کے ہیں۔ایک وہ ہیں(صحابہ کرامؓ)جو اعلیٰ ترین مسلمان ہیں،جنہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جنت اوراپنی رضا کی بشارت اورخوشخبری سنادی،اوردوسرے ہیں(منافقین)جو جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے،اورکہلاتے دونوں مؤمن ہیں۔کلمہ دونوں پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان دونوں طبقوں کو الگ الگ کیا،پہلے حضوراکرمﷺ

سے فرمایا:و ممّن حولکم من الاعراب منٰفقون،و من اھل المدینۃ مردوا علی النّفاق،لا تعلمھم نحن نعلمھم: یہاں مدینے میں آس پاس کچھ پکے منافق ہیں،آپ انہیں نہیں جانتے....ہم جانتے ہیں۔

اب آگے حضورِ اکرمﷺ کو بتایا گیا کہ آپ کو کچھ علامات اور نشانیاں اِن کی بتلاتے ہیں وحی کے ذریعے۔آپ ان کو باتوں میں ہی پہچان لیں گے،بات کے انداز سے بھی آپ ان کو پہچان لیں گے۔

آگے صاف طور پر حضورِ اکرمﷺ کو بتلایا گیا کہ دیکھو!مہاجرین صحابہ کرامؓ جو ہیں:اولٰئک ھم الصّدقون: یہ سارے سچے ہیں،وہ مہاجرین صحابہؓ جنہوں نے سب کچھ چھوڑا آپ کو نہ چھوڑا۔

اب جب آپﷺ تشریف لائے مدینہ میں تو:و ممّن حولکم مّن الاعراب منٰفقون،و من اھل المدینۃ مردوا علی النّفاق: یہاں جو کلمہ پڑھنے والے ہوئے نئے،ان میں کچھ منافق لوگ بھی ہیں۔

یا اللہ!یہاں مدینہ میں سچوں کی پہچان کیا ہے؟فرمایا:و الّذین تبوّؤ الدّار والایمان من قبلھم یحبّون من ھاجر الیھم: یہاں کلمہ پڑھنے والے سچوں کی نشانی یہ ہے کہ صرف کلمہ پڑھنے کی بات نہیں،صرف آپ کی خوشامد اور چاپلوسی کی بات نہیں، آپ کی وجہ سے جو صحابہ کرامؓ ہجرت کر کے آپ کے ساتھ آئے ہیں ان سے بھی پیار رکھتے ہوں۔اور منافقین کی علامت یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں:لیخرجنّ الاعزّ منھا الاذلّ: وہ مہاجرین صحابہؓ کو ذلیل اور بے عزت کہتے ہیں:انؤمن کما اٰمن السّفھآء: صحابہ کرامؓ کو بے وقوف کہتے ہیں(معاذاللہ)۔

:ولئن سالتھم:اگر آپ نے پوچھ لیا کہ یہ کیا کرتے ہو تم صحابہ کرامؓ کے

بارے میں ایسی ایسی باتیں کیوں کرتے ہو؟:لیقولن: تو کہنے لگتے ہیں:انما کنا نخوض ونلعب: جی!دل میں یہ بات نہیں ہے،ہم صرف مذاق کررہے تھے۔جب انہوں نے کہا کہ ہم مذاق کررہے تھے.....تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا:قل ابالله وایاته ورسوله کنتم تستهزءون: آپ یوں کہیں....اللہ تعالیٰ کے ساتھ،اوراس کی آیتوں کے ساتھ.....کیونکہ ان مہاجرین کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن میں سچا کہا،ان کے متعلق یہ دل آزار گفتگو کرنا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ سے مذاق ہوا،اوراس کے رسول ﷺ کے ساتھ تم مذاق کررہے تھے۔جن کو اللہ تعالیٰ نے سچا کہا،جن صحابہ کرامؓ کو حضور اکرم ﷺ اتنی عزت دیتے ہیں،پیار دیتے ہیں.....ان کی گستاخی کر کے حضور اکرم ﷺ کا مذاق اُڑا رہے ہو؟لاتعتذروا:بہانے مت بناؤ:قدکفرتم: کافر ہوتم:قدکفرتم بعد ایمانکم: ابوجہل کی بات نہیں:بعدایمانکم:ایمان کے بعد،مؤمن کہلانے کے بعد،کلمہ پڑھنے کے بعد،نماز پڑھنے کے بعد،نیک اعمال کرنے کے بعداوربظاہراسلام کا دعویٰ کرنے کے بعد یہ باتیں کرکے تم اپنا کفر واضح کررہے ہو۔

اب ایک مہاجرین صحابہ کرامؓ ہو گئے،جنہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سچا کہا۔ دوسرے وہ انصار صحابہ کرامؓ جنہوں نے مہاجرین کے ساتھ محبت کیا اوران کے ساتھ تعاون کیا،وہ بھی سچے۔تیسرا گروہ وہاں کلمہ پڑھتا ہے،نماز پڑھتے ہیں،خیرات کرتے ہیں، لیکن مہاجرین صحابہ کرامؓ پر آزادگفتگو کرتے ہیں،ان کی گستاخی کرتے ہیں ان کا نام...... منافقین ہے...بدترین کافر.....جو کہلاتا مؤمن ہے۔

اُس وقت اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نشانیاں بتلائے،حضور اکرم ﷺ کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں،فلاں،فلاں.....چھتیس آدمیوں کو،اُٹھ جاؤ..... اخرجوا فانکم منافقون..... نکل جاؤ تم منافق ہو،چھتیس آدمیوں کو حضور اکرم ﷺ

نے مسجد سے نکال دیا۔

الغرض یہ کہ صحابہ کرامؓ سے بغض اور دشمنی رکھنے والے حضورا کرم ﷺ کے دَور میں بھی مسلمان نہیں تھے،اگر چہ مسلمان کہلاتے تھے۔اگر چہ مسجد بناتے تھے۔اگر چہ چندہ دینے کی کوشش کرتے تھے۔لیکن آج.....اگر بظاہر اسلام کا دعوی کریں اور اپنے آپ کو مؤمن کہیں تو کیوں مسلمان ہو گئے؟ آج آپ کا زمانہ حضورا کرم ﷺ کے زمانہ سے زیادہ برکت والا تو نہیں؟(پیغام قرآن:ج1:ص454)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ،اللہ تعالیٰ جل شانہ کو مانتے ہیں،حضور اکرم ﷺ کو مانتے ہیں،قرآن کو مانتے ہیں،صرف صحابہ کرامؓ کو نہیں مانتے پھر آپ ان کو کافر کیوں کہتے ہو؟

جواب: پہلی بات یہ کہ سپاہ صحابہؓ نے کبھی بھی شیعہ پر کفر کا فتوی نہیں دیا، بلکہ اسلام کے چودہ سوسالہ ہر دور میں اسلاف اور اکابرینؒ نے شیعہ کے کفر پر فتوی دیا ہے،سپاہ صحابہؓ نے غیرتِ ایمانی سمجھ کر وہ فتاوی جات.....امت مسلمہ کے سامنے بیان کئے ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فریقِ مخالف حملہ کرتا ہے گواہ پر،حقیقت میں وہ دشمن ہے اصل فریق کا۔صحابہ کرامؓ پر حملہ کرنے والا اصل دشمن ہے حضورا کرم ﷺ کا۔اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے ہر چیز کے گواہ ہیں۔جب صحابہ کرامؓ کا مخالف ہوا تو پھر توحید والی آیات رہی کہاں؟ جب نعوذ باللہ قرآن کے لکھنے والے مجروح ہو گئے،غلط ہو گئے تو ختم نبوت والی آیات رہی کہاں؟ پھر نماز رہی کہاں؟ پھر روزہ رہا کہاں؟ پھر حج رہا کہاں؟ دین کا کوئی حصہ رہا کہاں؟ کیونکہ صحابہ کرامؓ کی حیثیت یہ ہے کہ ان کے بغیر اسلام کا کوئی عقیدہ اور کوئی حصہ ہمیں مل نہیں سکتا، کیونکہ یہ تمام چیزیں ان ہی کے واسطہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔

(پیغام قرآن: ج3:ص299)

سوال: بعض لوگ کہتے ہے کہ ہمارے علاقہ کے شیعہ تو کوئی گستاخی نہیں کرتے؟

جواب: شیعہ دن میں تین مرتبہ سرِ عام لوڈ سپیکر پر اپنے اذان میں: اشہد ان علیؑ ولیّ اللّٰہ و خلیفتہ بلا فصل: کہہ کر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ اور سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کو غاصب کہتے رہتے ہیں۔ کیا یہ صحابہ کرامؓ کی گستاخی نہیں ہے؟

سوال: شیعہ کہتے ہیں تمہارے تو چھ کلمے ہیں؟

جواب: ہم پڑھتے ہیں اور پڑھتے رہیں گے لیکن.....بات ہے اس کلمے کی جس سے کافر کو مسلمان کیا جاتا ہے۔ اختلاف ہے اس کلمے میں جس سے کافر دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے اس کلمے کی بات کریں۔ وہ کلمہ توحید....شیعوں کا مسلمانوں سے جدا ہے۔ (ضرب حیدری: ص 287)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ کے جو عقائد ہم بیان کرتے ہیں ان سے وہ برأت کا اظہار کرتے ہیں اگرچہ: تقیۃً: ہی سہی، لہٰذا ان کو کافر نہ کہنا چاہئے؟

جواب: محترم صاحب! آپ کسی بھی مسئلے کی حقیقت سمجھنے کیلئے تھوڑا سا گہرائی میں جانے کی زحمت کرلیا کریں۔ آپ کوئی ایک عددایسا تقیہ باز شیعہ بھی پیش نہیں کرسکتے جو تمام اپنے عقائد و اعمال ہمہ وقت چھپا جانے کا خوگر ہو، یا ہر عقیدے سے برات کا اظہار کرتا ہوں، تجربہ کرنے کے لئے عبادات و معاملات پر نظر رکھیں، اگر واقعتاً اس میں آپ کو کفر کی کوئی آلائش دکھائی نہ دے تو پھر صحیح ہوگا کہ آپ اسے مسلمان سمجھیں، اور کفار کے ماحول سے بھی اسے کھینچ لائیں، تاکہ وہ من تشبہ بقوم فھو منھم: کی زد میں آنے سے بھی بچ جائے۔

سوال: اگر شیعہ کہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور کھل کر کہیں کہ ہم قرآن کے منکر کو کافر کہتے ہیں تو پھر؟

جواب: کوئی قادیانی کھل کر نہیں کہتا کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں، وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں، لیکن ان کی کتابوں میں واضح طور پر یہ بات لکھی ہوئی ہیں، جو ان پر کفر کو ثابت کر رہی ہے۔ لہذا ان کے کہنے کا اعتبار نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ ہم قادیانی ہیں تو بس کافی ہے۔ اب ہم ان سے نہیں پوچھتے کہ تم ختم نبوت کے منکر ہو یا نہیں۔ یہی مثال شیعوں کی بھی ہے۔ اگر آپ کے اس اصول کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے کیونکہ وہ بھی بظاہر اسلام کا دعوی کرتے ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اصل چیز ایمان اور عمل صالح ہے:

عمل صالح جسم کی مانند اور ایمان جان کی مانند ہے، جان ہے تو جسم کام کا ہے اور جان نہیں تو جسم کام کا نہیں ہے۔ اگر ایمان نہیں ہے تو اعمال بے کار ہیں، بے جان ہیں، مردود ہیں۔ ارشاد ربانی ہیں:

:والّذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعة یّحسبه الظمأن ماء:

گرمی میں تپش ہو، دھوپ ہو تو ریگستان میں دُور سے ریت بالکل پانی کی طرح نظر آتا ہے، لیکن جب وہاں پہنچے گا تو وہاں پانی ہے ہی نہیں۔

اسی طرح جن کا ایمان ہی نہیں وہ اگر چہ عمل کرے بھی سہی تو اس کے اعمال یہاں سے نظر آتے ہیں، لیکن جب وہاں پہنچے گا تو ان اعمال میں سے کوئی چیز نہیں ہوگی، کوئی کام کی نہیں ہوتی ان کے اعمال: کرمادِ الشتدّت بـه الـريح: کچھ بھی نہیں، اُڑ گئے سارے: حبطت اعمـا لھم: خلاصہ یہ کہ اگر ایمان ہے تو تو ڑا سا عمل بھی کافی ہے اگر ایمان نہیں تو سارے اعمال بھی کسی کام کے نہیں۔

ایمان کا حقیقی مفہوم:

رسول پاک ﷺ جو کچھ لائے اُن سب کو مان لینا یہ ایمان ہے،اور اس میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنا کفر ہے۔ایمان کیلئے سب کو ماننا ضروری ہے اور کافر بننے کیلئے سب کا انکار ضروری نہیں،مثلاً: تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ماننا اور ان کی تصدیق کرنا ضروری ہے اور ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک کے انکار کے ساتھ آدمی ویسا ہی کافر بن جاتا ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کرے۔

ایمان اور کفر کے لوازمات:

محترم دوستو! صاف رہنے کیلئے ہر داغ سے بچنا ضروری ہے،ہر رنگ کے دھبے سے بچنا ضروری ہے.....لیکن داغدار بننے کیلئے ہر رنگ کا دھبہ لگنا ضروری نہیں ہے،کوئی ایک رنگ لگ گیا تو داغدار ہے۔اسی طرح کامل بننے کیلئے،مکمل ہونے کیلئے،اہل ہونے کیلئے ہر نقص اور ہر کوتاہی سے بچنا ضروری ہے.....لیکن ناقص ہونے کیلئے ایک نقص بھی کافی ہے۔اسی طرح تندرست ہونے کیلئے ہر بیماری سے بچنا ضروری ہے.....لیکن بیمار ہونے کیلئے ہر بیماری کا لگنا ضروری نہیں،کوئی ایک بیماری لگ گئی تو بیمار ہے۔اسی طرح پاک ہونے کیلئے ہر نجاست سے بچنا ضروری ہے اور پلید ہونے کیلئے ہر نجاست لگنا ضروری نہیں ہے.....کوئی ایک نجاست لگ گئی تو وہ پلید ہے۔

جب پلید اور پاک مل جائے تو غلبہ کس کا ہوتا ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہوتا ہے؟ اگر پورا مٹکا پانی کا ہے اس میں ایک قطرہ پیشاب کا یا خون کا یا شراب کا پڑ گیا ہے تو پورے مٹکے کا مٹکا ناپاک ہو جائے گا۔اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ جیسے.....تندرستی کیلئے..... ہر بیماری سے بچنا ضروری ہے۔کمال کیلئے..... ہر نقص سے بچنا ضروری ہے۔صفائی کیلئے... ہر داغ سے بچنا ضروری ہے۔صحت کیلئے..... ہر بیماری سے بچنا ضروری ہے۔پاکیزگی

کیلئے.....ہر پلیدی سے بچنا ضروری ہے۔

ایسے ہی ایمان کیلئے.....کفر کی ہر قسم سے یعنی ضروریات دین میں سے ہر چیز کے انکار سے بچنا ضروری ہے، کسی ایک چیز کا انکار ہو گیا تو اب وہ کفر ہی ہو گا، باقی چیزوں کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

خون لگے تو اسے پلید کہا جائے گا، اب پیشاب پاخانہ لگنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی، اس کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ جس کو ایک بیماری لگ گئی اسے بیمار کہا جائے گا، باقی بیماریوں کے لگنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ اگر ایک جگہ سے ٹوٹ گیا تو اسے ناقص کہا جائے گا سارے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایمانیات اور ضروریات دین میں سے کوئی ایک چیز ٹوٹ گئی تو اسے بے ایمان کہا جائے گا۔

کفر کی اقسام:

کافر کی کئی قسمیں ہیں، جیسے بیماریاں کئی ہے، الگ الگ ان کے نام ہیں اور مشترک اس کا نام ہے: بیماری: اور نجاستوں کی کئی قسمیں ہیں، مشترک نام ہے: نجاست: اور اسی طرح کفر کی بھی کئی قسمیں ہیں اور الگ الگ ان کے حکم بھی ہیں۔ لیکن اس کا مشترک نام ہے: کفر۔

ایک کفر کا نام ہے شرک.....ایک کفر کا نام ہے الحاد.....ایک کفر کا نام ہے نفاق... ایک کفر کا نام ہے ارتداد.....ایک کفر کا نام ہے زندیق.....ایک کفر کا نام ہے مرتد.....لیکن ان کا مشترک نام ہے.....کفر۔ (پیغام قرآن: ج 1: ص 439)

سـوال: بعض لوگ کہتے ہے کہ شیعہ خود کو مسلمان کہتے ہیں، اور اسلام کی نسبت پسند کرنے والوں کو اس نسبت سے خارج کرنا ایک غیر مناسب فعل ہے جبکہ اسلام ایسا دین ہے جو تنگئی دائرہ کی بجائے وسعتِ حلقہ کا تقاضا رکھتا ہے؟

جواب: حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے اسلام کا دعوی نہ رکھنے والے کافروں سے پہلے، اسلام کا دعوی رکھنے کے باوجود ختم نبوت اور زکوۃ کا انکار کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا اور اپنے اس عمل سے قیامت تک کیلئے راہنمائی فرمادی کہ جو شخص دین کی بنیادی حقیقتوں میں سے کسی حقیقت کا انکار کرے وہ دعوائے اسلام کے باوجود کافر مرتد اور واجب القتل ہے۔

چنانچہ ان کے عقیدے سے آگاہ ہوتے ہی ہمارا فرض ہے کہ بلا تاخیر اس کے کفر وارتداد کو بے نقاب کرنے کیلئے کوشاں ہو جانا چاہئے۔اب جبکہ شیعوں کے عقائد منظرِ عام پر آچکے ہیں ان سے آگاہ ہونے والے ہر مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ شیعہ کے کفر وارتداد کے اعلان واظہار میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں تا کہ مسلمان ان کے دجل وفریب سے بچ جائیں۔

سوال: جب مؤمن بننے کیلئے سارا ماننا لازم ہے تو کافر بننے کیلئے سارے کا انکار ضروری ہونا چاہئے تھا، یہ کیا ہے کہ کافر بننے کیلئے کچھ بھی انکار کرے تو کافر ہو جائے گا؟

جواب: ہاں ایسے ہی ہے، کیونکہ کسی چیز کو بند رکھنے کیلئے تو ہر طرف سے بند کرنا ضروری ہے اور کھولنے کیلئے کہیں سے توڑ دو، سارے اطراف کا توڑنا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح اچھا بننے کیلئے ضروری ہے کہ وہ چور بھی نہ ہو، وہ جھوٹا بھی نہ ہو، وہ زانی بھی نہ ہو، وہ شرابی بھی نہ ہو۔اور بُرا بننے کیلئے ان میں سے ایک کرلے تو بُرا ہے۔

اسی طرح پاک رہنے کیلئے ضروری ہے کہ پاخانہ بھی نہ لگے کپڑے کو، پیشاب بھی نہ لگے، شراب بھی نہ لگے، خون بھی نہ لگے، جتنی غلاظتیں اور پلیدیاں ونجاستیں ہیں کوئی بھی نہ لگے۔لیکن پلید بننے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ساری غلاظتیں لگیں۔

تندرست ہونے کیلئے تمام بیماریوں سے بچنا ضروری ہے اور بیمار ہونے کیلئے

تمام بیماریوں کا لگنا ضروری نہیں ہے، کوئی ایک لگے بس وہ بیمار ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اسے شوگر بھی ہو، کینسر بھی ہو، ٹی بی بھی ہو۔

اسی طرح مؤمن رہنے کیلئے سارا قرآن ماننا ضروری ہے، ہر آیت کے انکار سے بچنا ضروری ہے، اور کافر بننے کیلئے کسی ایک آیت کا انکار کافی ہے۔

اب میں کہتا ہوں یہ کپڑہ پلید ہے اس کو پیشاب لگا ہوا ہے، اب کوئی کہے کہ جناب اس کو خون بھی نہیں لگا، اس کو شراب بھی نہیں لگا، اس کو پاخانہ بھی نہیں لگا، وہ ساری پلیدیاں گنوائے کہ آپ اس کو پلید کیسے کہتے ہو؟ آپ کیا کہیں گے کہ یہ بے وقوف اور پاگل ہے۔

اسی طرح میں کہتا ہوں یہ بیمار ہے اس کو فالج ہو گیا ہے، وہ کہے نہیں جی! اس کو شوگر نہیں ہے، اس کو ایڈز نہیں ہے، اس کو بلڈ پریشر وغیرہ نہیں ہے، یہ ساری بیماریاں اس کو نہیں ہے۔ آپ اس کو بیمار کیسے کہتے ہیں۔ تو آپ اس کو پاگل کہیں گے یا نہیں؟

میرے محترم قارئین کرام!

اس لئے جب اسلاف ؒ اور اکابرینؒ نے متفقہ طور پر فیصلہ دے کر بتا دیا کہ شیعہ توحید کے منکر ہے، شیعہ ختم نبوت کے منکر ہے، شیعہ قرآن کے منکر ہے، شیعہ صحابہ کرامؓ کے منکر ہے، بلکہ صحابہ کرامؓ کے سخت گستاخ بھی ہے، تمام امت کو کافر کہنے والے بھی ہے، اور یہ بھی بتا دیا کہ شیعہ کافر اور مرتد ہیں، اب آپ یہ کیوں بتاتے ہیں کہ......جی وہ نماز بھی پڑھتے ہے، روزہ بھی رکھتے ہے، حج پر بھی جاتے ہے، پگڑی بھی باندھتا ہے، داڑھی بھی رکھی ہے، ذکر بھی کرتے ہے...؟

جب اسلافؒ نے بتا دیا کہ یہ کافر اور زندیق ہیں، اب نماز، روزہ، داڑھی، پگڑی حج، تلاوت اور ذکر واذکار کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے، اب ان چیزوں کو پیش کرنا تو

فضول ہے۔

اور اگر آپ کے اس اصول کو تسلیم کیا جائے کہ (جب تک تمام ضروریات کا انکار نہ کرے کافر نہ کہنا چاہئے)تو پھر میں کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اُس وقت سے لے کر آج تک کوئی کافر ایسا نہیں ہے جس کو ایمان کی ساری باتیں نامنظور ہوں اور سب باتوں کا انکاری ہو،ایسا کوئی کافر دنیا میں نہیں ہے۔کیونکہ اگر کچھ بھی نہ مانے یہ تو مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔اگر یہ بھی نہ مانے تو کم ازکم دنیا میں جو اسلامی سبق ہے کہ بڑوں کی عزت کرنی چاہئے،چھوٹوں پر شفقت کرنی چاہئے،مظلوم کی مدد کرنی چاہئے، پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے،یہ تو مانے گا،تو پھر ہر بات کا منکر تو نہ ہوا۔تو پھر دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں رہ سکتا۔

لہذا صاف بات ہے کہ تمام قرآن کو ماننا ایمان ہے،ایک آیت کا انکار کرنا کفر ہے۔سارے نبیوں کو ماننا ایمان ہے،کسی ایک نبی کا انکار کرنا کفر ہے۔تمام صحابہ کرامؓ کو ماننا ایمان ہے،کسی ایک صحابیؓ کی تکفیر کرنا کفر ہے۔(پیغام قرآن :ج 3:ص 208)

کیاتمام شیعہ کافر ہے؟

اس عنوان کے تحت آپ حضرات یہ چیزیں ملاحظہ فرمائیں گے

1.....اسلافؒ اور اکابرینؒ نے یہ فتوی دیا ہے کہ موجودہ زمانے کے تمام شیعہ (مرد وعورت، چھوٹے بڑے، خواص عوام) کافر ہیں۔ بلااستثناء شیعہ کا ہر فرد..... کافر اور زندیق ہے۔ پھر مطلق ومقید کی بات کرنا فضول ہے۔

2.....ہر وہ شخص جو خود کو مذہب شیعہ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ شیعہ ہی ہے۔ اور شیعہ مذہب کی طرف نسبت کرنا اور شیعہ فرقہ سے ہونا ہی کفر ہے۔ پھر مطلق ومقید کی بات کرنا فضول ہے۔

3.....بعض ایسے کفریہ عقائد ہے جس میں تمام شیعہ مشترک ہیں۔ پاکستان اور ایران کے تمام شیعہ اسلام سے خارج ہیں۔ پھر مطلق ومقید کی بات کرنا فضول ہے۔

4.....کیا اس وقت دنیا میں شیعہ کے دوسرے فرقوں کا وجود ہے؟

5.....آج کل کی اصطلاح اور عرف میں: روافض: شیعہ ہی کو کہا جاتا اور پہچانا جاتا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ روافض کافر کہنا چاہئے، شیعہ کافر ہے نہ کہنا چاہئے بفضول ہے۔

(باب اوّل)

مطلق شیعہ کافر ہے

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ مطلق شیعہ کو کافر کہنا درست نہیں ہے کیونکہ بعض شیعہ، صحابہ کرامؓ پر تبرا نہیں کرتے ہیں؟

جواب: پاکستان میں جتنے بھی شیعہ ہیں وہ اثناعشری ہے ان کے علاوہ اسماعیلی آغا خانی یا بوھری فاطمی شیعہ ہیں اور ان دونوں کو تو شیعہ بھی کافر کہتے ہے، اس کے علاوہ شیعہ کا اگر ایسا گروہ ہے جس کے عقائد مختلف ہیں تو ہمیں دیکھنا ہوگا کہ آخر اُن کے عقائد کیا ہے؟ اُن کے عبادت خانے کہاں ہے؟ اُن کا طریقۂ عبادت کیا ہے؟ ورنہ جب بھی شیعہ کا لفظ بولا جاتا ہے تو مراد..... اس سے شیعہ اثناعشریہ ہی ہوتا ہے۔ اور یہ طبقہ اپنے عقائد و نظریات کی بنیادی و اساسی کتب کی تعلیمات اور اپنے عمل کے مطابق کافر ہے۔ کیونکہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے اس پر جو استفتاء مرتب کر کے ہند و پاک کے سینکڑوں علماء کرام کے فتاوی جات جمع کئے ہیں، ان میں بالاتفاق شیعہ کو کافر قرار دیا

ہے۔

علماء کی طرف سے یہ احتیاط شروع سے چلی آرہی ہے۔ کیونکہ شیعوں نے اپنے آپ کو ہر زمانہ میں تقیہ کے پردوں میں چھپائے رکھا، جن علماء نے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان کے عقائد جب بھی واضح ہوئے تو علماء نے ان کے مطلق کفر کا فتوی دیا ہے۔ آج ان کے عقائد بالکل واضح ہو چکے ہیں۔ خصوصاً تحریف قرآن، مسئلہ امامت، تکفیر شیخینؓ، صحابہ کرامؓ کو مرتد و منافق سمجھنا وغیرہ۔ اس لئے علماء کا فتوی ان کے مطلق کفر کا ہے اسی بنیاد پر حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے فتوی پر دیگر علماء دیوبندؒ کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بغیر کسی قید کے دستخط فرمائے تھے۔

(خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ: ص 221)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا فتوی:

سوال: بہت سے لوگوں کو ضرورت سے زیادہ احتیاط کی پاسداری ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ جی مطلق شیعہ کو کافر نہ کہا جائے کیونکہ ان کے بہت سے فرقے ہیں ہر ایک کا حال معلوم نہیں ہے۔ البتہ مقید کر کے یوں کہنا چاہئے کہ جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو یا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بھول کر غیر حضرت علیؓ پر وحی لانے کا قائل ہو یا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی صحابیت کا منکر ہو یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کو صحیح جانتا ہو وہ کافر ہے؟

جواب: روافض کا فرقہ اپنے عہد اوّل سے اسلام، مسلمان، قرآن اور صحابہ کرامؓ کا بہت بڑا دشمن رہا ہے، مکاری اور تقیہ کے ہتھیار سے مسلح ہونے کی وجہ سے عامۃ المسلمین بلکہ بہت سے علماء پر بھی ان کا کفر مخفی رہا، ہندوستان میں حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحبؒ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے گذشتہ صدی میں شیعہ کی کتابوں کا خوب وسیع مطالعہ کیا اور یہ یقین ہو جانے کے بعد کہ فرقہ اثناعشریہ عقائدِ کفریہ رکھتا ہے، ان پر کفر کا

فتویٰ دیا۔

درحقیقت شیعوں کے کفریہ عقائد پر ان کے تقیہ نے پردہ ڈال رکھا تھا، جب کوئی شخص ان کے مذکورہ عقائد کے بارے میں گفتگو کرتا تو شیعہ کہہ دیتے کہ یہ ہمارے عقیدے نہیں ہیں، ان کی کتابیں بھی زیادہ تر سامنے نہ آئی تھیں، دورِ حاضر میں ان کی کتابیں چھپ کر سامنے آگئی ہیں اور خمینی نے اپنی کتاب :کشف الاسرار :اور:الحکومۃ الاسلامیہ: میں واضح طور پر عقائدِ کفریہ شائع کر دیئے ہیں۔ جن لوگوں نے خمینی کو اپنا امام مانا وہ سب ان عقائدِ کفریہ کو تسلیم کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ ایران کے علاوہ دوسرے تمام ممالک کے شیعہ تقریباً سب ہی خمینی کو امام مان چکے ہیں الّا ماقل و شذّ۔ اور خمینی نے جو عقائدِ کفریہ شائع کئے ان کی پوری دنیا کے شیعہ میں سے کسی نے بھی تردید نہیں کی، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تمام اثناعشریہ شیعہ ان عقائد سے متفق ہیں۔

آج کل شیعوں کے بہت سے فرقے کہاں ہیں کہ یوں کہا جائے کہ تمام شیعہ کو مطلق کافر کہنے سے اجتناب کیا جائے۔ پورے عالم میں اس وقت ان کے دو ہی فرقے ہیں۔ ایک فرقہ..... تفضیلی ہے، جو یمن میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ حضرت علیؓ کو دیگر تمام صحابہ کرامؓ سے افضل جانتے ہیں، اور فروع میں فقہ شافعی پر عمل کرتے ہیں، اس بات سے کوئی کافر نہیں ہوتا، اگرچہ ان کا مسلک تفضیلی..... عام روایاتِ حدیث کے خلاف ہے۔ اور اس فرقہ کا کوئی عقیدہ کفریہ سامنے نہیں آیا لہٰذا اس کو کوئی کافر بھی نہیں کہتا۔ دوسرا فرقہ..... اثناعشری ہے، جس کے عقائدِ کفریہ بالکل واضح اور ظاہر ہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ جزائے خیر دے جنہوں نے فرقہ اثناعشریہ کے عقائدِ کفریہ کی ان کی کتابوں سے نشان دہی فرمائی پھر ایک سوال مرتب فرمایا جس کا جواب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے

اور فرقہ اثناعشریہ کو کافر قرار دیا ہے۔ ہندو پاک کے بڑے بڑے علماء ومفتیان کرام نے اس پر اپنی تصدیق اور توثیقی دستخط فرما دیئے ہیں، یہ مجموعہ دونوں ملکوں میں شائع ہو چکا ہے۔

شیعہ کی طرف سے اب تک کوئی ایسی بات کسی فرد یا ادارہ یا انجمن نے شائع نہیں کی کہ یہ ہمارے عقائد نہیں ہیں اور جب تک کوئی فرقہ، فرقہ اثناعشریہ سے منسلک رہے گا، ان عقائد کفریہ سے برأت ظاہر نہیں کرسکتا ورنہ وہ اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ کہ: دور حاضر میں خمینی نے اپنی کتاب: کشف الاسرار: اور :الحکومت الاسلامیہ: میں واضح طور پر عقائدِ کفریہ شائع کر دیئے۔ جن لوگوں نے خمینی کو اپنا امام، لیڈر اور رہبر مانا وہ سب ان عقائدِ کفریہ کو تسلیم کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

پوری دنیا کے روافض میں سے کسی نے بھی خمینی ملعون کی تردید نہیں کی، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تمام روافض اثناعشریہ ان عقائد سے متفق ہیں۔

آج کل شیعوں کے بہت سے فرقے کہاں ہیں جو یوں کہا جائے کہ تمام روافض کو مطلق کافر کہنے سے اجتناب کیا جائے۔

یاد رکھو! جب تک کوئی فرقہ، فرقہ اثناعشریہ سے منسلک رہے گا ان عقائد کفریہ سے برأت ظاہر نہیں کرتا۔ ورنہ وہ اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

روافض کو ہی مطلق شیعہ کہا جاتا ہے، جب سے حضرت مولانا حبیب الرحمٰنؒ (دیوبند) کا فتوی مع تصدیق علمائے حق، روافض کی تکفیر کے بارے میں شائع ہوا ہے، کسی شیعہ نے بھی یہ اعلان نہیں کیا کہ ہم ان عقائد سے بَری ہیں۔ فرقہ اثناعشریہ کا ہر فرد ان عقائد کا حامل ہے، یہ بات محقق ہے کہ ان سب کے یہ عقائد ہیں۔

(فتاوی بینات: ج1: ص177)

حضرت مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحبؒ کا فتویٰ:

سوال: بعض لوگوں نے علامہ شامیؒ کے بارے میں سمجھ رکھا ہے کہ آپ شیعوں کی علی الاطلاق تکفیر کے قائل نہیں تھے؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ علامہ شامیؒ نے شیعوں کو قریب سے بہت کم دیکھا تھا اور نہ اُس وقت شیعہ کی عام کتابیں ملکِ شام پہنچی تھی۔علامہ شامیؒ محمد علی پاشاہ کے زیر اثر تھے اور یہ بات صحیح ہے کہ ترکوں کے ہاں اُس وقت شیعیت خلافِ قانون تھی، ترکوں کے ہاں شیعیت کا ابتدائی تعارف صرف یہ تھا کہ:

کچھ لوگ ہیں جو صحابہ کرامؓ کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور حضرات شیخینؓ کی خلافت کو حق نہیں مانتے، اپنے آپ کو شیعانِ علی کہتے ہیں اور بس۔

شیعوں کے دوسرے کفریہ عقائد (جیسے موجودہ قرآن پاک میں تحریف کا قائل ہونا، ائمہ اہل بیتؓ کو انبیاء سابقین علیہم السلام سے افضل ماننا، عقیدۂ امامت سے مفہوم ختم نبوت کا انکار کرنا، قیامت کو جی اُٹھنے سے پہلے اس دنیا میں دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم ﷺ اس دنیا میں کامیاب نہ ہو سکے تھے وغیرہ وغیرہ) وہاں متعارف نہ تھے اور نہ عمومی طور پر شیعوں کے عقائدِ سبعہ معروف تھے۔

صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنا کفر ہے۔ یہ بحث علامہ کے سامنے خوارج کی بحث سے چلی، جو حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو برا کہتے تھے، اب مسئلہ یہ اٹھا کہ خوارج کو اس غلطی پر کافر کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ علامہ ابن ہمامؒ کا فتوی تھا کہ جمہور فقہاء اور محدثین کے ہاں خارجی باغی ہیں کافر نہیں، مگر بعض محدثین ان کے کفر کے قائل تھے۔ علامہ ابن ہمامؒ کا فتوی تھا کہ صحابی کو کسی شبہ اور تاویل کی بنا پر بُرا کہنا گمراہی ہے لیکن کفر نہیں، سو اگر کوئی کسی صحابی کو کسی خارجی عمل کے باعث بُرا کہے تو وہ مبتدع اور ضال

ہوتا ہے۔ یہ ان لوگوں کا حکم نہیں جو صحابہ کرامؓ کے نام پر جلیں، وہ بلاشبہ کافر ہے: لیغیظ بھم الکفار: قرآن کریم کی نص ہے۔

علامہ ابن ہمامؒ کی مراد ہرگز یہ نہیں تھی کہ قطعیاتِ اسلام کا انکار بھی کفر نہیں، آپؒ نے :المسانرہ: میں یہ بات بڑی وضاحت سے لکھی ہے کہ ضروریات دین اور قطعیات میں سے کسی ایک کا بھی انکار ہو تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔

علامہ شامیؒ نے جو احتیاط اختیار کی وہ علامہ ابن ہمامؒ کے فتح القدیر کے بیان کی روشنی میں تھی، لیکن جب آپ نے علامہ ابن ہمامؒ کی کتاب :المسانرہ: میں قطعیاتِ اسلام کے انکار کا کفر ہونا دیکھا تو آپ نے کھل کر اُن لوگوں کو کافر کہا جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے صحابئ رسول ﷺ ہونے کے منکر ہو یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کے قائل ہو یا قرآن کریم میں تحریف کے قائل ہو۔

اب اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ حضرات شیخینؓ جنتی ہونے اور حضور اکرم ﷺ کے رضا یافتہ ہونے کے باوجود خلیفۂ برحق نہ تھے، اور خلافت آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو دی تھی اور غدیر خم میں حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا تھا (گوایسا کبھی نہ ہوا) تو ایسا شخص مبتدع اور گمراہ ہے اور اجماع صحابہؓ کا منکر ہے، لیکن بعض فقہاء اسے کافر نہیں کہتے، بلکہ اس بات میں بحث کرتے ہیں کہ اس نے قطعیاتِ اسلام اور متواتراتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہے یا نہیں؟ اب اگر اس میں کچھ اختلاف ہو اور علامہ شامیؒ ایسے شخص کو کافر نہ کہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اثناعشری شیعوں کو بھی کافر نہیں کہتے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے جن وجوہ کی بناپر شیعہ پر کفر کا فتوی دیا وہ سب وجوہ..... اثناعشری شیعوں میں موجود ہیں۔ اور ان وجوہ کو علامہ شامیؒ ڈٹ کر کفر کہہ رہے ہیں اور ان امور کے کفر ہونے میں کبھی آپؒ کو کوئی شبہ نہ ہوا۔ جن شیعوں

پرعلامہ شامیؒ نے عدمِ تکفیر کا فتوی دیا ہے ایسا کوئی شیعہ دنیا میں عموماً نہیں دیکھا گیا۔

فتاوی شامی میں آپؒ نے کھل کر شیعوں کی تکفیر کی ہے: نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃؓ او انکر صحبۃ الصدیقؓ او اعتقد الالوھیۃ فی علیؓ او ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی:

(ردالمختار شامی :ج3ص406) (ایضاً:مرقات ج11ص172)

یادرکھیں! علامہ شامیؒ نے شیعہ کی تکفیر میں جو احتیاط کی ہے وہ صرف ان موہوم افراد کے بارے میں ہے جن کا قائل دنیا میں عملاً کوئی نہیں۔

اثناعشری شیعہ، صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنے سے بہت آگے جا کر اُن تمام عقائد کے حامل ہیں جن سے تکذیبِ رسول ﷺ لازم آتی ہے۔ان کے عقائدِ سبعہ میں سے ایک ایک عقیدہ کفرِ صریح ہے۔اگر کوئی شخص حضرت عائشہ صدیقہؓ پر حد لگنے کا عقیدہ رکھے اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو صحابی نہیں بلکہ منافق جانے یا قرآن پاک میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھے تو ایسا کونسا عالمِ دین ہوسکتا ہے جو اُن کو کافر نہ کہے....؟؟؟

سوجان لینا چاہئے کہ اثناعشریوں کے کفر میں اب تک کسی مقتدر عالم دین نے شک نہیں کیا اور نہ علامہ شامیؒ کو اس باب میں کسی قسم کا شک تھا۔ہاں اگر کوئی یوں کہے کہ علامہ ابن عابدینؒ :علی الاطلاق : شیعوں کے کفر کے قائل نہ تھے مگر اثناعشری شیعوں پر کھلا کفر کا فتوی دیتے تھے تو یہ بات درست ہوسکتی ہے۔حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کی مراد اس عبارت میں یہی ہے۔

اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جنہوں نے شیعوں کو بہت قریب سے دیکھا تھا اور انہوں نے شیعہ کی اصل کتابیں بھی پڑھی تھی وہ ان کے: علی الاطلاق : کفر کے قائل تھے۔حضرت شاہ صاحبؒ:فیض الباری جلد 1 صفحہ 120: پر فرماتے ہیں:

پھر شیعوں کی تکفیر میں اختلاف ہوا، علامہ شامیؒ انہیں کافر نہیں کہتے اور مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے انہیں کافر کہا ہے، اور فرماتے ہیں جس نے انہیں کافر نہیں کہا اس نے ان کے عقائد کو نہیں جانا، اور میرا فتوی ان کے کفر کا ہے۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دو بزرگوں میں مسئلے کا کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ تحقیقِ واقعہ میں اختلاف رہا کہ اثناعشری شیعوں کے پورے عقائد کیا ہیں، دونوں حضرات مختلف درجوں میں مطلع تھے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعیت کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ کی نظر زیادہ وسیع تھی۔ سو ایسے شیعہ دنیا میں کہیں نہیں ہیں جن پر علامہ شامیؒ نے عدمِ تکفیر کا فتوی دیا ہو، یعنی کافر نہ کہا ہو۔ (عبقات :ج2:ص243 تا 248)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

خمینی ملعون اپنی کتاب :الحکومت الاسلامیہ: کے صفحہ نمبر 52 پر لکھتے ہیں کہ ہمارے شیعہ مذہب کی ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے بارہ اماموں کا درجہ اتنا بلند ہے کہ مقرب فرشتے اور انبیاء و مرسلین بھی اس کو نہیں پہنچ سکتے۔

میرے محترم قارئین کرام!

فرقہ کرامیہ تحریف قرآن کے قائل نہ تھے نہ وہ آسمانی ماموریت کو جاری سمجھتے تھے لیکن محض اس بات پر کہ وہ بعض اولیاء کرام کو نبی سے افضل کہتے تھے، علماء کرام نے ان کے کفر کا فتوی دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آئمہ کو جو اہل اسلام کے نزدیک زیادہ سے زیادہ اونچے درجے کے اولیاء ہوسکتے ہیں، انبیاء کرام و مرسلین علیہم السلام سے افضل ماننا ایک مستقل وجہ کفر ہے اور اس میں شیعہ کی بھی کوئی تخصیص نہیں۔

حضرت ملا علی قاریؒ :شرح فقہ اکبر: کے صفحہ 147 پر لکھتے ہیں کہ ولی، نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں، خاتم بالشر سے مامون (امن

پائے ہوئے) ہیں، وحی سے عزت یافتہ ہیں، یہاں تک کہ ان کا خواب بھی وحی ہے، وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں تبلیغ احکام پر مامور ہیں۔ سو جو بعض کرامیہ سے منقول ہیں کہ اونچے درجے کا ولی کبھی نبی سے بڑھ بھی سکتا ہے تو یہ عقیدہ کفر ہے، ضلالت ہے، بڑا ٹیڑھا کفر ہے جاہلیت ہے۔

افسوس کہ خمینی اس عقیدۂ کفریہ کو اپنے عقیدہ کی ضروریات میں سے سمجھتے ہیں، اب آپ ہی غور فرمائیں کہ یہ اثناعشری شیعہ اپنے اس صریح کفر کے ساتھ کیسے مسلمان سمجھے جا سکتے ہیں...؟

اثناعشری عقائد میں سے یہ عقیدہ جتنا خمینی نے واضح کر کے لکھا ہے اس کی مثال شیعہ کی پہلی بارہ سو سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ اب یہ کیسے مان لیا جائے کہ پہلے اثناعشری شیعہ تو بے شک کفر پر تھے لیکن خمینی ملعون نے انہیں اس دور میں نیا شعور بخشا ہے، ہرگز نہیں۔

(عبقات:ج2:ص255)

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا فرمان:

امیر عزیمت، مجدد وقت، امام سنی انقلاب، حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ فرماتے ہیں کہ تعلیم سے فراغت کے بعد کیونکہ میرا ضلع جھنگ تھا اور اس میں شیعہ جارحیت زوروں پر تھی اور جھنگ کو آج بھی ثانی لکھنؤ شمار کیا جاتا ہے (واضح رہے کہ لکھنؤ شیعہ جارحیت اور مظالم کا گڑھ ہے) اسی دوران مجھے شیعیت پر وسیع مطالعہ کرنے کا موقع ملا، جہاں شیعہ کتب کا مطالعہ کیا وہاں میری برادری کے سب لوگ ان پڑھ تھے اس لئے میں نے سوچا کہ ان کو جلد ہی مسلمان کر دوں گا لیکن آپ یقین کریں کہ جس کی وجہ سے میں شیعہ کو :علی الاطلاق: کافر کہنے پر مجبور ہو گیا وہ یہ ہے کہ میں اس چیز کا تجربہ کر کے دیکھ چکا ہوں کہ:

ایک ان پڑھ شیعہ آدمی بھی وہی تمام نظریات رکھتا ہے جو ایک شیعہ مجتہد، عالم یا رہنما کے ہوتے ہیں۔

مثلاً صاف لفظوں میں میری برادری کے ایک فرد نے جو اردو کا ایک لفظ پڑھا ہوا نہیں تھا، اس نے صاف صاف لفظوں میں مجھے کہہ دیا کہ مولوی صاحب! تم یہ کیا باتیں کرتے ہو، یہ قرآن تو محض لکیریں ہیں جو حضرت عثمان غنیؓ نے کھینچی ہیں، یہ اصلی قرآن نہیں ہے۔

یہ ہے وہ حقیقت جو سارے حضرات پر اس لئے نہیں کھلتی کہ ان کا اتنا واسطہ شیعیت سے نہیں پڑا کہ جتنا مجھے پڑا ہے۔ برادری کے لحاظ سے، جھنگ کے لحاظ سے، پھر شروع سے شیعہ لڑیچر پڑھنے کے لحاظ سے تو ان کی یہ باتیں سن کر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ایک ان پڑھ آدمی (عام شیعہ) وہ میرے ساتھ یہ گفتگو قرآن کے متعلق کر رہا ہے، تو ان کا ہر آدمی قطعاً یہ عقیدہ رکھتا ہے، چاہے وہ اس کا اظہار کسی مجبوری کے تحت نہ کرے۔

(میں نے سپاہ صحابہؓ کیوں بنائی: ص 7)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فتویٰ:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ مطلق شیعہ تو کافر نہیں ہیں؟

جواب: ہم پوچھتے ہے کہ ایسا شیعہ دکھاؤ جو سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو خلیفۂ بلافصل (پہلا خلیفہ) مانتا ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہم سے کیوں پوچھتے ہو۔ کیا :نور لانوار: کے صفحہ نمبر 222 پر نہیں لکھا ہے، کیا: حسامی: میں یہ موجود نہیں ہے کہ.....سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے خلافت پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا، اور اس اجماع کا منکر کافر ہے۔ کیوں بھول جاتے ہو؟ مطلق اور مقید کے چکروں میں پڑھ گئے ہو۔ ایسا کوئی شیعہ نہیں ہے جو سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو اوّل خلیفہ مانتا ہو۔

حضرت مولانا عبدالغفور عثمانی صاحب کا فتوی:

شیعہ کو مطلقاً کافر سمجھتا ہوں۔(فتوی امام اہل سنت:205)

حضرت مولانا قاری محمد عمران صاحب کا فتوی:

ان عبارات کو دیکھ کر اور علماء حق کی تحقیق کو دیکھ کر اور موجودہ اہل تشیع کی ظاہری وباطنی، قولی وفعلی، اور کتابی صورت حال کو دیکھ کر بندہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اِس وقت کا شیعہ (مطلقاً) کافر ہیں۔(فتوی امام اہل سنت:ص 75)

(باب دوم)

شیعہ فرقہ سے ہونا ہی کفر کو ثابت کرتا ہے

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: اگر کوئی شخص ایسے فرقے کی طرف اپنے کو منسوب کرے جس کے کچھ عقائد اسلامیہ ہوں کچھ کفریہ ہوں، اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: قواعد سمعیہ وعقلیہ اس پر متفق ہیں کہ مجموعہ ایمان وکفر کا، کفر ہی ہے۔ :وقد صرّح به في قوله تعالیٰ:ویقولون نؤمن ببعض وّنکفر ببعض وّ یریدون ان یّتخذوا بین ذٰلک سبیلا،اولٰئک هم الکٰفرون حقّا: ورنہ دنیا میں ایسا کوئی کافر نہ ہوگا جس کا ہر عقیدہ کفریہ ہی ہو۔

کثرت سے کافر، صانع کے قائل ہیں۔اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک ایمان کی، تو ایمان کا حکم کیا جاوے گا، اس سے مراد وہ وجوہ ہے جن میں

دونوں احتمال ہوں، جیسے ایک کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہوں، (امداد الفتاویٰ: ج4: ص 587)

تتمۃ السوال: حضرت حاجی صاحب کا جو مکتوب سرسید کے نام تھا مجھے اس قدر پسند آیا تھا کہ میں نے اہتمام کے ساتھ اسے پیچ میں شائع کیا تھا۔ پس میری فہم ناقص میں اسی کو معیار بنالینا چاہئے۔ اور اسی کے مطابق معاملہ تمام گمراہ فرقوں سے رکھنا چاہئے۔ یعنی نہ مداہنت نہ اتنی مخالفت کہ ان میں اور عیسائیوں، آریوں وغیرہ میں کوئی فرق ہی نہ رکھا جائے؟

تتمۃ الجواب: لیکن اگر وہ خود ہی اپنے کو کافر بنائیں تو کیا ہم اُس وقت بھی ان کو کافر نہ بتائیں۔ دنیا میں اپنے کو آج تک کسی نے کافر نہیں کہا، بلکہ کوئی عیسائی کہتا ہے کوئی یہودی، مگر چونکہ ان فرقوں کے عقائدِ کفریہ دلائل سے ثابت ہیں، اس لئے ان کو کافر ہی کہا جائے گا۔ تو مدار اس حکم کا عقائدِ کفریہ پر ٹھہرا۔ تو اگر ایک شخص اپنے کو فرقۂ شیعہ سے کہتا ہے اور کوئی عقیدہ کفریہ اس مذہب کے اجزاء یا لوازم سے ہے تو اپنے کو اس فرقہ میں بتلانا بدلالت التزامی اس عقیدہ کو اپنا عقیدہ بتلانا ہے۔ پھر عدمِ تکفیر کی کیا وجہ؟ اور اگر ان کے یہاں یہ عقیدہ : مختلف فیہ: بھی ہوتا تب بھی کسی کی تکفیر میں تردّد ہوتا لیکن یہ بھی نہیں اور جو اختلاف ہے وہ غیر معتد بہ: ہے جن کو خود ان کے جمہور رد کر رہے ہیں۔ اس حالت میں اصل تو کفر ہوگا البتہ کوئی صراحتاً کہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے یا کوئی فرقہ اپنا لقب جدا رکھ لے۔ مثلاً جو علماء اُن کی تحریف کے نافی ہیں اُن کی طرف اپنے کو منسوب کیا کریں۔ مثلاً اپنے کو صدوقی یا قمی یا مرتضوی یا طبرسی کہا کریں مطلق شیعہ نہ کہیں تو خاص اُس شخص کو یا اُس فرقہ کو اِس عموم سے مستثنیٰ کہہ دیں گے لیکن ایسے استثناؤں سے قانونی حکم نہیں بدلتا ہے۔

حرمتِ نکاح وحرمتِ ذبیحہ....احکامِ قانونی ہیں، یہ اس پر بھی جاری ہوں گے

جب تک وہ فرقہ متمیز و مشہور نہ ہو جاوے۔خصوص جبکہ تقیہ کا بھی شبہ ہے تو خواہ سوءظن نہ کریں مگر احتیاطاً عمل تو سوءظن ہی جیسا ہوگا۔البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ اس کا معاملہ وہ اس کے عقیدہ کے موافق ہوگا۔

اگر کوئی ہندو توحید کا بھی قائل ہو اور رسالت کا بھی ،لیکن اپنے کو ہندو کہتا ہو،گو کچھ تاویل ہی کرتا ہو۔تو اس کے ساتھ آخر کیا معاملہ ہوگا؟ یہی حالت یہاں کی ہے۔

ضلع فتح پور میں ہندوؤں کی ایک جماعت ہے جو قرآن وحدیث پڑھتے ہیں،اور نماز روزہ کرتے ہیں مگر اپنے کو ہندو کہتے ہیں۔لباس اور نام سب ہندوؤں جیسا رکھتے ہیں۔اگر وہ اپنے کو ہندو کہیں اور اپنا مشرب ظاہر نہ کریں تو کیا سامع کے ذمہ تفصیل واجب ہوگی؟ کہ اگر ایسے عقیدہ کا ہے تو کافر اور اگر ایسے عقیدہ کا ہے تو مسلمان۔

(امدادالفتاوی:ج4:ص585)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

تکفیر کے دو درجے ہیں،ایک:فیما بینہ و بین اللہ: یعنی جو معاملات بندوں اور حق تعالیٰ جل شانہ کے درمیان ہے،ان کا مدار تو کفر باطنی پر ہے جس کا بالتعیین کسی پر حکم نہیں لگایا جا سکتا،اور دوسرا درجہ احکام ظاہری کے اعتبار سے ہے،اس کا مدار قوانینِ خاصہ پر ہے،جو علماء کے کلام میں مدوّن ہے۔اس درجہ میں احتمالات:غیر ناشی عن دلیل: ملحوظ نہیں،ورنہ کسی کافر پر جہاد تک بھی جائز نہ رہے،کیونکہ احتمال ہے کہ یہ دل میں مؤمن ہو،اور اظہارِ کفر میں اس کے پاس کوئی واقعی عذر ہو،اور ظاہر ہے کہ اس میں کس قدر غلط لازم آتا ہے۔

ایمان جس طرح ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی،دونوں کا مدار احکام ہیں،اسی طرح کفر بھی ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی اور دونوں کا مدار احکام ہیں۔

پس جیسا کسی فرقہ اسلامیہ کی طرف اپنے کونسبت کردینا موجب حکم بالایمان ہے، گوایک ایک عقیدۂ اسلامیہ کی تفصیل نہ کرے، اسی طرح کسی فرقہ کفریہ کی طرف اپنے کو نسبت کردینا موجب حکم بالکفر ہے، گوایک ایک عقیدۂ کفریہ کی تفصیل نہ کرے۔

(امدادالفتاوی:ج4:ص587)

حضرت مولانا حافظ قاری مفتی سیدعبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ کافتوی:

روافض واہل تشیع میں مختلف العقائد فرقے ہیں۔بعض وہ ہیں جوحضرت علیؓ کو خلیفۂ اوّل ہونے کے مستحق سمجھتے ہیں مگر باقی صحابہ کرامؓ پرتبرّا نہیں کرتے یہ فاسق اورمبتدع ہیں اسلام سے خارج نہیں ہے،ان کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں اوران کومسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیاجاسکتاہے(لیکن ان کی جگہ الگ کردی جائے)۔اوربعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کومعبود سمجھتے ہیں۔بعض وہ ہیں جن کاعقیدہ ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی،حضرت علیؓ کوپہنچانے کے بجائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پہنچادی،گویااِن کےنزدیک نبی ورسول بننے کے اصل حقدارحضرت علیؓ تھے۔بعض وہ ہیں جوحضرت عائشہ صدیقہؓ پرزنا کی تہمت لگاتے ہیں۔بعض ایسے بھی ہیں جوحضرات صحابہ کرامؓ کومسلمان ہی نہیں مانتے کافرومرتد قراردیتے ہیں(معاذاللہ)۔اِن فرقوں کی نماز جنازہ درست نہیں اوران کومسلمانوں کےقبرستان میں دفن کرنا بھی جائزنہیں۔

لہذاہرفرقہ کی تعیین مشکل ہے،جولوگ روافض وشیعہ کہلاتے ہیں ان کومسلمانوں کےقبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے اسی میں احتیاط ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج7:ص74)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتویٰ:

اثنا عشری شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہے، تین چار کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں، اور سیدنا حضرت علیؓ اور ان کے بعد گیارہ بزرگوں کو معصوم :مفترض الطاعۃ: اور انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ تمام عقائد ان کے مذہب کی معتبر اور مستند کتابوں میں موجود ہیں۔ اور ظاہر ہیں کہ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے ہوں وہ مسلمان نہیں۔

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان عقائد کا قائل نہیں تو اس کو اس مذہب سے برأت کا اظہار کرنا لازم ہے، جس کے یہ (کفریہ) عقائد ہیں اور ان لوگوں کی تکفیر ضروری ہے جو ایسے عقائد رکھتے ہوں۔ جب تک وہ ایسا نہیں کرتا اس کو بھی ان عقائد کا قائل سمجھا جائے گا اور اس کے انکار کو تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ج4:ص218)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ارشادِ ربانی ہیں: ماکان للمشرکین ان یعمروا مسٰجداللّٰہ شٰھدین علیٰ انفسھم بلکفراولٰئک حبطت اعمالھم وفی النّار ھم خٰلدون:

ترجمہ: مشرکوں کو حق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو تعمیر کریں، درآنحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے عمل اکارت ہو چکے، اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کو اپنا کافر ہونا تسلیم ہے اور وہ خود اپنے آپ کو کافر کہتے ہیں کیونکہ دنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو کافر کہنے کیلئے تیار

نہیں ۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برملا اعتراف کرتے ہیں جنہیں اسلام، عقائدِ کفر قرار دیتا ہے۔یعنی ان کا کفر یہ عقائد کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔(فتاوی بینات:ج3:ص581)

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ کا جو امام ہوتا ہے اصل میں وہ کافر ہوتا ہے اور باقی جو عوام ہیں ان کو کیا پتہ، وہ تو جاہل ہیں، لہٰذا ان پر کفر کا فتوی لگا دینا درست نہیں؟

جواب نمبر 1 : اگر آپ کے اس اُصول کو تسلیم کرلیا جائے، پھر تو یہودیت، نصرانیت، عیسائیت، قادیانیت، ہندو اور سکھ وغیرہ جتنے بھی غیر مسلم ہیں تو ان کو کافر نہیں کہنا چاہیے، کیونکہ صرف ان کے پوپ، پادری، گُرو کافر ہیں۔

اسی طرح ہم اور آپ جو مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں، یہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔کیونکہ ہمارے تو صرف علماءکرام ہی مسلمان ہوئے، نہ کہ عوام۔اور دین کو جاننے والے حضرات علماءکرام ہی ہیں، پھر ہم اہلِ سنت والجماعت کے جاہل لوگوں کو کیوں مسلمان کہتے ہیں؟

جواب نمبر 2 : جو شخص کسی مذہبی فرقہ سے وابستہ ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ اس کے عقائد وہی ہیں جو اس مذہب کی مستند کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں اگر چہ یہ ممکن ہے کہ اپنے مذہب سے جہالت و ناواقفیت یا اپنی ذاتی رائے کی بنا پر اس کے وہ عقائد نہ ہوں۔

اس اُصول کی بنا پر کہ جس طرح جو شخص اپنے کو مسلمان کہتا ہے اس کے متعلق یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد پر ایمان رکھتا ہے اگر چہ ہماری بدبختی سے

مسلمانوں میں بہت سے جاہل اور دین سے ناواقف ایسے لوگوں کا ہونا معلوم ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد اور ایمانیات سے بے خبر ہیں۔اسی طرح یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمانوں میں بعض ایسے پڑھے لکھے گمراہ بھی ہیں جو مغربی تعلیم اور فلسفہ کے اثر سے آخرت، جنت، دوزخ اور ملائکہ جیسی ایمانی حقیقتوں پر یقین نہیں رکھتے۔لیکن جب تک کسی شخصیت کے بارے میں تحقیق کے ساتھ ایسی بات معلوم نہ ہو اس کو مسلمان ہی کہا اور سمجھا جائے گا۔

اس مسلمہ اُصول کی بنا پر یہی سمجھا جاتا ہے اور سمجھا جائے گا کہ جو شخص شیعہ اثنا عشری فرقہ سے وابستہ ہے اس کے عقائد وہی ہیں جو اس فرقہ کی مستند کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں اور انہی عقائد کی بنا پر اس کے بارے میں وہ شرعی فیصلہ کیا جائے گا جو راقم سطور کے استفتاء کے جواب میں حضرات علماء کرام واصحاب فتوی نے کیا ہے۔

اگر بالفرض ان میں سے کسی فرد کے عقیدے وہ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے حق میں وہ فیصلہ نہیں ہوگا، لیکن ......اثنا عشری مذہب میں تقیہ چونکہ نہ صرف جائز بلکہ واجب اور آئمہ معصومین کی سنت وعبادت ہے۔اس لئے اگر کوئی اثنا عشری شیعہ..... ان عقائد سے انکار کرے جو موجب کفر ہے تو اس انکار کے بارے میں شک شبہ رہے گا۔نکاح اور ذبیحہ جیسے معاملات میں احتیاط کے پہلو پر عمل کرتے ہوئے پرہیز کیا جائے گا۔

ہاں اگر ایسے کسی شخص کے بارے میں کسی ذریعہ سے یقین ہو جائے کہ یہ اثنا عشریہ کے موجب کفر عقائد سے بَری ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں وہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔اور آخرت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ جو علیم و خبیر ہے اس کے ساتھ اپنے علمِ محیط کے مطابق معاملہ فرمائے گا۔

(خمینی اور اثنا عشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ : ص 32)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی مہم کا نشانہ صرف خمینی اور اس کے

پیروں کاروں کو بنانا چاہیے، نفس شیعیت اور اثنا عشری مذہب کو نشانہ بنانا غیر ضروری بھی ہے اور خلاف مصلحت بھی؟

جواب: ہم صاف لفظوں میں عرض کرتے ہیں کہ یہ خیال ہماری رائے میں شیعیت کی حقیقت، اس کی تاریخ اور خمینی و شیعیت کے باہمی تعلق کی اصل نوعیت کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

خمینی دراصل قدیم شیعہ باطنی تحریک کا ایک لیڈر رہے، اسی ضمن میں ہم یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ شیعہ کے جو علماء خمینی کی شخصیت اور ان کے کچھ افکار و خیالات سے اختلاف رکھتے ہیں ہم نہ ان کے ہم نوا ہے اور نہ ان کے خیالات کو اپنی بات کی تائید میں پیش کرنا زیادہ صحیح سمجھتے ہیں۔

کفر و اسلام کا مسئلہ شخصیتوں سے متعلق نہیں ہوا کرتا بلکہ عقائد سے متعلق ہوا کرتا ہے۔ دنیا میں جس شخص کے عقائد وہ ہو جو اثنا عشری مذہب کے بنیادی عقائد ہیں اسلام سے بے تعلقی کے معاملہ میں اس میں اور خمینی میں فرق کرنا علمی اعتبار سے غلط اور عملی اعتبار سے مضر ہے۔ (خمینی اور اثنا عشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ: ص 14)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتویٰ:

بعض مسلمانوں کو ان زنادقہ کے بارے میں دو غلط فہمیاں ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں بعض فرقے یا بعض افراد ایسے ہیں جو تحریفِ قرآن اور انبیاء کرام علیہم السلام پر تفضیلِ ائمہ کے قائل نہیں۔ دوسری یہ کہ ان کے عوام کو تحریفِ قرآن اور تفضیلِ ائمہ جیسے عقائد کا علم نہیں۔ اور جو حضرات ان دو غلط فہمیوں میں مبتلاء ہیں انہوں نے شیعہ کے کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا اور ان کے عوام کا جائزہ نہیں لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان میں مرد و عورت، چھوٹا بڑا، بچہ بوڑھا کوئی فرد ایسا نہیں جو

تحریفِ قرآن کاعقیدہ نہ رکھتاہو، ہر خاص و عام اور جاہل سے جاہل کے دل میں بھی یہ عقیدہ خوب راسخ ہے۔ان میں عقیدۂ تحریفِ قرآن بالکل اسی طرح متواترات ،مسلّمات ،اور بدیہیات وضروریات دین میں سے ہے جیسے مسلمانوں میں صداقتِ قرآن اور نماز روزہ۔

اگر یہ ناممکن مفروضہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ان کے عوام کو ایسے عقائد کا علم نہیں تو بھی کفر وزندقہ کے حکم سے شیعہ کے کسی فرد کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے کہ کسی مذہب میں دخول کا حکم لگانے کے لئے اس مذہب کے عقائد کی تفصیل کا علم ضروری نہیں۔بلکہ اس مذہب کی طرف صرف انتساب (نسبت) کافی ہے۔مثلاً کسی کو مسلمان قرار دینے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اسے عقائدِ اسلام کی تفصیل معلوم ہو، بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ خود کو مذہب اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، یعنی ایمانِ مجمل کے حصول سے اسلام میں داخل ہو جائے گا، بشرطیکہ اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھتا ہوں۔

لہذا ہر وہ شخص جو خود کو مذہب شیعہ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ شیعہ ہی ہے اس لئے وہ بھی کافر اور زندیق ہے، اگر چہ اپنے مذہب کے عقائد کی تفصیل سے بے خبر ہو۔

حقیقت وہی ہے کہ ان مردودوں کے عقائدِ مذکورہ ہر شیعہ بچے کی گھٹی میں پڑے ہوئے ہیں۔جیسے مسلمان اپنے بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی اللہ تعالی جل شانہ، حضور اکرم ﷺ اور قرآن جیسے موٹے موٹے عقائدِ اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اسی طرح اِن مردودوں کا کوئی بھی بچہ جیسے ہی ہوش سنبھالتا ہے یہ تحریفِ قرآن جیسے عقائد اس کے دل ودماغ کی گہرائیوں میں اُتار کر اسے مکمل طور پر شیعہ اور کافر وزندیق بنادیتے ہیں۔

اس انتہائی مکار، عیار، تخریب کار، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت خطرناک سازشوں میں ہر وقت مصروفِ کار، دغابازی وفریب دہی کے فن میں ہر زمانہ میں پوری دنیا میں اوّل نمبر مشہور اور ماہر، یہودنژاد قوم کو جس کے مذہب کی بنیاد ہی مکروفریب اور اسلام

اوراہل اسلام کے خلاف بغض وعناد وتخریب کاری پر ہے،اورایسی شاطر،روبہ صفت نسل کو اپنے بچوں کی ذہنی تربیت اوران کے دل ودماغ میں اپنے مذہب کی بنیاد اُتارنے کی کوشش ومحنت میں مسلمانوں سے کم سمجھنا صرف سادہ لوحی ہی نہیں بلکہ پرلے درجے کی حماقت اور انتہائی فریب خوردگی ہے۔

ان مردودوں کے دین وایمان کی بنیاد ہی تقیہ پر ہے۔اس لئے اگر کوئی شیعہ قرآن پر ایمان کا دعوی کرتا ہے تو یقیناً وہ تقیہ کررہا ہے۔اس کی مثالیں خود انہی کی کتابوں میں موجود ہیں۔جب ان پر ان کی کتابیں پیش کی جاتی ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ:

ہم میں سے ہر شخص مجتہد ہے،اس لئے جس مصنف نے تحریفِ قرآن کا قول کیا ہے وہ اس کا اپنا اجتہاد ہے جو ہم پر حجت نہیں۔(احسن الفتاوی:ج10:ص36)

مدرسہ جامع العلوم کانپور کافتوی:

محدث جلیل،فقیہ العصر،حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحبؒ کا جواب بالکل درست ہے،اثناعشری شیعوں کے کفر وارتداد میں وجوہ مذکورہ کی بنا پر کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔جناب مولانا عبدالماجد دریابادی نے شیعوں کے کفر کے سلسلہ میں کچھ شبہات واشکالات کئے تھے جن کے مدلل ومفصل جوابات حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ نے تحریر فرمائے ہیں۔اس کے چھٹے تتمۂ سوال کے تتمۂ جواب میں تحریر فرمایا ہے.....لیکن اگر وہ خود ہی اپنے کو کافر بنائیں (بالمذنون) تو کیا ہم اُس وقت بھی ان کو کافر نہ بتائیں (بالنناء)۔

دنیا میں اپنے آپ کو آج تک کسی نے کافر نہیں کہا بلکہ کوئی عیسائی کہتا ہے،کوئی یہودی،مگر چونکہ ان فرقوں کے عقائدِ کفریہ دلائل سے ثابت ہیں،اس لئے ان کو کافر ہی کہا جائے گا تو یہاں اس حکم کا عقائدِ کفریہ پر پڑنا

تو ایک شخص اپنے کوفرقۂ شیعہ سے کہتا ہے اور کوئی عقیدۂ کفریہ اس مذہب کے اجزاء یا لوازم سے ہے تو اپنے کو اس فرقہ میں بتلانا بدلالت التزامی اس عقیدہ کو اپنا عقیدہ بتلانا ہے، پھر عدمِ تکفیر کی کیا وجہ؟

اور اگر یہاں یہ عقیدہ :مختلف فیہ: بھی ہوتا تب بھی کسی کی تکفیر میں تردد ہوتا لیکن یہ بھی نہیں۔اور جو اختلاف ہے وہ:غیر معتد بہ: ہے جس کو خود ان کے جمہور رد کررہے ہیں۔اس حالت میں اصل تو کفر ہوگا، البتہ کوئی صراحۃً کہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں، یا کوئی اپنا لقب جدا رکھ لے، مثلاً: جو علماء ان کے تحریف کے نافی ہیں، ان کی طرف اپنے کو منسوب کریں مثلاً اپنے کو صدوقی یا قمی یا مرتضوی یا طبرسی کہا کریں، مطلق شیعی نہ کہیں تو خاص اُس شخص کو یا اس فرقہ کو عموم سے مستثنیٰ کردیں گے، لیکن ایسے استثناؤں سے ثانوی حکم نہیں بدلتا ہے، حرمت نکاح حرمت ذبیحہ احکام ثانوی ہیں، یہ اس پر بھی جاری ہوں گے، جب تک وہ فرقہ متمیز و مشہور نہ ہوجائے۔الغرض شیعوں کا کفر بربنائے تحریف قرآن محل تردد نہیں۔(جواھر الفتاوی:ج 1:ص 332)

حضرت مولانا مفتی فرید صاحبؒ کا فتوی:

سوال: ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان بغیر کسی:جبر و اکراہ: مع بقائے ہوش و حواس محض حکومتی سطح پر زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے بینک میں اپنے آپ کو شیعہ اور جعفری لکھ دے اور فارم پر شیعہ مجتہد کا دستخط بھی ہوتا ہے اور گواہوں کے دستخط بھی ہوں۔ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص باوجود دعوی اسلام کے ضروریات دین سے منکر ہو تو اس کو مرتد کہا جاتا ہے، اور اسی بنا پر شیعہ کافر ہیں۔اور جو شخص شیعہ ہونے کا دعوی کرے خواہ اعتقاداً ہو یا تبرکاً وہ بھی کافر ہے۔(فتاوی فریدیہ:ج 3:ص 388)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فرمان:

سوال: اگر شیعہ کہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور کھل کر کہیں کہ ہم قرآن کے منکر کو کافر کہتے ہیں تو پھر؟

جواب: کوئی قادیانی کھل کر نہیں کہتا کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں، وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں، لیکن ان کی کتابوں میں واضح طور پر یہ بات لکھی ہوئی ہیں، جو ان پر کفر کو ثابت کر رہی ہے۔ لہذا ان کے کہنے کا اعتبار نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ ہم قادیانی ہیں تو بس کافی ہے۔ اب ہم ان سے نہیں پوچھتے کہ تم ختم نبوت کے منکر ہو یا نہیں۔ یہی مثال شیعوں کی بھی ہے۔

اگر آپ کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے کیونکہ وہ بھی بظاہر اسلام کا دعوی کرتے ہے۔

(باب سوم)

موجودہ زمانہ کے تمام شیعہ کافر ہے

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: کیا اِس وقت شیعوں میں اُن فرقوں کا وجود ہے جو کفریہ عقائد نہ رکھتے ہو؟

جواب: شیعوں کے بہت سے فرقے تھے، ان کی تعداد تقریباً 70 تک ذکر کی گئی ہے، ان میں سے اب بھی بہت سے ہیں، حضرت علیؓ کے بارے میں افراط وغلو، حضرات خلفائے ثلاثہؓ سے بغض وعداوت اور لعن طعن ان سب فرقوں میں قدرِ مشترک ہے۔ان میں بعض وہ بھی تھے جن کا عقیدہ تھا کہ دراصل اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت علیؓ

بن ابی طالب کو نبی بنانا چاہا تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی لے کر ان کے پاس بھیجنا تھا لیکن وہ غلطی سے حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ کے پاس پہنچ گئے ۔

ہمارے بعض فقہاء اور اصحاب فتاوی نے شیعوں کے ان عقیدوں کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایسے عقیدے رکھنے والے فرقے ہمارے علم میں اب دنیا میں کہیں نہیں ہیں ۔ اب شیعہ عام طور سے اثناعشریہ ہی کو کہا جاتا ہے ۔ جن کا دوسرا معروف نام (امامیہ) بھی ہے ۔ ہمارے استفتاء اور فتاوی کا تعلق خاص اسی فرقہ سے ہے ۔ شیعوں کے دوسرے فرقے اب اپنے مستقل ناموں سے معروف ہوگئے ہیں ۔ مثلاً اسماعیلیہ، نصیریہ، زیدیہ، وغیرہ ۔ (خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کا متفقہ فیصلہ: ص 34)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ کا جو امام ہوتا ہے اصل میں وہ کافر ہوتا ہے اور باقی جو عوام ہیں ان کو کیا پتہ، وہ تو جاہل ہیں، لہٰذا ان پر کفر کا فتوی لگا دینا درست نہیں ؟

جواب نمبر 1 : اگر آپ کے اس اُصول کو تسلیم کرلیا جائے، پھر تو یہودیت، نصرانیت، عیسائیت، قادیانیت، ہندو اور سکھ وغیرہ جتنے بھی غیر مسلم ہیں تو ان کو کافر نہیں کہنا چاہئے، کیونکہ صرف ان کے پوپ، پادری، گرو کافر ہیں ۔

اسی طرح ہم اور آپ جو مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں، یہ بھی باطل ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ ہمارے تو صرف علماء کرام ہی مسلمان ہوئے، نہ کہ عوام ۔ اور دین کو جاننے والے حضرات علماء ہی ہیں، پھر ہم اہلِ سنت والجماعت کے جاہل لوگوں کو کیوں مسلمان کہتے ہیں؟

جواب نمبر 2 : جو شخص کسی مذہبی فرقہ سے وابستہ ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ اس کے عقائد وہی ہیں جو اس مذہب کی مستند کتابوں میں

بیان کئے گئے ہیں اگر چہ یہ ممکن ہے کہ اپنے مذہب سے جہالت و ناواقفیت یا اپنی ذاتی رائے کی بنا پر اس کے وہ عقائد نہ ہوں۔

اس اُصول کی بنا پر کہ جس طرح جو شخص اپنے کو مسلمان کہتا ہے اس کے متعلق یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد پر ایمان رکھتا ہے، اگر چہ ہماری بدبختی سے مسلمانوں میں بہت سے جاہل اور دین سے ناواقف ایسے لوگوں کا ہونا معلوم ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد اور ایمانیات سے بے خبر ہیں۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمانوں میں بعض ایسے پڑھے لکھے گمراہ بھی ہیں جو مغربی تعلیم اور فلسفہ کے اثر سے آخرت، جنت، دوزخ اور ملائکہ جیسی ایمانی حقیقتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن جب تک کسی شخصیت کے بارے میں تحقیق کے ساتھ ایسی بات معلوم نہ ہو اس کو مسلمان ہی کہا اور سمجھا جائے گا۔

اس مسلمہ اُصول کی بنا پر یہی سمجھا جاتا ہے اور سمجھا جائے گا کہ جو شخص شیعہ اثنا عشری فرقہ سے وابستہ ہے اس کے عقائد وہی ہیں جو اس فرقہ کی مستند کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں اور انہی عقائد کی بنا پر اس کے بارے میں وہ شرعی فیصلہ کیا جائے گا جو راقم سطور کے استفتاء کے جواب میں حضرات علماء کرام و اصحاب فتوی نے کیا ہے۔

اگر بالفرض ان میں سے کسی فرد کے عقیدے وہ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے حق میں وہ فیصلہ نہیں ہوگا، لیکن...... اثنا عشری مذہب میں تقیہ چونکہ نہ صرف جائز بلکہ واجب اور آئمہ معصومین کی سنت وعبادت ہے۔ اس لئے اگر کوئی اثنا عشری شیعہ..... ان عقائد سے انکار کرے جو موجبِ کفر ہے تو اس انکار کے بارے میں شک شبہ رہے گا۔ نکاح اور ذبیحہ جیسے معاملات میں احتیاط کے پہلو پر عمل کرتے ہوئے پرہیز کیا جائے گا۔

ہاں اگر ایسے کسی شخص کے بارے میں کسی ذریعہ سے یقین ہو جائے کہ یہ اثنا عشریہ کے موجبِ کفر عقائد سے بَری ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں وہ فیصلہ نہیں

کیا جائے گا۔اور آخرت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ جو علیم و خبیر ہے اس کے ساتھ اپنے علمِ محیط کے مطابق معاملہ فرمائے گا۔

(خمینی اور اثنا عشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ: ص 32)

سوال: بعض لوگ کہتے ہے کہ یہ کفریہ عقائد اگلے زمانہ کے شیعوں کے تھے؟

جواب: حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس پورے مطالعہ کا حاصل پیش کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب درکار ہوگی۔تاہم اس میں سے اس وقت صرف وہ پیش کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے جو اسی صدی کے مستند شیعہ علماء و مجتہدین کا لکھا ہوا ہے تاکہ اس خیال کی تردید ہو جائے جو بعض لوگوں کی طرف سے نہایت غیر ذمہ دارانہ طریقہ پر بلکہ سرگوشیوں کے سے انداز میں پھیلایا جارہا ہے یعنی یہ کہ:

''یہ عقائد اگلے زمانہ کے شیعوں کے تھے ہمارے زمانہ کے اثنا عشریوں کے یہ عقیدے نہیں ہیں''

یعنی یہ بات بالکل فضول اور لایعنی ہے۔

(خمینی اور اثنا عشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ :ص 37)

مملکت سعودیہ کا فتویٰ:

یہ فتویٰ سعودی عرب کے فتویٰ دینے والے مفتیان کرام کی مستقل کمیٹی نے ایک سوال کے جواب میں دیا ہے۔

سوال: اہل تشیع کے اثنا عشری رافضیوں میں سے جو عوام الناس ہیں، علماء اور قائدین نہیں ہیں، ان کا کیا معاملہ اور حکم ہے؟ علاوہ ازیں کوئی بھی فرقہ اور گروہ جو ملت اسلامیہ سے خارج ہے، اس کے علماء اور عوام الناس میں کفر وفسق کے اعتبار سے کوئی فرق ہوگا یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں افتاء کمیٹی نے درج ذیل فتوی صادر کیا۔اختصار کے پیش نظر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے:

جواب: سب تعریفیں اللہ تعالی جل شانہ کیلئے ہیں، درود وسلام محمد ﷺ پر، ان کی آل پر اور ان کے صحابہؓ پر ہو۔حمد وثنا کے بعد:

کفر وضلالت کے اماموں میں سے کسی امام اور لیڈر کا اگر عوام الناس میں سے کسی نے ساتھ دیا اور مدد کی، اسلام کی بغاوت کرتے ہوئے یا دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے ،عوام الناس میں سے پیروکاروں اور کارکنوں کا بھی کفر اور فسق میں وہی معاملہ اور حکم ہوگا جو ان کے پیشواؤں کا ہوگا۔اللہ تعالی جل شانہ: سورۃ الاحزاب: آیات نمبر :63 تا 68 میں فرماتے ہیں کہ:

لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ تعالی ہی کو ہے، آپ کو کیا خبر کہ قیامت بالکل ہی قریب ہو، اللہ تعالی نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ کوئی حامی اور مددگار نہ پائیں، اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ حسرت وافسوس سے کہیں گے کہ کاش! ہم اللہ تعالی اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ،اور کہیں گے کہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں (لیڈروں)اور اپنے بڑوں کی بات مانی، جنہوں نے ہمیں راہِ راست سے بھٹکا دیا، پروردگار! تو انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت فرما۔مزید تفصیل کیلئے رجوع فرمائیں:

1.....سورۃ الاعراف: آیات: 37: 38: 39:

2.....سورۃ البقرۃ: آیات : 165: 166: 167:

3.....سورۃ ابراہیم: آیات : 21: 22:

4.....سورۃ الفرقان آیات: 28: 29 :

5..... سورۃ القصص: آیات :62 :63 :64:

6.....سورۃ السبا : آیات : 31: 32: 33:

7.....سورۃ الصآفات:آیات :20تا 36:

8.....سورۃ المؤمن:آیات :47 تا 50:

مذکورہ آیات کے علاوہ اور بھی بہت زیادہ آیات میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے،اور احادیث میں بھی ۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جب مشرکین سے جنگ کی تھی تو وہ جنگ مشرکین کے سرداروں اوران کے پیچھے چلنے والوں (متبعین) دونوں سے تھی۔اوراسی طرح آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے بھی کیا کہ قائدین اور عام کارکنوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا تھا۔

ہم نے جوکچھ بیان کیااللہ تعالی جل شانہ کی توفیق سے بیان کیا ہے، درود وسلام ہومحمد ﷺ پر آپ ﷺ کے آلؓ پر،اور آپ ﷺ کے صحابہؓ پر۔

(فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء:ج 2: ص:268:فتوی نمبر:9247)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کافتوی:

سوال: شیعہ عقائد رکھنے والے امام کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟اگر دائمی امام موجود نہ ہوتو کیا بوقتِ ضرورت اُس کی اقتداء جائز ہے؟

جواب: ہمارے ملک کے اکثر شیعہ وہ عقائد رکھتے ہیں جو غالی شیعوں کے عقائد ہیں،جن میں حضرت علیؓ کی اُلوہیت،سبِ شیخینؓ، تحریف قرآن اورسبِ حضرت

عائشہ صدیقہؓ جیسے عقائد شامل ہیں۔لہذا ایسے عقائد رکھنے والے کی اقتداء بوجہ مسلمان نہ ہونے کے کسی صورت میں جائز نہیں۔تاہم جو شیعہ غالی نہ ہو وہ مبتدع کے حکم میں ہو کر اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج3:ص131)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

علمائے محققین کے نزدیک موجودہ دور کے اہل تشیع تعصب اور بغض و عناد کی وجہ سے ایسے عقائد کے معتقد ہیں جو موجب کفر ہیں۔ (فتاوی حقانیہ:ج6:ص446)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ کا فتوی:

سوال: تفضیلی شیعہ کون ہے؟اس کی تعریف کریں؟

جواب: تفضیلی شیعہ اسے کہتے ہیں جو حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ پر صرف فضیلت دے اور بس۔اور حضرات خلفاء ثلاثہؓ کا پورا احترام کرتا ہو،اور اُن کو خلیفۂ برحق تسلیم کرتا ہو،ان کو غاصب اور منافق وغیرہ خیال نہ کرتا ہو،اور ان حضرات خلفائے ثلاثہؓ اور دیگر تمام صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابیؓ کی ذرہ برابر توہین یا تنقیصِ شان کو حرام سمجھتا ہو،ایسے تفضیلی شیعہ کے ساتھ عقدِ مناکحت :فیما بین المسلمین (یعنی مسلمانوں کے ساتھ ان کا نکاح) جائز ہے،لیکن چونکہ..... پاکستان میں عام طور پر ایسے شیعہ موجود نہیں ہیں، بلکہ عموماً غالی اور سبّی اور بدعقیدہ لوگ ہیں،اور اس کے ساتھ تقیہ بھی کرتے ہیں۔لہذا موجودہ دور کے شیعوں کے ساتھ عقدِ مناکحت (نکاح لینا اور رشتہ دینا) دونوں ناجائز ہے، جواز کا فتوی نہیں دیا جاسکتا،حتی الامکان اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔(خیر الفتاوی:ج1:ص374)

سوال: کیا سنی عالم،شیعہ کا جنازہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟اگر پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ہاں مجرم ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر شیعہ غالی ہے جیسا کہ آج کل عام شیعوں کی حالت ہے تو مقتداء حضرات مثلاً ....علماء ومشائخ کو اس کی نماز جنازہ ہرگز نہیں پڑھنی چاہئے، اگر محض تفضیلی ہے تو گنجائش ہے۔(خیر الفتاوی: ج3:ص190)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ قطعاً خارج از اسلام ہے، تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں، ضروریاتِ دین کا انکار قطعاً کفر ہے، اور قرآن شریف ضروریات دین میں سے اعلیٰ اور ارفع چیز ہے۔ اور شیعہ بلا اختلاف ان کے مقدمین اور متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں۔(خیر الفتاوی: ج2:ص365)

حضرت مولانا مفتی فرید صاحبؒ کا فتوی:

پاکستانی شیعہ اکثری طور سے کافر ہیں۔ کیونکہ یہ ضروریاتِ دین مثلاً نبوت محمدیہ ﷺ، صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ، براءتِ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انکاری ہیں اور چونکہ یہ لوگ باوجود دعوی اسلام کے ان ضروریات سے منکر ہیں۔

(فتاوی فریدیہ: ج1:ص133)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

پاکستانی اور ایرانی شیعہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ضروریات دین سے منکر ہیں۔(فتاوی فریدیہ: ج4:ص475)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

واضح رہے کہ ایران اور پاکستان کے روافض اسلام سے خارج ہیں۔

(فتاوی فریدیہ: ج4:ص476)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

پاکستانی اور ایرانی شیعوں میں مسلمان مفقود ہیں۔

(فتاوی فریدیہ:ج 1:ص 238)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

چونکہ شیعہ عموماً خارج از اسلام ہیں۔(فتاوی فریدیہ:ج 3:ص 388)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا فتوی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک جنازہ شیعہ کا ہے۔ جنازہ پڑھنے کے لئے شہرداری یا اَخلاقی طور پر اہل سنت بھی موجود ہیں۔ اہل سنت، اہل شیعہ کو کہتے ہیں کہ جنازہ ہم کو پہلے پڑھنے دیویں لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا جنازہ ہیں۔ خود پہلے پڑھیں گے، تم بعد میں پڑھ لینا۔ اب بعض آدمی اہل سنت کے کہتے ہیں کہ ہم جنازہ پہلے پڑھ سکتے ہیں، بعد میں نہیں پڑھ سکتے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بعد میں بھی ہم جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ: آیا ہم جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ان کے پڑھ لینے کے بعد پڑھ سکتے ہیں؟ اگر پڑھ سکتے ہیں تو پہلے؟ اگر پہلے نہیں پڑھنے دیتے تو ان کے پڑھ لینے کے بعد پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر اس شیعہ میت کے عقائد حدِ کفر کو پہنچے ہوئے تھے۔ ضروریات دین میں سے کسی مسئلہ کا منکر تھا۔ تو پھر تو اہل سنت اس کا جنازہ نہ پہلے پڑھ سکتے ہیں نہ بعد میں۔ اور اگر محض تفضیلی شیعہ تھا اور مسلمان تھا اور پڑھانے والا امام بھی تفضیلی شیعہ ہے تو پھر تو ان کے ساتھ مل کر جنازہ پڑھنا چاہئے۔ بعد میں نہیں۔ اور اگر مرنے والا مسلمان تھا اور

اس کا جنازہ پڑھنے والا عقائد کفریہ رکھتا ہے تو پھر آپ اہل سنت اس میت کا جنازہ پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد میں بھی۔لیکن اس کے پیچھے نہیں پڑھ سکتے۔

آج کل اس فرقہ کے لوگوں کے عقائد اچھے نہیں۔اس لئے ان کے جنازہ میں شرکت نہ پہلے کرنی چاہئے اور نہ بعد میں۔(فتاوی مفتی محمود:ج3:ص63)

سوال: سنی بیوی کو شیعہ خاوند کیلئے دعائے مغفرت یا ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟اور سنی کو شیعہ کے لئے عام طور سے ایصالِ ثواب کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس کے عقائد کفریہ نہیں،جیسا کہ بعض فرقوں کے ہیں تو دعائے مغفرت درست ہے،اس میں شوہر اور غیر سب برابر ہیں۔لیکن اگر شیعہ کے عقائد کفریہ ہوں،جیسا دورِ حاضر کے شیعہ تو ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا ناجائز ہے۔(فتاوی محمودیہ:ج9:ص251)

سوال: سنی یا شیعہ میت کا مخلوط جنازہ جائز ہے یا نہیں؟یا یکے بعد دیگرے الگ الگ فریقین اپنے اپنے امام کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: شیعہ کا وہ فرقہ جو سبِّ شیخینؓ نہ کرے اور صحابہ کرامؓ کو بُرا نہ کہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کے قائل نہ ہو،اور کوئی کفریہ عقیدہ نہ رکھتا ہو،تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر اہل سنت والجماعت بھی ان کی جنازہ کی نماز پڑھیں یا پڑھاویں تو کچھ حرج نہیں،لیکن..... پاکستان کے شیعہ ایسے نہیں ہیں۔اس لئے مطلقاً سنی اور شیعہ کا جنازہ ضروری ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھے۔(فتاوی مفتی محمود:ج11:ص75)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ کا جنازہ پڑھنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟نیز شیعہ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟نیز شیعہ مرد سنی عورت سے یا شیعہ عورت کا سنی مرد سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: موجودہ وقت میں شیعہ پاکستانی اکثر ایسے ہیں جو حضرات صحابہ کرامؓ خصوصاً شیخینؓ کو سبّ دیتے ہیں (العیاذ باللہ) اور اسے حلال باعث ثواب سمجھتے ہیں، نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق افک کے قائل ہیں، اس لئے ان سے ہر صورت میں پرہیز لازم ہے، کسی قسم کا تعلق ان سے نہ رکھا جائے۔ (فتاوی مفتی محمودؒ: ج 4: ص 603)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

چونکہ آج کل شیعہ عموماً وہ لوگ ہیں جو قطعیاتِ اسلام کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً... حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہیں یا حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہیں یا تحریف قرآن کا قائل ہیں یا صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا انکاری ہیں یا سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہیں۔ اور اس عقیدہ کے لوگ باجماع امت کافر ہیں۔ (فتاوی مفتی محمود: ج 4: ص 599)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ ایک باطل فرقہ ہے۔ عموماً آج کل کے شیعہ.....حدِ کفر کو پہنچے ہوئے ہیں۔

(فتاوی مفتی محمود: ج 1: ص 228)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

موجودہ وقت میں پاکستان کے شیعہ صحابہ کرامؓ کے سب (گالی دینے) کو حلال موجب ثواب سمجھتے ہیں، اس لئے یہ اسلام سے خارج ہے، ان کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں، پیش امام مذکور دینی غیرت سے محروم ہے، ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، اسے معزول کر دینا واجب ہے، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے فعل سے استدلال صحیح نہیں ہے، وہ اپنے فعل کے خود ذمہ دار ہے، ان کا فعل شرعی حجت نہیں۔

(فتاوی مفتی محمودؒ: ج 3: ص 66)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

آج کل کے شیعہ، حضرات شیخینؓ کو سبّ بکنا ثواب خیال کرتے ہیں، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق افتراء باندھتے ہیں، اس لئے ان کے کفر پر آئمہ کرامؒ کا اتفاق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت قرآن میں منصوص ہے، اس لئے افک کا قائل ہونا قرآن کریم کی آیات کا انکار ہے، جو بالاتفاق کفر ہے۔

(فتاوی مفتی محمودؒ: ج3: ص65)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

موجودہ وقت میں پاکستان کے شیعہ صحابہ کرامؓ کے سبّ کو حلال موجبِ ثواب سمجھتے ہیں اس لئے یہ اسلام سے خارج ہیں۔ (فتاوی مفتی محمودؒ: ج3: ص67)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتوی:

سوال: شیعانِ علی مسلمان ہیں یا کافر؟

جواب: اگر کوئی شخص حضرت علیؓ کو باقی تمام صحابہؓ سے افضل سمجھتا ہے تو صرف اتنے اعتقاد سے وہ کافر نہیں ہوتا، مگر آج کل کے شیعہ کا صرف یہ اعتقاد نہیں ان کے معتقدات کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، چنانچہ تحریف قرآن کا مسئلہ ان کے ہاں مسلّمات اور متواترات میں سے ہے۔ (احسن الفتاوی: ج1: ص75)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

بعض مسلمانوں کو اِن زنادقہ کے بارے میں دو غلط فہمیاں ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں بعض فرقے یا بعض افراد ایسے ہیں جو تحریفِ قرآن اور انبیاء کرام علیہم السلام پر تفضیلِ ائمہ کے قائل نہیں۔ دوسری یہ کہ ان کے عوام کو تحریفِ قرآن اور تفضیلِ ائمہ جیسے عقائد کا علم

نہیں۔اور جو حضرات ان دو غلط فہمیوں میں مبتلاء ہیں انہوں نے شیعہ کے کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا اور ان کے عوام کا جائزہ نہیں لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان میں مرد عورت، چھوٹا بڑا، بچہ بوڑھا کوئی فرد ایسا نہیں جو تحریفِ قرآن کا عقیدہ نہ رکھتا ہو، ہر خاص و عام اور جاہل سے جاہل کے دل میں بھی یہ عقیدہ خوب راسخ ہے۔ان میں عقیدۂ تحریفِ قرآن بالکل اسی طرح متواترات، مسلّمات، اور بدیہیات وضروریات دین میں سے ہے جیسے مسلمانوں میں صداقتِ قرآن اور نماز روزہ۔

اگر یہ ناممکن مفروضہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ان کے عوام کو ایسے عقائد کا علم نہیں تو بھی کفر و زندقہ کے حکم سے شیعہ کے کسی فرد کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے کہ کسی مذہب میں دخول کا حکم لگانے کے لئے اس مذہب کے عقائد کی تفصیل کا علم ضروری نہیں۔بلکہ اس مذہب کی طرف صرف انتساب (نسبت) کافی ہے۔مثلاً کسی کو مسلمان قرار دینے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اسے عقائدِ اسلام کی تفصیل معلوم ہو، بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ خود کو مذہب اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، یعنی ایمانِ مجمل کے حصول سے اسلام میں داخل ہوجائے گا، بشرطیکہ اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھتا ہوں۔

لہذا ہر وہ شخص جو خود کو مذہب شیعہ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ شیعہ ہی ہے اس لئے وہ بھی کافر اور زندیق ہے، اگرچہ اپنے مذہب کے عقائد کی تفصیل سے بے خبر ہو۔

حقیقت وہی ہے کہ اِن مردودوں کے عقائدِ مذکورہ ہر شیعہ بچے کی گھٹی میں پڑے ہوئے ہیں۔جیسے مسلمان اپنے بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ، حضور اکرم ﷺ اور قرآن جیسے موٹے موٹے عقائدِ اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اسی طرح اِن مردودوں کا کوئی بھی بچہ جیسے ہی ہوش سنبھالتا ہے یہ تحریفِ قرآن جیسے عقائد اس کے دل ودماغ کی گہرایوں میں اُتار کر اسے مکمل طور پر شیعہ اور کافر و زندیق بنادیتے ہیں۔

اس انتہائی مکار، عیار، تخریب کار، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بہت خطرناک سازشوں میں ہر وقت مصروفِ کار، دغابازی وفریب دہی کے فن میں ہر زمانہ میں پوری دنیا میں اوّل نمبر مشہور اور ماہر، یہودزادہ قوم کو جس کے مذہب کی بنیاد ہی مکروفریب اور اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف بغض وعناد وتخریب کاری پر ہے، اور ایسی شاطر، روبہ صفت نسل کو اپنے بچوں کی ذہنی تربیت اور ان کے دل و دماغ میں اپنے مذہب کی بنیاد اُتارنے کی کوشش ومحنت میں مسلمانوں سے کم سمجھنا صرف سادہ لوحی ہی نہیں بلکہ پرلے درجے کی حماقت اور انتہائی فریب خوردگی ہے۔

ان مردودوں کے دین وایمان کی بنیاد ہی تقیہ پر ہے۔اس لئے اگر کوئی شیعہ قرآن پر ایمان کا دعوی کرتا ہے تو یقیناً وہ تقیہ کر رہا ہے۔اس کی مثالیں خود انہی کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جب ان پر ان کی کتابیں پیش کی جاتی ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ:

ہم میں سے ہر شخص مجتہد ہے، اس لئے جس مصنف نے تحریفِ قرآن کا قول کیا ہے وہ اس کا اپنا اجتہاد ہے جو ہم پر حجت نہیں۔

ایسی صورت میں ان کے تقیہ کا پول کھولنے کے دو طریقے ہیں:

1.....عقیدۂ تحریفِ قرآن :اصول کافی: میں بھی موجود ہے۔ اور اس کتاب کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی نے اس کی تصدیق کی ہے۔ یہ لوگ امام مہدی کی تصدیق اس کتاب کے سرورق کی پیشانی پر چھاپتے ہیں، اور ان کے عقیدہ کے مطابق ان کا ہر امام غلطی سے معصوم اور عالم الغیب ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی افضل ہے، اس لئے ان کا :اصول کافی: کے فیصلہ سے انکار کرنا اپنے امام کی عصمت اور اس کے علم غیب سے انکار کرنا ہے۔

2.....ان کے جن مصنفین نے تحریفِ قرآن کا قول کیا ہے یہ اُن سب کو کافر کہیں

اور ایسی تمام کتابیں جلا ڈالیں، پھر اپنے اس قول وفعل کا اخباروں میں اشتہار دیں۔

میں دعوی سے کہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شیعہ بھی اس پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بھی چاہے اس کا تجربہ کر کے دیکھ لے۔

میں نے کئی شہروں میں خاص طور پر ان مردودوں کے محلوں میں ان کے امام باڑوں کے سامنے جا کر بڑے بڑے جلسوں میں بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ:

جو شیعہ: اصول کافی: کو مجمع میں پھاڑ کر جلائے اور اس کے مصنف کو کافر کہے، پھر اپنے اس قول وفعل کا اخباروں میں اشتہار دے، تو میں اسے ایک لاکھ روپے دوں گا۔ لاکھ روپے جمع کرنے کیلئے مجھے چندہ نہیں کرنا پڑے گا، اپنے پاس سے دوں گا، میرے اللہ تعالی جل شانہ نے مجھے بہت دیا ہے، جتنے شیعہ بھی اعلان کرتے جائیں گے ہر ایک کو ایک لاکھ روپے دیتا جاؤں گا۔ مگر آج تک کوئی ایک شیعہ بھی ایسا پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی قیامت تک ہو سکتا ہے۔

کیا اس کے بعد بھی کسی کو اس حقیقت میں کسی قسم کے تأمل کی کوئی گنجائش نظر آ سکتی ہے کہ بلا استثناء شیعہ کا ہر فرد کافر او رزندیق ہے۔ (احسن الفتاوی: ج 10: ص 36)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سزائے قتل، ہر مرتد کیلئے نہیں بلکہ خاص اُس مرتد کیلئے ہے جو محارب وباغی ہو، جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت میں تصریح گزر چکی ہے۔

سزائے قتل ہر مرتد کیلئے نہیں بلکہ خاص اُس مرتد کیلئے ہے جو محارب وباغی ہو، جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت (حضرت حارثہ بن مضربؓ نے کوفہ کے گورنر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اہل عرب سے کوئی کینہ نہیں، لہذا سچ کہتا ہوں کہ میں قبیلہ بنی حنیفہ کی مسجد کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ بنو حنیفہ مسیلمہ کذاب

پر ایمان لانے کی وجہ سے مرتد ہو گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے ان لوگوں کو بُلوا بھیجا، جب وہ لائے گئے تو آپؓ نے ابن النواحہ کے سوا باقی مرتدین کو مہلت دی اور ابن النواحہ سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کا تیرے متعلق یہ ارشاد سنا تھا کہ اگر تُو قاصد نہ ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ لیکن آج تُو قاصد نہیں ہے۔ پھر آپ نے حضرت قرظہ بن کعبؓ کو حکم فرمایا کہ سرِ عام اس کی گردن اُڑا کر اسے لوگوں کے لئے عبرت کا نمونہ بنائیں۔ انہوں نے بھرے بازار میں اس کی گردن اُڑا دی۔ پھر آپ نے فرمایا: جو شخص ابن النواحہ مرتد کو دیکھنا چاہے تو وہ بازار میں مقتول پڑا ہے) میں تصریح گزر چکی ہے: التارك لدينه المفارق للجماعة

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں: المفارق للجماعة کی قید احترازی نہیں واقعی ہے۔ ہر مرتد باغی ومفسد اور جماعت مسلمین سے الگ تھلگ ہے۔ ورنہ دوسری احادیث جو پیچھے مفصّل نقل کی گئی ہیں ان میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں کہ مستوجبِ قتل ہونے کیلئے جرمِ ارتداد کے ساتھ بغاوت بھی شرط ہے۔ اگر مرتدین کی یہ اپچ تسلیم کرلی جائے تو اس کا صاف مطلب یہ نکلتا ہے کہ ارتداد کوئی جرم نہیں۔ اس لئے کہ ہر باغی خواہ وہ مسلمان ہی ہو حالت بغاوت میں واجب القتل ہوتا ہے۔ جب جرمِ بغاوت کی مستقل سزا قتل ہے تو جرمِ ارتداد کو اس کے ساتھ نتھی کرنے کی کیا ضرورت؟

حقیقت یہ ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے، خواہ وہ باغی ہو خواہ مطیع، جیسا کہ باغی کی سزا قتل ہے خواہ وہ مرتد ہو خواہ مسلمان۔ خلفاء راشدینؓ اور پوری امت کا متوارث عمل اس پر شاہد ہے۔ کتب حدیث میں بھی بغاۃ ومحاربین اور مرتدین کی سزاؤں کیلئے الگ الگ ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ دونوں کو خلط ملط کرنا پوری امت کی تجہیل اور احادیث کے ایک پورے باب کا انکار ہے۔ (احسن الفتاوی: ج6: ص383)

حضرت مولانا قاضی عیاض صاحبؒ کا فتوی:

بخاری شریف کے صفحہ نمبر 526 پر حدیث: اما ترضیٰ انت بمنزلته هارون من موسی: کے حاشیہ میں قاضی عیاض صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

یہ ساری باتیں روافض اور سارے فرق شیعہ کے ہاں ہیں کہ خلافت کا حق حضرت علیؓ کا تھا، وہی وصی تھے، پس وہ حضرت علیؓ پر فضیلت دینے کی وجہ سے تمام صحابہ کرامؓ کو کافر کہتے ہیں، اور بعض نے حضرت علیؓ کو کافر قرار دے دیا کیونکہ وہ اپنا حق لینے کھڑے نہیں ہوئے۔

ان کی عقلیں خراب ہیں اور ان کا مذہب بھی خراب ہے چہ جائیکہ ان کا قول ذکر کیا جائے، ان کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہ جو ساری امت کو کافر قرار دے بالخصوص صدرِ اوّل (یعنی صحابہ کرامؓ) کو تو اس نے شریعت کو باطل قرار دیا اور اسلام کو منہدم کر دیا ہے۔(بخاری شریف:ص526)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

علامہ احمد علی سہارنپوری صاحبؒ نے بخاری کے صفحہ 526 کے حاشیہ میں قاضی عیاضؒ کا قول نقل کیا ہے کہ شیعوں کے تمام فرقوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔
(اکمال المعلم بفوائد مسلم:ص580)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

:مشکوۃ المصابیح: میں حدیث: ایما رجل قال لاخیه کافر: کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ بات ہمارے زمانے کے رافضیوں اور خارجیوں کے حق میں صادق آتی ہے، کیونکہ ان فرقوں کے لوگ صحابہ کرامؓ میں سے اکثر صحابہ کرامؓ کی تکفیر کا

عقیدہ رکھتے ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت کو بھی کافر سمجھتے ہیں، پس ان فرقوں کے کافر ہونے پر اجماع ہے، جس پر کوئی اختلاف نہیں۔

(فتاوی تکفیر الروافض: ص299)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا فتوی:

سوال: کیا جملہ افراد اہل شیعہ کافر ہیں؟

جواب: روافض میں یہ تفصیل ہے کہ جو فرقہ ان کا قطعیات کا منکر ہے اور سبّ شیخینؓ کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہے اور صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتا ہے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ ان سے مناکحت و مجالست حرام ہے۔ اور روا ضح ہو کہ روافض تبرا گو ہی ہوتے ہیں، اگر چہ بوجہ تقیہ کے جو ان کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اپنے عقائدِ باطلہ مخفی رکھتے ہیں۔ لہذا ان کے قول و فعل کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ ان کے اصولِ مذہب کو دیکھا جائے۔

اکثر افراد شیعہ ایسے ہیں کہ ان کے کفر پر فتوی ہے اور اصولِ مذہب کے اعتبار سے ان کے کفر میں کچھ تردد نہیں۔ لہذا ان کے ذبیحہ میں اور ان سے رشتۂ مناکحت قائم کرنے میں احتیاط کی جائے اور احتراز کیا جائے (فتاوی ختم نبوت: ج1: ص58)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

روافض، جن کے عقائد کفر تک پہنچ چکے ہوں، آج کل اس قسم کے روافض بکثرت موجود ہیں۔ یہ لوگ معاذاللہ حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتے ہیں، قرآن کریم کو محرف کہتے ہیں، سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن کے نصوص قطعیہ ان کے عقائد کے خلاف شاہدِ عدل ہیں۔

(فتاوی بینات: ج2: ص417)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کا فتوی:

ایک مرتبہ آپ مصر تشریف لے گئے تو وہاں :جامعۃ الازھر: کے علماء کرام سے ملاقات کے دوران فتنۂ شیعیت کے متعلق گفتگو ہوئی، اس میں آپ نے ایسے کلمات ارشاد فرمائے جو کہ ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ :جامعۃ الازھر: میں شیعوں کے بارے میں مسئلہ چل رہا ہے، ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ جو مسلم شیعہ کے درمیان منفرت سی ہے، اس کو ختم کیا جائے۔ اور :جامعۃ الازھر: میں شیعوں کو بھی داخلے کا حق دیا جائے، یہ مسئلہ وہاں چل رہا ہے۔

وہاں کے شیوخ میں شیخ عبدالواحد والی ہیں ایک جگہ ان سے ملاقات ہوئی تو اس مسئلہ پر کچھ گفتگو ہوئی، اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ایک شیعہ تو وہ ہیں جو بالکل اصول اسلامیہ سے منحرف اور بالکل مختلف ہیں جیسے کوئی تحریف قرآن کا قائل ہے یا بعض حلولِ خداوندی کے قائل ہیں ان سے تو بحث نہیں وہ تو اسلام سے خارج ہیں۔ لیکن جو لوگ محض حضرت علیؓ کی تفضیل کے قائل ہیں ان سے اگر منافرت باقی نہ رہے تو کیا حرج ہے؟ خواہ مخواہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت الگ ہے۔

تو میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر فقط اتنا ہی مسئلہ ہو، اہم تو یہ بھی ہے۔ اس واسطے کہ اب فضیلتِ شیخینؓ پر اور ان کی خلافت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، اجماع کا فرق اور اس کا توڑ ڈالنا یہ بھی تو کوئی معمولی چیز نہیں، لیکن اگر اس کو برداشت کر بھی لیا جائے کہ ایک چیز پر اجماع ہو چکا ہے مگر اس کی جو جانبِ مخالف ہے وہ کوئی حرام یا ممنوع نہیں۔ لیکن اگر فقط ایک مسئلہ ہو تو کچھ صبر کر لیا جائے لیکن ان کے جو سارے فرقوں کا قدر مشترک ہے وہ :مسئلہ امامت: ہے اور وہ امامت کو نبوت سے افضل جانتے ہیں، پھر امام کو معصوم بھی سمجھتے

ہیں، کہتے ہیں امام کوئی غلطی کرہی نہیں سکتا تو یہ مسئلہ بھی سامنے آئے گا۔ کیا آپ اس کو برداشت کرلیں گے؟

ظاہر بات ہے کہ جب بنیاد کے اندر ہی اختلاف ہوگیا کہ ہم تمام مسلمان اس کے قائل ہیں کہ نبوت سے اونچا کوئی مرتبہ نہیں، امامت توابع نبوت میں سے ہے، جب نبوت ختم ہوگئی تو نبوت کی خلافت باقی رہے گی۔ وہ خلافت خواہ امامت کی صورت میں ظاہر ہو خواہ علم کی صورت میں خواہ کسی بھی کمال کی صورت میں ہے۔ بہر حال وہ فروعات نبوت میں سے ہے۔

یہ امت کا ایک اجماعی مسئلہ ہے، اس کے اندر اگر ایک فرقہ یہ دعوی کرے کہ نبوت افضل نہیں بلکہ امامت افضل ہے تو پہلے تو یہ اجماع کا فرق ہوا پھر یہ ان کے ہاں امام کیلئے عصمت لازم ہے جیسا کہ نبی کے لئے عصمت لازم ہے تو نبوت کے محاذ کے متوازی ایک دوسرا مقام لا کے کھڑا کردیا تو ہم اس کو: شرك في النبوة: سے تعبیر کریں گے۔

جیسا کہ: شرك في الولوهيت: ممنوع ہے اسی طرح: شرك في النبوة: بھی ممنوع ہے۔ ختم نبوۃ ﷺ کے بعد جو بھی عصمت کا دعوی ہوگا تو اس کی زد براہِ راست ختم نبوت پر پڑے گی۔ ادھر ایک دعوی خارق اجماع اور دوسرا اسلام کا اجماعی مسئلہ ختم نبوت کا ہے یہ اس کے بھی منافی ہے، تو کیا آپ اسے برداشت کریں گے؟

پھر میں نے یہ عرض کیا کہ دوسری بات یہ ہے کہ ان ساری چیزوں کو چھوڑ دیجئے یہ دیکھئے کہ ہر فرقے کا ایک مزاج ہوتا ہے، اس فرقے کا مزاج ہی تخریبی ہے، اور تاریخ اس پر شہادت دے گی کہ مسلمانوں کو جتنے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں اس میں سیاست کی یا خلافت کی، جہاں جہاں تباہی ہوئی ہے نیچے سے یہی فرقہ نکلتا ہے۔ تو تاریخ کی روشنی میں یہ ایک تخریبی فرقہ ہے۔ جب اس کا مزاج یہ ہے تو ہوسکتا ہے کہ آج وہ آپ کی چاپلوسی کر

کے آپ میں شامل ہو جائے لیکن کل کو نوک پنجے نکال کر آپ کو پٹخ دے آپ کے اوپر غالب آجائے جیسا کہ تاریخ اس پر شاہد ہے، پھر آپ کیا کریں گے؟ آپ نے محض ایک عقیدہ سامنے رکھ لیا یعنی: تفضیل حضرت علیؓ: کہ جی! یہ کوئی زیادہ اہم نہیں۔ اگر صرف اس ایک مسئلے تک بات ہوتی تو مضائقہ نہیں تھا مگر مسائل دوسرے بھی ہیں۔ پھر طبقوں اور طبقات کا مزاج ہوتا ہے اس سے قطع نظر کر لینا تو ٹھیک نہیں ہے، اس طرح کی باتیں ان سے ہوتی رہیں۔

آخر میں انہوں نے یہ کہا کہ میں بھی ان چیزوں کا قائل ہوں، میں تو صرف نمائندگی کر رہا تھا کہ ہمارے ہاں یہ خیالات ہیں تو میں نے انہیں کہا کہ اب بات آپ پر واضح ہوگئی ہے تو اب آپ یہ نمائندگی کریں گے کہ یہ خیالات غلط ہے اور یہ نہیں ہونے چاہئیں۔(دفاع صحابہ اور علماء دیوبند:ص148)

دار الافتاء والارشاد کراچی کا فتوی:

شیعہ بلا شبہ کافر ہیں، ان کے کفر میں ذرا سے تامل کی بھی کوئی گنجائش نہیں ان کی کتابیں کفریات سے لبریز ہیں، جن میں سب سے بڑی وجہ تکفیر عقیدۂ تحریف قرآن ہے، جو ان کے ہاں متواترات ومسلمات میں سے ہے، اس مذہب کا جاہل سے جاہل ہر ہر فرد، ہر مرد وعورت بلکہ ہر بچہ یہی عقیدہ رکھتا ہے، ان کے گھروں میں جو بچہ بھی جیسے ہی ہوش سنبھالتا ہے اس کے دل ودماغ میں مذہب کا یہ بنیادی عقیدہ زیادہ سے زیادہ راسخ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے، ان کا چھوٹا بڑا ہر فرد اسے جزوِ ایمان، بلکہ مدارِ ایمان سمجھتا ہے۔

(خمینی اور اثنا عشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ:ص 164)

حضرت مولانا حافظ قاری مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ کا فتوی:

روافض واہل تشیع میں مختلف العقائد فرقے ہیں۔بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو خلیفۂ اوّل ہونے کے مستحق سمجھتے ہیں مگر باقی صحابہ کرامؓ پر تبرّا نہیں کرتے یہ فاسق اور مبتدع ہیں اسلام سے خارج نہیں ہے،ان کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے(لیکن ان کی جگہ الگ کردی جائے)۔اور بعض وہ ہیں جو حضرت علیؓ کو معبود سمجھتے ہیں۔بعض وہ ہیں جن کا عقیدہ ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی،حضرت علیؓ کو پہنچانے کے بجائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پہنچا دی،گویا ان کے نزدیک نبی ورسول بننے کے اصل حقدار حضرت علیؓ تھے۔بعض وہ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔بعض ایسے بھی ہیں جو حضرات صحابہ کرامؓ کو مسلمان ہی نہیں مانتے کافر ومرتد قرار دیتے ہیں(معاذاللہ)۔اِن فرقوں کی نماز جنازہ درست نہیں اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

لہذا ہر فرقہ کی تعیین مشکل ہے،جولوگ روافض وشیعہ کہلاتے ہیں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے اسی میں احتیاط ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج7:ص74)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

روافض میں مختلف العقائد فرقے ہیں اور تقیہ ان کا شعار ہے۔اس لئے حقیقتِ حال کا معلوم ہونا اور امتیاز کرنا مشکل ہے۔وہ لوگ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف عقیدے رکھتے ہیں مثلاً:تحریف قرآن اور افکِ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قائل

ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد (معاذاللّٰہ) اکثر صحابہؓ مرتد اور کافر ہو گئے ہیں۔ اس بنا پر ان کے ساتھ سنیہ لڑکی کا نکاح جائز نہیں بلکہ باطل ہے۔

(فتاوی رحیمیہ:ج8:ص203)

امیر المؤمنین فی الحدیث ابو عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ کا فتوی:

یہ ساری باتیں.....روافض اور سارے فرق شیعہ کے ہاں ہیں کہ خلافت کا حق حضرت علیؓ کا تھا، وہی وصی تھے۔ پس وہ حضرت علیؓ پر فضیلت دینے کی وجہ سے تمام صحابہؓ کو کافر کہتے ہیں (معاذاللّٰہ)۔ اور بعض نے حضرت علیؓ کو کافر قرار دیا، کیونکہ (بقول شیعہ کے) وہ اپنا حق لینے کھڑے نہیں ہوئے۔ ان کی عقلیں خراب ہیں اور ان کا مذہب بھی خراب ہیں چہ جائیکہ ان کا قول ذکر کیا جائے۔ ان کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس لئے کہ جو ساری امت کو کافر قرار دے بالخصوص صدر اوّل (یعنی صحابہؓ) کو تو اس نے شریعت کو باطل قرار دیا اور اسلام کو منہدم کر دیا ہے۔ (صحیح بخاری:ص526)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فتوی:

سوال: شیعہ کے پیچھے اہل سنت کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: شیعہ کے پیچھے سنی کی نماز نہیں ہوتی۔ چونکہ ان کے بعض عقائد ایسے ہیں جو موجب کفر ہیں، لہذا اس صورت میں نماز کا صحیح نہ ہونا امر یقینی ہے۔ اور اگر شیعہ غالی نہ ہو تب بھی احتیاط لازم ہے کہ عقیدہ امر مخفی ہے، اور سب شیخینؓ سے جو عند البعض کفر ہے اور قذفِ حضرت عائشہ صدیقہؓ جو بالاتفاق کفر ہے، سے کوئی شیعہ خالی نہیں ہوتا۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند مدلل مکمل:ج3:ص302)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ تبرائی کو بعض فقہاء نے کافر قرار دیا ہے۔اس کا ذبیحہ نہ کھانا چاہئے، احتیاط کرنی چاہئے۔اور بعض روافض باتفاق کافر ہیں جو نصوص قطعیہ کے منکر ہیں جیسا کہ وہ فرقہ جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کے قائل ہے اور ان پر تہمت رکھتا ہے یا سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا منکر ہے وغیرہ۔ان کا ذبیحہ قطعاً حرام ہے، البتہ وہ فرقہ جس کے عقائد کفریہ نہیں ہیں جیسے تفضیلیہ فرقہ، ان کا ذبیحہ حلال ہے۔مگر چونکہ.....آج کل جو روافض ہیں وہ اکثر تبرائی ہیں اس لئے ان کے ذبیحہ سے احتیاط کرنی چاہئے۔

(عزیز الفتاوی:مبوّب مکمل:ج2:ص665)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتوی:

شاید بعض حضرات کو یہ خیال ہو کہ متقدمین شیعہ تو تحریفِ قرآن کے قائل ہوں گے اور اپنے ائمہ کی ہدایت و تعلیم کے مطابق اصل قرآن کو امام غائب کے پاس مانتے ہوں گے، مگر موجودہ زمانے کے شیعوں نے اپنا عقیدہ عام مسلمانوں کے مطابق بنالیا ہوگا۔مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے، بلکہ موجودہ دَور کے شیعہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن محرف ومبدل ہے، اصل قرآن امام غائب کے ساتھ پوشیدہ ہے، جب وہ ظاہر ہوں گے تو اصل قرآن بھی ظاہر ہوگا۔(گمراہ کن عقائد ونظریات اور صراط مستقیم:ص175)

حضرت ملا علی قاری صاحبؒ کا فتوی:

ہمارے دور کے رافضی، تمام اہل سنت والجماعت کو کافر کہنے کا عقیدہ تو اپنی جگہ اکثر صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرتے ہیں۔لہذا بغیر کسی نزاع کے بالاجماع رافضی کافر ہیں۔

(مرقات:ج9:ص137)

امام استاد ابی منصور عبدالقاہر بن طاہر بن محمد التمیمی البغدادیؒ کا فتوی:

ساتھواں فرقہ رافضی غالیوں کا سبائی ہے جو کہ ابن سبا کے متبع ہیں۔ ابن سبا وہ ہیں جس نے حضرت علیؓ کے خدا ہونے دعوی کیا۔

غالی رافضیوں کے سب فرقے دین سے پھر گئے اور ان سب فرقوں کا حکم مرتدین جیسا ہے۔(اصول الدین:ص 357)

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب کا فتوی:

جو شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں، وہ مسلمان ہی نہیں، اور ایشیاء میں ایسے شیعوں کا وجود خال خال ہے جن کو مسلمان کہا جائے۔

(فتاوی دار العلوم وقف دیوبند:ج 2:ص 277)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا فتوی:

چونکہ آج کل کے شیعہ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں اور حضرت علیؓ کے اُلوہیت کے قائل ہیں اس لئے بوجوہ کافر ہیں۔(کفایت المفتی:ج 4:ص 120)

حضرت مولانا مفتی محمد اکبر صاحب کا فتوی:

بندہ اس فتوی سے اتفاق کرتا ہے۔مندرجہ بالا جواب سے حرف بحرف اتفاق ہے۔کفر کا فتوی صرف فرقہ اثناعشریہ کے نہیں بلکہ شیعہ کے تمام فرق کافر ہیں۔

(فتوی امام اہل سنت:ص 55)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحبؒ کا فتوی:

ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات میں سب سے اعلیٰ وارفع چیز ہے، اور شیعہ بلا اختلاف کیا ان کے متقدمین اور کیا متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں۔(امدادالفتاوی:ج4:ص587)

امام ابی محمدعلی بن احمد المعروف بابن حزم الاندلسیؒ الظاہری کافتوی:

امامیہ فرقہ کے متقدمین اور متاخرین سب کا یہ قول ہے کہ قرآن میں تبدیلی کی گئی ہے۔اس میں اکثر وہ باتیں شامل کی گئی ہیں جو اس میں نہ تھیں اور بہت سی باتوں کو نکال دیا گیا اور اس میں بہت زیادہ تبدیلی کردی گئی۔

(الفصل فی الملل والاھواء والنحل:ج3:ص115)

حضرت مولانا رفعت قاسمی صاحب کافتوی:

سبِ شیخینؓ سے جو عند البعض کفر ہے، اور قذفِ حضرت عائشہؓ سے جو بالاتفاق کفر ہے کوئی شیعہ خالی نہیں ہوتا۔(مسائل رفعت قاسمی: ج2:ص65)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فتوی

سوال: کیا آج کل دنیا میں شیعہ کے دوسرے فرقوں کا وجود ہے؟

جواب: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے دور میں بھی کوئی فرقہ یہاں برصغیر میں ان کا قابلِ شمار نہیں ہے صرف اثناعشری ہے۔اور آج بھی کوئی تنظیم، کوئی قیادت، کوئی

ادارہ، کوئی مرکز سوائے اثناعشریہ کے اور نہیں ہے۔اسی وجہ سے حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے فتاویٰ محمودیہ میں فرمایا کہ..... پاکستان کے تمام شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سوال: ایک آدمی نے کہا کہ شیعوں کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے متعدد فرقے ہیں، امام بخاریؒ نے بیس تک بتائے ہیں، اور زیادہ تر اسلاف کا طریقہ یہ رہا ہے کہ شیعوں پر حکم نہیں لگاتے بلکہ ان کے عقائد پر حکم لگاتے ہیں؟

جواب: پہلی بات یہ کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ بخلاف دوسرے مذاہب کے کہ وہ فروع میں ایک دوسرے سے مختلف رہے (جیسے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم) مسلک والے، مگر انہوں (یعنی شیعہ) کے اصول کبھی بھی نہ بدلے اور ارکانِ مذہب میں تبدیلی کو کبھی روا نہ رکھا۔

دوسری بات یہ کہ جناب والا! عقائد ہی کی بنا پر کسی کو..... مسلمان، کافر، مرتد، زندیق، منافق، ملحد اور مشرک کہا جاتا ہیں۔

تیسری بات یہ کہ آپ نے سفید جھوٹ امام بخاریؒ کے سر پر یہ توپ دیا ہے کہ امام بخاریؒ نے ان کے 20 تک فرقے بیان کئے ہیں۔یہ بالکل نرالا جھوٹ ہے، یہ فرقے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ اثناعشریہ کے صفحہ 24: صفحہ 40 تا 44 پر لکھ کر بتائے ہیں کہ غالی شیعوں کے 24 فرقے ہیں۔

احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

روافض (شیعہ) زمانہ: علی العموم: مرتد ہیں۔جیسا کہ ہم نے :ردّالرّفضہ میں ذکر کیا ہے۔(احکام شریعت: ص 200)

(باب چھارم)

شیعہ کافر نہیں کہنا چاہئے بلکہ رافضی کافر کہنا چاہئے، اس جملہ کی وضاحت اور شریعت میں عرف کا اعتبار

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: کافر کافر شیعہ کافر: کا نعرہ لگانا درست نہیں، بلکہ: کافر کافر رافضی کافر: کا نعرہ لگانا چاہئے؟

جواب: شیعیت کا لقب رافضی ہے۔ مجمع البحرین میں ہے کہ اب رافضی کا لقب ہر اُس شخص کو دیا جاتا ہے، جو دین میں غلو کرے اور صحابہ کرامؓ پر طعن و تشنیع جائز رکھے۔

سیدنا حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یظھر فی آخر الزمان قوم یسمّون الرافضة یرفضون الاسلام: آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوں گی جس کا نام رافضہ ہوگا جو اسلام کو ترک کر دے گی۔

اور حضرت امام جعفر صادق صاحبؒ کے بقول شیعیت کو یہ لقب بارگاہِ ایزدی سے عطا ہوا ہے: لا واللّٰہِ ماھم سمّوکم بل اللّٰہ سمّاکم : خدا کی قسم! تمہارا یہ نام لوگوں نے نہیں رکھا بلکہ خدا تعالیٰ جل شانہ نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے۔

(فروع کافی: کتاب الروضہ: ج3: ص14)

حضور اکرم ﷺ نے امت کو مختلف فتنوں کے متعلق مختلف مواقع پر آگاہ کیا تو اس رافضیت کے فتنے سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی، طعن و تشنیع ان کی علامت ہوں گی ان کو رافضہ کہا جائے گا، اگر تو اُن کو پالے تو ان کو قتل کرنا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔

سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کی علامت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے ایسی صفات پیدا کریں گے جو تجھ میں نہیں ہوں گی اور وہ سلف پر طعن و تشنیع کریں گے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ لوگ اہل بیتؓ سے محبت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ وہ ایسے نہیں ہوں گے، ان لوگوں کی علامت یہ ہوگی کہ وہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو بُرا بھلا کہیں گے۔ (فرقہ واریت کیا ہے: ص1)

علامہ ابن حجر العسقلانی صاحبؒ کا فتویٰ:

بہر حال، تشیع..... متاخرین کے عُرف میں رفض محض کا نام ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج1: ص94)

امام شافعیؒ صاحبؒ کا فتوی:

بویطیؒ نے امام شافعیؒ سے سوال کیا کہ میں رافضی کے پیچھے نماز پڑھ لوں؟ تو امام شافعیؒ نے فرمایا: نہیں۔ رافضی کے پیچھے نماز مت پڑھو، نہ قدری کے پیچھے، نہ مرجی کے پیچھے، میں نے کہا اُن کی صفات تو بیان کریں؟ امام شافعیؒ نے فرمایا: جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان نام صرف زبان سے قول کا ہے تو وہ مرجی ہے اور جو یہ کہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ امام برحق نہ تھے تو وہ رافضی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء الجزء الثامن: ص 388)

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحبؒ کا فتوی:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ کافر نہیں کہنا چاہئے، بلکہ رافضی کافر کہنا چاہئے؟

جواب: عُرف اور رسم و رواج قدیم زمانہ سے قانون کے لئے ایک ماخذ چلا آ رہا ہے۔ رومی قوانین میں بھی اس کو قانون سازی کے لئے بطور اصل استعمال کیا ہے۔ اسلام نے بھی بعض فروعی احکامات میں عرف و عادت کو ماخذ کا مقام دیا ہے۔ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ:

عرف کا شرع میں اعتبار ہے اور اس لئے اس پر کبھی کبھی حکم کا دارومدار ہوتا ہے۔ حتی کہ عادت و عرف کی تبدیلی و تغیر سے بعض احکامِ شرع میں بھی تغیر و تبدّل واقع ہوا ہے۔ جس کی مثالیں کتبِ فقہ میں بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

جان لو کہ بیشک عادت اور عرف کو اعتبار دے کر کافی سارے مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے حتی کہ انہوں نے اس کو اصل بنا دیا ہے اور انہوں نے اصول میں لکھا ہے کہ عادت اور عرف کی بنا پر حقیقت کو چھوڑ دیا جائے گا۔

عرف کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ دلیلِ شرعی کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ کی طرح ہے۔اور مبسوط میں ہے کہ عرف کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ نص کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ کی طرح ہے۔اور امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی تصنیف :حجۃ اللّٰہ البالغہ: میں عرف کو تشریعی اُمور کا مادہ اور اصل قرار دیا ہے۔

عرف کی تعریف:

فقہاء کرام نے عرف کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں۔یہاں پر چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

1.....علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ:عادت اس مکرر امر سے عبارت ہے جو نفوس میں استقرار پکڑے اور طبائع سلیمہ اس کو قبول کریں۔

2.....امام غزالی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:عرف وعادت یہ ہے کہ کوئی فعل یا طریقہ عقلی طور پر لوگوں کے نفوس میں اس طرح جاگزین ہو جائیں کہ فطرتِ سلیمہ اسے قبول کرلے اور اسلامی دنیا کے سلیم الطبع لوگ اس کے عادی ہو جائیں،بشرطیکہ وہ نص شرعی کے برخلاف نہ ہو۔

3.....امام ابو زہرہؒ فرماتے ہیں کہ:عرف وہ ہے کہ لوگ اپنے معاملات میں اس کے عادی ہو چکے ہوں اور اپنے اُمور کو اس پر قائم کر چکے ہوں۔

مقبول عرف کے لئے شرائط:

مگر عرف وعادت مطلقاً مقبول نہیں۔جو عرف.....عندالشرع مقبول ہو اور اس کو مادہ (اصل) کی حیثیت حاصل ہو،فقہاء کرامؒ نے اس کے لئے چند شرائط ذکر کی ہیں:

(1) وہ عرف،منصوص حکم کے معارض نہ ہو۔

(2) معاشرے میں اس کو ایسا مقام حاصل ہو کہ اس کا کرنا امرِ ضروری ہو۔

(3) وہ عرف، معاشرے میں عام اور غالب ہو۔

(4) اس حکم کے وقت وہ عرف موجود ہو۔

(5) معاقدین اس عرف کے خلاف کو معاہدہ یا شرط نہ لگائیں۔

(فتاوی حقانیہ: ج1: ص 49)

علامہ ابن عابدینؒ کا فتوی:

کسی نے کسی کو یا رافضی کہا۔ تو یہ کافر کہنے کے برابر ہے۔ کیونکہ رافضی..... شیخینؓ پر سب کرنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ (ردالمختار علی درالمختار: ج3: ص 201)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

عرف کا شرع میں اعتبار ہے اور اس لئے اس پر کبھی کبھی حکم کا دارومدار رہوتا ہے۔ حتی کہ عادت و عرف کی تبدیلی و تغیر سے بعض احکامِ شرع میں بھی تغیر و تبدل واقع ہوا ہے۔ جس کی مثالیں کتب فقہ میں بکثرت موجود ہیں۔ (فتاوی حقانیہ: ج1: ص 49)

علامہ ابوالبرکات عبداللّٰہ بن احمد بن محمود حنفی نسفیؒ کا فتوی:

اور کہنے والے کا یہ قول کہ یا رافضی..... یہ بمنزلہ..... یا کافر کے ہے۔ اس لئے کہ رافضی اگر شیخینؓ کو بُرا بھلا کہے تو کافر ہے۔ (البحر الرائق: ج5: ص 74)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا فتوی:

سوال: بہرام پور ضلع گنجام میں لفظ: شیعہ: کے متعلق بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات کو کہتے ہیں، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ سادات کو

شیعہ کہنا درست نہیں ہے۔بلکہ شیعہ، روافض کا نام ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات اثناعشریہ کو کہتے ہیں نہ کہ سادات اہل سنت والجماعت کو۔لیکن فقیر کا خیال ہے کہ سادات سب کے سب نبی آخرالزمان ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:انّا اعطینٰک الکوثر:اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی کثرت اولاد کے بارے میں خبر دی ہے کہ دنیاوعقبیٰ میں ہمارے پیغمبر ﷺ کی نسل منقطع نہیں ہوگی۔اس صورت میں دونوں گروہ سادات ہی ہیں ہر چند کہ مذہب جدا جدا ہوں۔نہایہ ابن اثیر جزری میں لغت شیعہ کے متعلق لکھا ہے۔شیعۃ الرجل،الخ:

نوشتہ است:

:شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ وقد غلب ھذاالاسم علی کل من یتولی علیؓ ابن ابی طالب:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ اس کو کہتے ہیں جو حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے محبت رکھتا ہو،اور جب کہ تمام سادات حضرت علیؓ کی اولاد ہیں۔اگر ان کو شیعہ کہا جائے تو کیا حرج ہے؟

ایں حالات از لغات کشوری باب شین فصل

ش،ی،ع:

(1)(شیعہ(ء)مطیع،تابعدار،مددگار گروہ،سرخود،غالب:

(2)مطیع(ء)فرمانبردار،خادم،اطاعت کنندہ:

(3)تابعدار(ف)فرمانبردار،خادم،اطاعت کنندہ:

(4)مدد(ء)کمک مددگار،مدد کنندہ:

(5)گروہ(ف)غول،جمعیت آدمیاں:

(6)سرخود(ف)خود مختار:

(7)غالب(ء)زبردست،زور آور:

ومن یّطع اللّٰہ والرّسول فاولٰئک مع الّذین،الخ:ومن یّقنت منکنّ للّٰہ ورسولہ،الخ:انّ اللّٰہ مع الّذین اتّقواوّالّذین ھم مّحسنون: انّااعطینٰک الکوثر:لایملکون الشّفاعۃالّامن اتّخذعندالرّحمٰن عھداً:وانتم الاعلون:(درنصائح ازحضرت علیؓ:رھبر کامل:باب ھمزہ سےمتعلق:ص118نصائح:

سب سے زیادہ سعادت مند ہےوہ جس نے ہماری فضیلت کومعلوم کیاہمارے طفیل سےمقربان بارگاہ الٰہی میں داخل ہوا۔ہم سے خالص محبت اوردوستی پیدا کی۔ہماری ہدایت پر چلا۔اورجن باتوں سےہم نےمنع کیاان سےبازرہاسوایساشخص ہمارےگروہ میں شامل اوربہشت میں ہمارےساتھ ہوگا۔ان تمام حالات کےبعدگزارش ہے کہ آپ فتوی صادرفرمائیں؟

جــــواب: لفظ: شیعہ: کےایک معنی باعتبارلغت کےہیں۔اوردوسرےمعنی باعتبارعرف کے۔لغوی معنی تووہی ہے جوآپ نےلغت سےنقل کئے ہیں۔اورعرف میں : شیعہ: اس گروہ کوکہتے ہیں جن کامذہب اہل سنت والجماعت کے مذہب کے بالمقابل ہے۔جوحضرت علیؓ کوخلیفۂ بلافصل اورتمام صحابہ کرامؓ سےافضل مانتے ہیں۔اس گروہ میں بھی مختلف فرقے ہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ خدا ہیں،بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے خداکےاندرحلول کیا ہے،بعض کہتے ہیں کہ وحی حضرت علیؓ کی طرف اُتاری گئی تھی مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نےغلطی سےمحمد مصطفیٰ ﷺ کو پہنچادی،بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن جواس وقت موجود ہےوہ قرآن نہیں ہے جوآسمان سےاُتاراگیا تھا بلکہ یہ بیاضِ عثمانی ہے،بعض کہتے ہیں کہ حضوراکرم ﷺ کی وفات کےبعدچندصحابہ کرامؓ کےعلاوہ تمام

مسلمان مرتد ہوگئے تھے (معاذاللہ)۔اسی قسم کے بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔

پس لفظ شیعہ اور رافضی اور روافض ان فرقوں کیلئے (عرفاً) استعمال ہوتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے جو لوگ ایسے عقائد نہیں رکھتے وہ شیعہ نہیں۔ہر شیعہ سید نہیں ہوتا اور ہر سید شیعہ نہیں ہوتا۔(کفایت المفتی:ج 1:ص 292)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فتویٰ:

عرف سے واقف ہونا ضروری ہے:

زمانہ کے عرف اور اہلِ زمانہ کے احوال سے واقف ہونا بھی مفتی کیلئے ضروری ہے۔عرفِ زمانہ کی رعایت.....مفتی و قاضی کیلئے ضروری قرار دی گئی ہے۔چنانچہ فرمایا:

مفتی اور قاضی کیلئے یہ درست نہیں ہے کہ عرفِ زمانہ سے صرفِ نظر کر کے صرف ظاہر مذہب پر فیصلہ دیں۔

اس سے صراحتاً یہ بھی ثابت ہوا کہ مفتی اپنے عرفِ زمانہ کے خلاف فتویٰ نہ دیں۔مفتی کو چاہئے کہ وہ رسم و رواجِ زمانہ کی اپنے الفاظ عرفیہ میں رعایت کرے۔

احوالِ زمانہ سے واقفیت اور اس کی وجہ:

مفتی کیلئے عرفِ زمانہ اور احوال کے علم کی قید کیوں لگائی ہے۔لکھتے ہیں کہ: جو کچھ عرض کیا گیا اس سے آپ پر یہ بات عیاں ہو چکی ہوگی کہ اگر مفتی اور قاضی نے عرفِ عام اور قرائن واضحہ کو ترک کر دیا اور لوگوں کے حالات سے بے خبر رہا اور ظاہر پر جما رہا۔تو پھر یقین کر لینا چاہئے کہ اس طرح بہت سے حقوق ضائع کرنا اور بہت لوگوں پر ظلم کرنا لازم آئے گا۔چنانچہ اسی وجہ سے لکھا ہے کہ:

مفتی کیلئے لوگوں کے احوال کی معرفت ضروری ہے اور اہل علم کا فیصلہ ہے کہ جس نے اپنے زمانے کے لوگوں کو نہ جانا وہ جاہل ہے

:مناقب کردری: میں لکھا ہے کہ امام محمدؒ رنگ ریزوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے معاملات کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرتے۔ اور ان میں جو رواج ہوتا اس کا پتہ لگاتے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:مدلل،مکمل:ج 1:ص 74)

سوال: خالد کا نکاح مسماۃ:حیاۃ النساء:عرف:رضیہ بیگم:بنت زید سے قرار پایا حسب قاعدہ گواہان حصول اجازت واذن پاس مسماۃ مذکورہ کے گئے اور بعد حصول اجازت گواہان نے روبروئے قاضی لوگوں کے سامنے گواہی اس صورت میں ادا کی کہ :سعادت النساء بیگم:عرف:رضیہ بیگم:بنت زید نے اپنے نکاح کا اختیار عمر وکیل کو دیا۔ چنانچہ قاضی نے باجازت عمر وکیل متعین مہر مثل خالد کے ساتھ نکاح پڑھادیا۔ آیا مسماۃ مذکورہ کا نکاح خالد مذکور کے ساتھ صحیح ہوا یا باطل؟ کیونکہ گواہان نے:حیاۃ النساء بیگم:عرف :رضیہ بیگم:بنت زید کے بجائے غلطی سے:سعادۃ النساء بیگم:عرف:رضیہ بیگم:بنت زید گواہی میں ادا کیا۔ اوّل یہ کہ:سعادۃ النساء بیگم:کی ولدیت زید نہیں ہے۔ دوئم:سعادۃ النساء:کاعرف:رضیہ بیگم:نہیں ہے۔ ایسی غلطی سے نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

جواب: نام معروف جو کہ:رضیہ بیگم:ہے چونکہ وہ صحیح لیا گیا ہے اور نیز:رضیہ بیگم:کا زید کی بیٹی ہونا بھی صحیح ہے اور معروف نام میں غلطی نہیں ہوئی ہے اور جب کہ عرف اس کا:رضیہ بیگم:ہے تو گویا معروف نام یہی ہے اور اس کی ولدیت بھی صحیح بیان کی گئی ہے۔ لہذا یہ نکاح صحیح ہے۔ کیونکہ مقصود رفع جہالت ہے اور وہ حاصل ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند:مدلل،مکمل:ج7:ص113)

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا فرمان:

امیر عزیمت،حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے ایک عالم دین نے سوال کیا کہ مولانا صاحب! آپ کے طرز عمل اور اس نعرے سے میں متفق نہیں ہوں، نیز

آپ کا طریقہ اکابرینؒ کے طرزِ عمل سے ہٹا ہوا ہے۔ آخر عوام کی زبانی یہ فتوی کیسے درست ہوسکتا ہے ''کافر کافر شیعہ کافر''۔ پھر یہ لفظ: شیعہ: کا صحیح بھی نہیں۔ کافر تو رافضی ہیں، شیعہ نہیں۔ قرآن کی تحریف کے قائلین، خلافت راشدہؓ کے منکرین، صحابہ کرامؓ پر تبرا بازی کے قائلین تو قطعی کافر ہیں، مگر انہیں علمی اور فقہی تاریخی اصطلاح میں...رافضی، آغا خانی، زیدی، اسماعیلی، اثناعشری وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

وہ مولانا صاحب کہتے ہے کہ میں نے امیر عزیمت حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے کہا کہ مطلقاً شیعہ کافر کہنے سے تو بڑی بڑی اہم شخصیات اور ہماری احادیث کے ذخیرے کے رواۃ تک اس کی زد میں آتے ہیں۔ کیا کتابوں میں یہ حقیقت نہیں ہے کہ جو لوگ حضرت علیؓ کے پاسدار اور حمایتی تھے، وہ شیعانِ حضرت علیؓ کہلائے۔ اور جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ساتھ دیا وہ شیعانِ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور جنہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے ساتھ حمایت کا علم اٹھائے رکھا وہ شیعانِ حضرت معاویہؓ کہلائے۔

چنانچہ اس طرح تو، جن صحابہ کرامؓ کی آپ دفاع وحمایت کرتے ہیں ان پر بھی حرف آتا ہے۔ آپ کا مشن کیسے رہے گا؟ ان میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جن پر شیعانِ حضرت علیؓ کا لیبل لگا ہوا ہے۔ اس سے تو حضرت حسن بصریؒ، امام زہریؒ اور بخاری شریف کے اہم راویوں سے لے کر بڑی دُور تک تاریخ کے بڑے بڑے اہم ستونوں کے ساتھ: فیہ الشیعۃ، کان من الشیعۃ، ثم تشیع کان یقول ھکذا: وغیرہ کے الفاظ عام موجود ہیں۔ لہذا یہاں پر تو لچک رکھنی ہی پڑے گی۔ آپ کا یہ نعرہ خطرناک اور بے باکانہ ہے۔

پھر ہمارے اکابرینؒ نے انگریز کے خلاف برصغیر میں تحریک چلائی اور ڈیڑھ دو

صدی پر محیط اس تحریک میں ''کافر کافر انگریز کافر'' کی کوئی گردان نہ ہوئی۔ ''کافر کافر ہندو کافر'' کے نعرے نہ لگے۔ قادیانیوں کے خلاف پون صدی تک جدوجہد جاری رہی اور آپ کا کردار بھی اس میں شامل ہے، لیکن یہ نعرہ ''کافر کافر قادیانی کافر'' پھر بھی نہیں لگا۔ آخر کہاں تک آپ یہ انفرادیت قائم رکھ سکیں گے؟

میری یہ بحث قریباً مدلل بہ دلائل تھی۔ جب میں یہ سب کچھ کہہ چکا تو علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ فرمانے لگے، کہ اب میں کچھ کہوں؟ میں نے کہا: جی فرمائیں۔

اس پر حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے فرمایا: مولانا صاحب! آپ نے جو فرمایا بجا، صحیح اور درست ہے، مگر یہ سوچ لیا کہ اکابرین کو: انگریز کافر، ہندو کافر، قادیانی کافر: کا نعرہ لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ انہیں مسلمان سمجھتا ہی کون تھا۔ وہ تو مسلّمہ کافر تھے، ان سے تو صرف نفرت پیدا کرنی تھی، ان کے مظالم اور مسلمانوں کی حق تلفیاں گنوانی تھی، تا کہ ان کے خلاف تحریک منظم ہو سکے، لوگوں کا شعور اُجاگر ہو سکے۔

میرا مسئلہ تو یہ ہے کہ شیعہ..... صدیوں سے باوجود فتویٰ کفر کے، تقیہ کے بل بوتے پر مسلمانوں کا حصہ بنے پڑے ہیں اور عوام کا ذہن تو انہیں کافر ماننے کیلئے آمادہ ہی نہیں، میرے لئے تو زمین ہموار نہیں ہے، مجھے اس لائن پر بھی کام کرنا ہے، انہیں کافر بتلانا، انہیں کافر لکھا ہوا پڑھ کر سنانا ہے، سمجھانا اور باور کرانا ہے۔ اور دوسرا کام یہ بھی ساتھ ہی کرنا ہے کہ شیعوں سے قوم کو قادیانیوں وغیرہ کی طرح متنفر بھی کرنا ہے تا کہ عوام، صحابہ کرامؓ کے خلاف کھلے عام تبرا بازی، قرآن مجید کی توہین اور متعہ بازی کو کفر سمجھنے لگ جائیں۔

میرا کام خاصا مختلف ہے۔ مگر آپ کی سوچ پر تعجب ہے کہ ان علمی موشگافیوں سے ان شیعوں کو شہہ ملی اور اس قدر جرأت ہوئی کہ شیعہ کھلے عام صحابہ کرامؓ وامہات المؤمنینؓ کو منافق، کافر، مرتد شراب خور، زانی، اور جہنمی تک فواحشات بک کر کفریہ اور گندے عقائد

اپنا کربھی وہ مسلمان کہلاتے ہیں،اور آج تک آپ جیسے علماء ان کے لئے علمی مباحث کے ذریعے حصار کا کام دیتے رہے۔

ہم جیسے آپ کے رضاکاروں نے جب ان کی راہیں مسدود کردیئے تو فوراً انہوں نے علمائے محتاطین سے رجوع کرکے فتوی حاصل کرلیا کہ شیعہ مسلمان ہیں۔کافرتو ایسے ایسے عقیدہ رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں۔اب ان کی تفصیل میں کون جائے ...... چنانچہ شیعہ باطمینان مسلمان شمار ہونے لگے اور ہماری کوشش رائیگاں گئی۔

صاف بات ہے،آپ نے پڑھ رکھا ہے کہ:لامشاحة فی الاصطلاح: اصطلاحِ عوام وخواص میں انہی رافضیوں تبرائیوں،اسلام دشمنوں کوشیعہ کہتے ہیں اور یہ خود بھی اپنے آپ کو شیعہ کہلانے پرمصر ہے۔عوام جنہیں شیعہ کہتے اور سمجھتے ہیں اور جو اپنے آپ کوشیعہ کہلاتے ہیں۔میری مراد بھی وہی ہوگی اور یہ قطعی کافرو مرتد ہیں۔ہمارے نعرے کی زد میں آپ کے مزعومہ بزرگ نہیں آتے،بلکہ یہ زد شیعوں پہ پڑتی ہے۔

رہی بات یہ کہ اکابرینؒ میں سے بعض قطعی طور پر مسلمان محدث ومفسراور ائمہ پر حرف آئے گا۔تو حضرت صاحب! آپ یہ تو سوچتے ہیں،مگراُن ہزاروں اکابرینؒ کی طرف کیوں نظر نہیں اٹھاتے؟ جنہوں نے ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابیں لکھیں اور شیعہ کو:شیعہ: کے نام سے ہی کافر لکھا ہے۔اور میں جن کے کتابوں کا شب وروز حوالے دیتاہوں،میں تو پھر بھی ناقل(حوالہ دینے والا)ہو،بالاصل لکھنےوالانہیں۔یہ اگر جرم ہےتو اس جرم کامرتکب میں نہیں،میرے یہ پیش رُو ہیں،میں تو اکابرینؒ کا رضاکاراور کارکن ہوں۔میرا مقصد اکابرین تو کیا.....کسی ادنی مسلمان کی بھی توہین نہیں،مگر مسئلے کا صحیح حل تو صرف یہی ہے۔ میں توصرف عوام کا ذہن بنارہاہوں اور عوامی سطح پر کام کرکے صحابہ کرامؓ کے مقدس ومطہر دامنِ عفت وحیاءکوداغدار ہونے سے یاایساسوچنے سے بچانا چاہتاہوں۔

خدا کیلئے مجھے قوم کا ذہن صاف کر لینے دیجئے، اس گندے ماحول نے ان کے ذہن کو گندا کر ڈالا ہے، میں تو جھاڑو لئے جھاڑ رہا ہوں۔ خدا کے لئے میری محنت پر پانی پھیرنے کا کام نہ کیجئے، میں اپنوں سے ٹکرانے کا متحمل نہیں اور نہ ہی یہ کام میرے کرنے کا ہے۔ شیعہ بہت آگے نکل چکا ہے، وہ کعبۃ اللہ پر ہاتھ ڈال چکا ہے، روضہ رسول ﷺ پر دانت پیس رہا ہے، اور شیخین ؓ کے اجسادِ مقدسہ کو نکال پھینکنے کی باتیں ہو رہی ہیں، قرآن کریم کو تحریف شدہ تو وہ قرار دیتا ہی تھا، اب قرآن کریم جلانے، گرانے، پھاڑنے کے واقعات عام ہو رہے ہیں۔ جب سے ایران میں خمینی خونی انقلاب آیا ہے شیعہ انتہائی جارحیت پر اُتر چکا ہے، اور ایک آپ ہے کہ قوم کو مصلحتوں کی آغوش میں لوری دے کر سلا دینا چاہتے ہیں۔

مولویو..... ! پیغمبر ﷺ کے وارثو..... ! اس سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنے میں میرا ساتھ دیجئے، پھر دیکھئے! خدا تعالیٰ جل شانہ کی قدرت کا تماشا۔

جناب والا! کل قیامت کے دن اگر آپ کے محولہ بزرگوں نے میرا گریبان پکڑ بھی لیا کہ یہ شخص: کافر کافر شیعہ کافر: کا نعرہ لگواتا تھا، تو میں ان سے سرِ محشر معافی مانگ لوں گا اور کہہ دوں گا کہ (معاذاللّٰہ ثمّ معاذاللّٰہ) مجھ حق نواز کو یہ جرأت، کہ آپ کو نازیبا کلمات سے یاد کرے یا د کروائے؟ میں تو آپ کا غلام ہو، اور آپ کے ہی بڑوں یعنی صحابہ کرام ؓ کا دفاع کر رہا تھا۔ میں اس مقدمے میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ، سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ کا دامن تھام لوں گا اور انہیں بطور وکیل صفائی و شاہد پیش کروں گا اور عرض گزار ہوں گا، بلکہ میں خود رحمت کائنات سرورِ کونین ﷺ سے رُو رُو کر استدعا کروں گا کہ اے میرے آقا ﷺ! آپ کے صحابہ کرام ؓ کی ناموس و عظمت کا دامن تار تار ہو رہا تھا، مجھ سے برداشت نہ ہو سکا، میں اپنی طاقت و قوت کے مطابق تحفظ کرنے پر کمر بستہ ہو گیا۔ آپ ﷺ ہی فیصلہ فرما دیں۔

مجھے بڑی قوی امید ہے کہ اگر بالفرض والمحال میرے خلاف استغاثہ ہوا تو وہ غلط فہمی کی بنا پر ہوگا اور میرے صفائی کے گواہوں کے نام آتے ہی وہ حضرات ازخود درخواست اٹھالیں گے اور مجھے وہ بھی اپنی شفقتوں سے نوازیں گے۔ (امیر عزیمت: ص 252)

کافر کافر شیعہ کافر

جو نہ مانے وہ بھی کافر،

اس جملے کی وضاحت

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ چلو! یہ تو ٹھیک ہے کہ شیعہ کافر ہے لیکن یہ کیا بات ہے جو سپاہ صحابہؓ والے کہتے ہیں کہ.....جو نہ مانے وہ بھی کافر؟

جواب: یاد رکھیں! یہ سپاہ صحابہؓ والے اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ جس طرح اسلاف اور اکابرین نے شیعہ کو کافر لکھا اور کہا ہے اسی طرح اسلاف نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص شیعہ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اختصار کے پیش نظر یہاں پر اسلاف اور اکابرین کے چند فتاوی جات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتوی:

عبدالملک ابن مروانؒ نے حارث، مدعی نبوت کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور یہی

معاملہ بہت سے خلفاء اور شاہانِ اسلام نے مدعیانِ نبوت کے ساتھ کیا ہے، اور ہر زمانہ کے علماء نے اس پر اجماع و اتفاق کیا کہ ان خلفاء اور ملوک کا فعل درست ہے اور جو شخص ان مدعیان نبوت کے کفر میں اختلاف کرے وہ بھی کفر ہے۔(جواھر الفقه: ج 1: ص 51)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ایسے ہی ہم اس شخص کے کفر کا بھی یقین رکھتے ہیں جو اس شخص کی تکفیر میں شک کرے جو ایسا قول اختیار کرتا ہے کہ جس سے تمام امت کا گمراہ ہونا سمجھا جاوے۔

(جواھر الفقه: ج 1: ص 57)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اسی طرح: در مختار باب المرتدین: میں اس شخص کے متعلق جس نے کسی نبی کی توہین کی ہو تصریح کرتے ہیں کہ: جو شخص اس کے کفر اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کے کفر میں جو شخص شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس جب کسی کافر کو جس کا کفر کھلا ہوا اور صاف ہو صرف مسلمان کہنا بلکہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے جیسا کہ: زواجــــر: کی عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا اگرچہ کسی تاویل کے ساتھ ہو۔(جواھر الفقه: ج 1: ص 58)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جس طرح فروعی اختلافات کی وجہ سے یا کسی محتمل اور مبہم کلام کی وجہ سے یا کسی ایسے عقیدہ و کلمہ کی وجہ سے جس کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہو، کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت بے احتیاطی اور اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایمان کو کفر کہنا لازم آتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح کسی یقینی کافر کو مسلمان ٹھہرانا بھی نہایت خطرناک جرم اور

اپنے ایمان کوخطرہ میں ڈالنا ہے۔کیونکہ اس سے کفر کوایمان قرار دینالازم آتا ہے۔اور یہ ظاہر ہے کہ ایمان کوکفر یا کفر کوایمان قرار دینا اگر اپنے ارادہ واختیار سے ہوتو بلاشبہ کفر ہے، ورنہ کفر کےخطرہ سےتو خالی نہیں۔

علاوہ ازیں کسی کافر کومسلمان کہہ دینا محض ایک لفظی سخاوت نہیں، بلکہ پوری ملت اوراسلامی معاشرہ پرظلم عظیم ہے۔کیونکہ اس سے پوری ملت کامعاشرہ متاثر ہوتا ہے۔نکاح، نسب،میراث،ذبیحہ،امامت،نمازاوراجتماعی اور سیاسی حقوق سبھی پراثر پڑتا ہے۔اس لئے کفر کی وہ صورت جس کوحسب تقریر مذکور اصطلاح شرع میں زندقہ اورالحاد کہا جاتا ہے،جس میں ایک شخص خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کے ماننے کا دل سےاور زبان سے معترف بھی ہے،اورنماز،روزہ،حج،زکوٰۃ وغیرہ شعائر اسلام کاپابند بھی ہے،مگراس کے ساتھ ساتھ کچھ عقائد کفریہ رکھتا ہے یاضروریات دین میں تاویل باطل کرکے احکام دین کی تحریف کرتا ہے۔اس کامعاملہ نہایت خطرناک مزلۃ الاقدام ہے۔اس میں ذراسی بےاحتیاطی ایک حقیقی مسلمان کواسلام سے خارج بھی کرسکتی ہے،اور ایک دشمنِ اسلام کافر کواسلامی برادری کامارآستین بھی بناسکتی ہے۔اور یہ دونوں خطرے ملت کیلئے بڑے عظیم اوران کےعواقب ونتائج نہایت دوررس ہیں۔(جواهر الفقه:ج1:ص104)

حضرت مولانا مفتی محمدعبدالسلام چاٹگامی ؒ کافتوی:

سوال: بعض شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ دراصل حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت علیؓ کی طرف وحی لے کرآنے پر مأمور تھے مگروہ بھول سے حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے گئے۔ایسے عقیدہ رکھنے والے لوگ مسلمان ہیں یانہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں ذکرکردہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ دین اسلام سے خارج ہیں کافر ہیں۔ ان کے کفر میں شک کرنے والے بھی کافر

ہیں۔جیسا فتاوی ہندیہ میں ہے:

قال فی الھندیۃ و بقولھم ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی الیٰ محمد ﷺ دون علی بن ابی طالبؓ وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین: یہ قوم دین اسلام سے خارج ہیں اور ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے۔(جواہر الفتاوی: ج5: ص78)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو احکام مجمع علیہ ہیں، جو ظاہر نصوص سے ثابت ہیں اور ان کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا معلوم ہو چکا ہے ایسے احکام کے انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔اور جو شخص ایسے شخص کی تکفیر میں شک اور ترّدد کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

(جواھر الفتاوی: ج2: ص348)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ صاحبؒ کا فتوی:

یہ بات کہ (معاذاللہ) صحابہ کرامؓ (ماسوائے چند کے جن کی گنتی انیس تک نہیں پہنچتی) سب مرتد ہو گئے تھے یا یہ کہ عامۃ الناس سب فاسق ہو گئے، سو اس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ ایسا کہنے والا اس حصۂ قرآن کا مکذب ہے جس پر (اور یہ ایک مقام نہیں کئی مقامات ہیں) نص وارد ہوئی ہے، اور ان (صحابہ کرامؓ) کی تعریف کی گئی ہے بلکہ جو شخص ایسے کافروں کے کفر میں شک کرے اس کا کفر بھی اپنی جگہ طے پا چکا ہے۔

کیونکہ اس بات کا حاصل تو یہ ہے کہ امت تک قرآن و سنت نقل کرنے والے سب کفار تھے یا فساق تھے اور یہ آیت: کنتم خیر امۃ: تم خیر امت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کئے گئے۔اور امت کا خیر قرن (زمانہ) اوّل ہے۔جب وہ سب کافر یا فاسق ٹھہرے تو

آیت کا مضمون یہ ٹھہرا کہ یہ امت شر الامم ہے اور امت کے جو باقی لوگ رہے وہ بھی

اشرار ہیں تو اس عقیدے کا کفر ہونا دین اسلام میں ضروری طور پر واضح ہو چکا ہے۔

اب آپ یہ دیکھئے کہ حافظ ابن تیمیہؒ نے جن شیعی عقائد کو کفر لکھا ہے وہ اثنا عشری شیعوں کے عقائد ہیں یا نہیں؟ اگر واقعتاً اثنا عشری عقائد یہی ہیں تو اب کیا ان کا کفر مجمع علیہ نہ ہوا؟ کیا ان پر کفر کی حجت تمام نہیں ہو چکی؟ اور کیا وہ ان کفریات میں سے ایک ایک کے قائل نہیں ہے؟ اور اس تلخ حقیقت سے بھی اثنا عشری علماء ناواقف نہیں کہ ان کے ہاں قرآن کریم کی یہ آیت: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس: محض ایک مذاق بن کر رہ گئی ہے، اور ظاہر ہے کہ جو شخص قرآن کریم کے ساتھ اس قسم کے طنز اور استہزاء پر آ جائے جو اثنا عشری عقیدے میں اسی آیت سے ہوتا گیا ہے، وہ کسی صورت میں مسلمان نہیں رہ سکتا، اور جو شخص ان سب باتوں کے باوجود اسے مسلمان سمجھتا ہے اس کا اپنا کفر بھی طے ہو چکا ہے۔

(عبقات: ج2: ص213: 217)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جس شخص نے یہ خیال کیا کہ حضور اکرم ﷺ کے دنیا سے جانے کے بعد چند صحابہ کرامؓ کے سوا سب صحابہ کرامؓ مرتد ہو گئے تھے یا یہ کہ ان میں اکثر فاسق ہو گئے تھے (معاذاللّٰہ) تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں بلکہ جو شخص ایسے شخص کے کفر میں شک کرے تو اس کا کفر بھی متعین ہے۔ (الصارم المسلول: ص 591)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحبؒ کا فتوی:

سوال : کیا جس جماعت میں خدا تعالیٰ جل شانہ کے منکر کمیونسٹ، ختم نبوت کے منکر مرزائی، جنت دوزخ، عذاب ثواب اور فرشتوں کے منکر نیچری بحیثیت مسلم شامل ہوں اس جماعت میں شامل ہونا اور اسے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت قرار دینا اور اس ~~جماعت کے نمائندہ کو مسلمانوں کا نمائندہ سمجھ کر انتخاب میں کامیاب بنانے کی کوشش کرنا یا~~

ووٹ دینا شرعاً حلال ہے یا حرام؟اور یہ تینوں گروہ مسلمان ہیں یا کافر؟نیز اِن تینوں گرہوں کے عقائدِ باطلہ سے واقف ہونے کے باوجود ان کو مسلمان قرار دینے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب : جوشخص خدا تعالیٰ جل شانہ کے منکروں،عذاب وثواب کے منکروں کو مسلمان سمجھے وہ خود بھی اسلام سے خارج ہے۔(کفایت المفتی:ج 9:ص 408)

سوال: زید توحید ورسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جوشخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہوجائے گی۔زید کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جوشخص حضور اکرم ﷺ کی رسالت ونبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمد یہ ﷺ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا۔کیونکہ ایک آیت قرآن کریم کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ایسے شخص کو جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو،امام بنانا جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ ضروریات دین میں سے کسی مسئلہ کا انکار کرنا کفر ہے۔(کفایت المفتی:ج 1:ص 46)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضور اکرم ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والا یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگانے والا کافر ہے۔ایسے گستاخ سے اظہار ناراضگی نہ کرنے والا بھی کافر ہے۔

جناب رسالت پناہ روحی فداہ ﷺ کی یا عائشہ صدیقہؓ کی شان میں گستاخی کرنے والا یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے۔

پس جوشخص ایسی آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا اور کوئی، اظہار ناراضگی نہ

کرے یا کم از کم دل سے بُرا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے، بے شک وہ بھی کافر ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں۔ (کفایت المفتی: ج1: ص 82)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

حضور اکرم ﷺ کی یا حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے۔ فقہاء کرامؒ اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔

پس جو شخص ایسے آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا اور کوئی ہو، اظہارِ ناراضگی نہ کرے یا کم از کم دل سے بُرا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے، بے شک وہ بھی کافر ہے۔

(کفایت المفتی: ج 1: ص 71)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص خدا تعالیٰ جل شانہ کے منکروں، ختم نبوت کے منکروں، عذاب و ثواب کے منکروں کو مسلمان سمجھے وہ خود بھی اسلام سے خارج ہے۔

:وفی الفتاوی العالمگیری: من اعتقد ان الایمان والکفر واحد، کفر: (کفایت المفتی: ج1: ص598)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتوی:

جو آدمی (کافر ہو یا مسلم) آپ ﷺ پر ہنسی اُڑاتا ہے یا ان کی سیرت و زندگی کے کسی گوشے کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہے یا ان کی توہین و تنقیص کرتا ہے یا ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے یا ان کو گالی دیتا ہے یا ان کی طرف بُری باتوں کو منسوب کرتا ہے یا حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کو بازاری عورت اور طوائفوں کے ساتھ تشبیہ

اور مجنون آدمی کا خواب بتاتا ہے یا ایک ناول اور کہانی سے تعبیر کرتا ہے (معاذاللہ)۔ تو وہ آدمی سراسر کافر، مرتد، زندیق اور ملحد ہے۔

اگر ایسا آدمی کسی مسلمان ملک میں حرکت کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا مسلمانوں کی حکومت پر واجب ہے، مشہور قول کے مطابق اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، جو اس کے کفر میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے، اور یہ ائمہ اربعہ کا مسلک ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

محمد بن سحنونؒ نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے کہ شاتم رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی توہین و تنقیصِ شان کرنے والا کافر ہے۔ اور حدیث میں اس کیلئے سخت سزا کی وعید آئی ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا شرعی حکم قتل ہے۔ اور جو آدمی اس شخص کے کفر اور عذاب کے بارے میں شک و شبہ کرے گا وہ بھی کافر ہوگا۔ کیونکہ اس نے ایک کافر کے کفر میں شبہ کیا۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے ابن سحنونؒ سے مزید نقل کیا ہے کہ اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور بلا اختلاف اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور یہ ائمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ اور امام احمد بن حنبلؒ نے تصریح کی ہے کہ جو آدمی بھی خواہ مسلمان ہو یا کافر اگر رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے یا ان کی توہین و تنقیص کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اور میری رائے یہ ہے کہ اس کو توبہ کرنے کیلئے مہلت نہیں دی جائے گی بلکہ فوراً ہی قتل کر دیا جائے گا۔ (فتاوی بیّنات: ج 1: ص 99)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص ان کے عقائد و نظریات سے واقف ہونے کے بعد بھی ان کے کفر و زندقہ میں تردد کرے وہ بھی قطعاً کافر ہے، کیونکہ ان کے نزدیک ذکریوں کی کفریات بھی اسلام

ہیں۔اور جو شخص کفر کو اسلام یا اسلام کو کفر سمجھے اس کے کافر ہونے میں کیا شبہ ہے...؟
(رسائل یوسفی:ص 232)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ فرقہ اثناعشریہ کے تکفیر کے بارے میں حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کے مرتب کردہ استفتاء پر ہندوستان میں مفصل جواب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی صاحب نے مدلل طور پر تحریر کیا جب کہ پاکستان میں مولانا مفتی ولی حسن صاحب کو اس فرقہ کے کفر کو بے نقاب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برطانیہ میں مقیم سینکڑوں جید اور ممتاز علمائے کرام نے اس فتوی کی تائید کی۔

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کی اس عظیم تالیفی کاوش کو بجا طور پر پندرھویں صدی کے اوائل کا تجدیدی کارنامہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عام غلط فہمی یہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اسلام کے اندر مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے۔یہ غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ شیعہ پر تقیہ کی سیاہ چادر تنی رہی، ورنہ شیعہ مذہب نہ صرف یہ کہ بے شمار ضروریاتِ دین اور متواتراتِ اسلام کا منکر ہے بلکہ اس کا کلمہ بھی جو دین کی اوّلین اَساس ہے مسلمانوں سے الگ ہے، اور قرآن کریم جو دین کا سرچشمہ ہے یہ اس کی تحریف کا بھی قائل ہے۔جس گروہ کا کلمہ اور قرآن تک مسلمانوں سے الگ ہو ان کو مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے۔(نظام خلافت راشدہ رسالہ:فروری 2014ء:ص 19)

حضرت مولانا عاصم عمر صاحب کا فرمان:

کیا صرف زبان سے قرآن کو حق تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے؟ ایک طبقہ زبان سے یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتا ہے لیکن جس چیز کو قرآن نے کفر کہا، اس کو کفر

نہیں مانتا،تو کیا یہ مسلمان ہوسکتا ہے؟ کیا یہ خود اپنے قول کی تردید نہیں کررہا؟ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ وہ قرآن کی ساری آیات پر ایمان رکھتا ہے لیکن کسی خاص بت کو سجدہ کرنے ،اس کو مقدس ماننے ،اس کی تعظیم کرنے اوراس کیلئے جینے مرنے کی قسم کھانے کو کفر تسلیم نہ کرے تو کیا دنیا کا کوئی درباری مولوی اس کو کفر سے بچا سکتا ہے؟

کیا ایسا ممکن ہے کہ کوئی شخص زبان سے کلمہ طیبہ بھی پڑھتا ہوں اوراس کے ساتھ اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو بھی مانتا ہو؟ تو کیا اس کو مسلمان کہا جائے گا؟ کوئی بھی شخص ایک وقت میں دو دینوں کا اقرار کرے، یا اسلام کے مقابلہ میں کسی بھی دین کو اچھا سمجھے،وہ مسلمان نہیں ہوسکتا اوراس کا زبان سے اقرار معتبر نہیں ہوگا۔

(ادیان کی جنگ: دین اسلام یا جمہوریت :ص 119)

سلطنت عثمانیہ کے مفتی اعظم ،شیخ الاسلام علامہ ابوالسعودؒ کا فتوی:

جب شیخ ابوسعودؒ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ شیعوں سے جنگ وقتال کرنا کیسا ہے، جب کہ ان کا دعوی یہ ہے کہ وہ: لاالـہ الّاالـلّٰہ : کے قائل ہیں؟ تو شیخ ابوسعودؒ اس سوال کے جواب میں مفتی اعظم ہونے کی حیثیت سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ تفصیلاً شیعوں کے کفر کی وجوہات کو بیان کرتے ہوئے یہ فتوی دیتے ہیں کہ: إنّ قتالهم جهاد أكبر : کہ ان کے خلاف جنگ جہاد اکبر ہے۔اور پھر اپنے زمانہ اور پہلے کے اہل علم کا اجماع بھی نقل فرماتے ہیں کہ شیعوں کے خلاف تلوار اٹھانا جائز ہے، نیز اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔(رسائل ابن عابدین شامیؒ: ج1: ص 369)

حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا فتوی:

اسی لئے یعنی صریح اور مجمع علیہ نصوص میں تاویل وتحریف کرنے والے کی تکفیر کے یقینی ہونے کی وجہ سے ہم ہر اُس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے کو کافر نہ کہے یا ان کو کافر کہنے میں توقف وتر ڈد کرے یا ان کے کفر میں شک وشبہ کرے یا ان کے مذہب کو درست کہے، اگر چہ یہ شخص اپنے مسلمان ہونے کا دعوی بھی کرتا ہو، اور اسلام کے علاوہ ہر مذہب کو باطل بھی کہتا ہو، تب بھی یہ غیر مذہب والوں کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے۔ اس لئے کہ یہ شخص ایک مسلّم (واضح) کافر کو کافر کہنے کی مخالفت کر کے خود اسلام کی مخالفت کرتا ہے اور یہ دین پر کھلا ہوا طعن اور اس کی تکذیب ہے۔

مختصر یہ ہے کہ کسی بھی دین اسلام کے نہ ماننے والے کو کافر نہ کہنا دین اسلام کی مخالفت اور تکذیب کے مرادف ہے، لہذا یہ شخص کافر ہے۔

اِس زمانہ میں جو لوگ کسی بھی غیر مسلم کو کافر کہنے سے اجتناب کرتے ہیں اور اس کو خلاف تہذیب سمجھتے ہیں وہ اپنے ایمان کی فکر کریں، کہیں ان کا ایمان اس کافرانہ وسعتِ نظری، تہذیب پرستی اور احساس کمتری پر قربان نہ ہو جائے۔

(اکفار الملحدین: ص221)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

یاد رکھو! جو کوئی ضروریات دین کے منکر کو کافر نہ کہے وہ اس انکار کو خود اپنے سر لیتا ہے اور بغیر کسی فرق وامتیاز کے خود کافر ہے۔ کسی کافر کو کافر نہ کہنا خود کفر ہے۔

(اکفار الملحدین :ص364)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فتوی:

سوال: ہم اُن تمام احکامات پر جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کے ہیں ایمان رکھتے ہیں اور اس کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور باتباع پیروی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی طرف سے فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں۔ از روئے شریعت محمد یہ ﷺ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: واضح ہو کہ اگر کسی شخص میں باوجود تمام عقائد اسلامیہ کے ماننے کے ایک عقیدہ بھی کفریہ ہو اور کسی ایک امر کا ضروریات دین سے بھی انکار کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

پس جو شخص باوجود دعویٰ اسلام و عقائد اسلام کے ایک ایسے مرتد و ملحد کو جس کی کتابوں سے اس کی کفریات ثابت ہیں مسلمان سمجھے بلکہ اس کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھے (معاذ اللہ) وہ بھی قطعاً کافر ہے۔ کیونکہ اس نے کافر کو مسلمان اور کفر کو اسلام سمجھا۔

پس جبکہ محقق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ دعویٰ نبوت و توہین انبیاء کرام علیہم السلام وغیرہا کے قطعاً کافر ہے، کیونکہ جو شخص ایسے کافر ملعون کو مجدد و مستفید از فیض نبوت سمجھے اس کے کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج 12: ص 315)

حضرت مولانا محمد اصغر صاحب کا فتوی:

بندہ اکابرین کی عبارت سے متفق ہے، اور بندہ کا وہی عقیدہ ہے جو حضرت امام ابو حنیفہ صاحبؒ کا تھا، کہ جو آدمی شیعہ کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

(فتوی امام اہل سنت: ص 95)

حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن امروہوی صاحب کا فتوی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت مولانا پالن پوری حقانی صاحب اپنی کتاب :شریعت و جہالت: کے صفحہ نمبر 105 پر لکھتے ہیں کہ کسی کافر کو کافر کہنا مکروہ ہے۔ حالانکہ دیوبندی جماعت کے مشہور مناظر مولانا مرتضی چاند پوری اپنی کتاب :اشدالعذاب: شائع شدہ دارالعلوم دیوبند کے صفحہ نمبر 14 پر تحریر فرماتے ہیں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ بظاہر دونوں اقوال میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ اس تعارض کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں دونوں حضرات کے اقوال میں فرق ہے، پہلی صورت سے مراد یہ ہے کہ کسی کی تذلیل کے لئے اسے کافر کہہ کر مخاطب کیا جائے۔ چونکہ شریعت نے بلاوجہ کسی کی تذلیل کی اجازت نہیں دی، لہذا اسے مکروہ کہا گیا، جبکہ دوسری صورت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کفریہ عقائد کے باوجود اس کے کفر کا قائل نہ ہو، اور اسے کافر نہ سمجھے تو وہ خود کافر ہے۔(نجم الفتاوی:ج1:ص170)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ کا فتوی:

جو شخص شیعوں سے ترک مراسم نہیں کرتا وہ اسلام سے خارج ہے اور ان ہی جیسا کافر ہے۔(خیر الفتاوی:ج2:ص367)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

منکر صحبتِ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ قذف بر عائشہ :اعاذھا اللّٰہ منہا: اور قائل تحریفِ قرآن کافر ہے۔ اور اس کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی اسی طرح کافر ہے۔
(خیر الفتاوی:ج1:ص152)

حضرت مولانا مفتی فرید صاحبؒ کا فتوی:

کافر کو مجدد ماننا اور اس کے کفریات کو تجدید دین ماننا بلا شک وشبہ کفر ہے۔لہذا لاہوری پارٹی کے کافر ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہ کرنا چاہئے۔لاہوری پارٹی حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہیں،اور تمام معجزات میں تحریفات کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا مانتے ہیں۔تو باوجود اس کے جو شخص یا جماعت ان کو کافر نہ مانیں تو وہ اسلام سے خارج ہیں۔

قال العلامة ابن البزاز الكردري ان شاتمه كافر وحكمه القتل ومن شك في عذابه وكفره كفر،قال الله تعالىٰ:فيه ملعونين اينما ثقفوا اخذوا وقتّلوا تقتيلا،الاية.

اس کے پیچھے اقتداء کرنا،اس کے ساتھ نکاح کرنا،اس پر جنازہ پڑھنا غیر مشروع ہیں۔والدليل على ما مر،انهم انكروا مما ثبت بالضرورة وبالاجماع وهو كفر وعدم تكفير الكافر يستلزم استحسان كفره لزوماً بيناًو هو ايضاً كفر.(فتاوى فريديه:ج1:ص141)

علامہ ابن عابدین شامیؒ کا فتوی:

شیعہ کا کفر ایسا اور اتنا واضح ہے کہ ان کے کفر میں توقف کرنے والا بھی کافر ہے۔

(عقود العلامة الشامیؒ ج1:ص92)

ایک جگہ علامہ ابن عابدین شامیؒ اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے بارے میں کیا حکم ہے،فرماتے ہیں کہ: یہ کافر.....طرح طرح کے کفروں کا مجموعہ ہے،جو اِن کے کفر میں توقف کرے خود انہی کی طرح کافر ہے۔

(تاریخ عزیمت ،ص 352)

امام ابواسحاق ابراہیم علی بن یوسف الشیرازیؒ کافتوی:

لوگوں میں سے مثلاً اگر یوں کہے کہ حضرت علیؓ، خدا تعالیٰ ہیں یا یہ کہے کہ وہ نبی ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو رسالت کے بارے میں غلطی واقع ہوگئی تھی تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں کرتے۔ بلکہ جو اُس کے کفر میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں۔(تکملہ المجموع شرح المھذب:ج 24:ص 27)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

جو شخص یہ گمان کرے کہ قرآن سے کچھ آیات کم کر دیا گیا اور چھپالی گئی ہے۔تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں کرتے۔ بلکہ جو اُس کے کفر میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں۔(تکملہ المجموع شرح المھذب:ج 24:ص 27)

قاضی عیاض صاحبؒ کافتوی:

قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اور ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح میں اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ:اس شخص کے کفر پر اجماع ہے جو نصاریٰ و یہود میں سے کسی کو کافر نہ سمجھے یا اس شخص کو کافر نہ سمجھے جو مسلمانوں کے دین سے جدا ہو یا اس میں بلا وجہ شرعی توقف یا شک کرے۔

قاضی ابوبکرؒ فرماتے ہیں کہ نقل شرعی اور اجماع دونوں ان کے کفر پر متفق ہیں۔ پس جو شخص اس میں بلا وجہ شرعی توقف یا شک کرے اس نے نص شرعی کی تکذیب کی اور اس میں تکذیب یا شک کافر ہی کرسکتا ہے۔(جواہر الفقہ:ج 1:ص 57)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ پر سبّ و شتم کرنے والا کافر ہے اور جو کوئی اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔

(اکفار الملحدین: ص210)

امام محمد بن سحنون کا فتوی:

تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا کافر ہے، اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عذاب کی وعید جاری ہے، اور وہ تمام آئمہ کے نزدیک واجب القتل ہے، اور جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم: ص 479)

حضرت امام ابو حنیفہ صاحب کا فتوی:

امام اعظم امام ابو حنیفہ صاحب کی کتاب: الفقه الابسط: جلد 1: صفحہ نمبر 113: میں ہے:

قلت ان قال قائل لااعرف الکافر کافرا قال ھو مثله، قلت فان قال لاادری این مصیر الکافر قال ھو جاحد لکتاب اللّٰه تعالیٰ و ھو کافر:

ترجمہ: میں نے پوچھا کہ اگر کوئی کہے کہ میں کافر کو کافر نہیں سمجھتا (تو اس کا کیا حکم ہے؟) فرمایا کہ وہ بھی ان ہی کی طرح (کافر) ہے۔ میں نے پوچھا: اگر کوئی کہے کہ مجھے کفار کے ٹھکانے کا پتہ نہیں؟ فرمایا: ایسا شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کتاب کا منکر اور کافر ہے۔ (غیر مسلم کے ساتھ مختلف نوعیت کے تعلقات: ص 21)

امام ابن حجر مکی صاحبؒ کا فتویٰ:

اجماع ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے، اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے، اور اُمت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے، اور جو اس کے کافر و مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے، بیشک وہ بھی کافر ہو گیا۔

نسیم الریاض: میں امام ابن حجر مکی صاحبؒ سے ہے: ما صرح به من کفر الساب و الشاك فی کفره هو ما علیه ائمتنا و غیرهم:

یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ کافر۔ یہی مذہب ہمارے آئمہ و غیرھم کا ہے۔(فتاوی ختم نبوت: ج1: ص367)

جامعة العربیه قوة الاسلام حیدرآباد کا فتویٰ:

الاستفتاء کے جواب میں جو کچھ تحریر شدہ ہے مندرجہ بالا، میں اس پر پورا یقین و ایمان رکھتا ہوں اور میرا بھی یہی جواب ہے کہ شیعہ کے کفر میں شک کرنا کفر ہے لاشک و لاریب: شیعہ کافر و زندیق ہے۔(فتویٰ امام اہل سنت: ص113)

حضرت مولانا محمد نواز بلوچ صاحب کا فتویٰ:

جامع المعقول والمنقول، مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ نے شیعہ روافضہ کی تکفیر اور بے دینی سے متعلق جو فتویٰ جاری فرمایا ہے، بندہ اس کے ہر ہر حرف سے متفق ہے، اور اس کی تائید کرتے ہوئے مزید کہتا ہے کہ روافض کے عقائد معلوم ہو جانے کے بعد جو شخص ان کو کافر نہیں کہتا وہ بھی قطعی اور یقینی کافر ہے، بیشک کلمے کی لاکھ تسبیح پڑھتا پھرے۔(فتویٰ امام اہل سنت: ص65)

حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب، مفتی جامعہ فاروقیہ کراچی شاہ فیصل کالونی کراچی کا فتوی:

فرقہ رافضیہ.....قطعی الکفر والارتداد: ہیں۔بقولِ علامہ ابن عابدین شامی صاحبؒ.....قطعی الکفر: کے کفر میں شک اور تامل سے کام لینے والا خود کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔بناءبرایں جملہ مسلمانانِ عالم اور خصوصاً اہل علم (علماءو مفتیانِ کرام) اپنے ایمانی سرمایہ کی حفاظت کے خاطر بغیر کسی مصلحت اور تامل کے ان کے کفر وارتداد کا اعلان فرما کر خدا تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔

(فتوی امام اہل سنت:ص106)

حضرت مولانا احمد نواز عباسی صاحب کا فتوی:

شیعہ کے کافر ہونے پر کوئی شک نہیں،اگر کوئی شک کرے تو امام مالکؒ اُس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ بھی کافر ہے:من شک فی کفرہ فھو کافر۔

شیعہ قادیانیوں کی طرح کافر اور خارج از اسلام ہیں۔قرآن کریم کی ایک آیت کا انکار کرنے والا کافر اور ایک حرف یا زیر زبر کا انکار کرے تو کافر لیکن شیعہ پورے قرآن کا انکار کرے تو کیسے مسلمان؟ یہ احادیث و اجماع کے بھی منکر ہیں اور صحابہ کرامؓ کے بھی منکر ہیں،لہذا بالاجماع کافر ہیں۔(فتوی امام اہل سنت:ص75)

حضرت مولانا محمد فہیم کوہاٹی صاحب کا فتوی:

شیعہ: لاشک ولاریب: کافر ہے،ایسے کافر کے کفر میں شک کرنا موجبِ کفر ہے۔(فتوی امام اہل سنت:ص94)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا فتوی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو شخص شیعوں کی بارگاہوں میں ان کے سٹیجوں پر تقریریں کرے۔ اوران کے ساتھ لین دین رکھے۔ از روئے شرع ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شیعوں کے مذہب اور معتقدات کو اچھا سمجھتے ہوئے ان کی مجالس میں شرکت کرے اوران کے سٹیجوں پر تقریریں کرے۔ ان کے ساتھ دوستانہ لین دین رکھے تو یہ شخص بھی شیعہ شمار کیا جائے گا اوراس کا حکم بھی ان ہی جیسا ہوگا۔

(فتاوی مفتی محمود:ج1:ص295)

پانچ سو جید علماء کرام کا فتوی:

شیعہ کا کفر اتنا اور ایسا واضح ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے عقائد پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے۔ (فتاوی عالمگیری:ج2:ص268)

امام احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال الشیبانیؒ کا فتوی:

جس نے گمان کیا کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے، اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (اصول السنۃ:ص135)

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ کا فتوی:

شیعہ اثنا عشریہ مذہب نہ صرف بے شمار ضروریات دین کا منکر ہے بلکہ اس کا کلمہ سے لے کر قرآن تک مسلمانوں سے جدا ہے، انہیں مسلمان کہنا خود اسلام کی نفی ہے۔

(ارشادالشیعہ: ص216)

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ کا فتوی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حاملانِ شریعت محمدی ﷺ اس شخص کے حق میں جو اسلام کو حق کہے اور دوسرے مذہب مثلاً بودھ مذہب کو بھی حق کہے؟

جواب: ایسا شخص جو مذہب اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو بھی حق کہتا ہو کافر ہے۔(امداد الاحکام:ج4:ص129)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ کا فتوی:

قطعی کافر کو مسلمان سمجھنا بالاتفاق کفر ہے۔(احسن الفتاوی:ج10:ص30)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

قطعی کافر کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔(احسن الفتاوی:ج1:ص65)

حضرت مولانا حامد مراد صاحب کا فتوی:

شیعہ کے کافر ہونے پر کوئی شک نہیں، اگر کوئی شک کرے تو امام مالکؒ اُس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ بھی کافر ہے: من شک فی کفرہ فھو کافر۔

میرا یہ فتوی ہے کہ شیعہ کافر ہے، قرآن کریم کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔(فتوی امام اہل سنت:ص75)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن فاروقی صاحب کا فتوی:

شیعہ کافر ہیں، اِن کو دین اسلام میں داخل تصور کرنا بھی کفر ہے۔ اکابرین علماء کرام کے فتوی جات کی تصدیق کرتا ہوں۔(فتوی امام اہل سنت:ص94)

:تنقیح الحامدیہ:میں ہے:

اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو شخص ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔(تنقیح الحامدیہ: ص 93)

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا فتوی:

امام اعظم ابو حنیفہؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص شیعہ کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کفر کا مرتکب ہے۔(ڈاکٹر احمد افغانی سراب فی ایران :ص 42)

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ کا فرمان:

ہم اس شخص کو کافر کہتے ہے جو قرآن میں تحریف کا قائل ہو اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔(تریاق اکبر:ص203)

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا فرمان:

فرمایا...کفر کو کفر سمجھنا ایمان کا حصہ ہے۔ایک آدمی کو مسئلہ معلوم نہیں کہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابی نہ ماننے والا شخص کافر ہوتا ہے،اسے معلوم نہیں تو یہ معذور تصور ہوگا،اس کی عبادت بھی قبول ہو جائے گی،کیونکہ یہ غلط فہمی میں یہ سمجھے ہوئے تھا،اسے معلومات نہیں تھی۔اس کو اس مسئلے سے جاہل رہنے کی سزا تو مل سکتی ہے،لیکن یہ کفر کی حدود سے باہر رہے گا۔لیکن اگر ایک شخص کے کانوں تک بات پہنچ گئی ہے کہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ صحابی ہے۔یہ بات بھی پہنچ گئی کہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کو قرآن نے بیان کیا ہے۔اور یہ وضاحت بھی آگئی کہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت قرآن کی نص ہے اور وحی سے ثابت ہے،اور یہ بات بھی ان تک پہنچ گئی کہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ

کوحضور اکرم ﷺ کا صحابی نہ ماننے والا کافر ہے۔

اب وہ.....اگر نماز پڑھ رہا ہے، روزہ رکھ رہا ہے، نوافل پڑھ رہا ہے، اور ذہن اس کا یہ ہے کہ میں تو سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابیٔ رسول مانتا ہوں، لیکن اگر کوئی سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابیٔ رسول نہیں مانتا تو وہ بھی میرا مسلمان بھائی ہے، اور مسئلہ وہ سن چکا ہو، اور مسئلہ سننے کے بعد پھر یہ ذہن لے کر روزہ رکھ رہا ہے، نمازیں پڑھ رہا ہے، حج کر رہا ہے۔ تو یہ نمازی، یہ حاجی، یہ روزے دار، اپنے کان کے پردے کھول کر سن لیں..... کہ تیری نماز، کوئی نماز نہیں۔ تیرا روزہ، کوئی روزہ نہیں۔ تیرا حج، کوئی حج نہیں۔ جیسے سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابیٔ رسول نہ ماننے والا کافر تھا، اسی طرح تُو بھی کافر ہے، یہ کان کے پردے کھول کر سن لے کہ کفر کو کفر سمجھنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

(جواہر الحق: ج1: ص 246)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فرمان:

فرمایا: اس کا مطلب سمجھا ہے آپ نے کہ: جو نہ مانے وہ بھی کافر: یہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ ایک ہے نہ جاننا اور ایک ہے نہ ماننا، دونوں میں بڑا فرق ہے۔ :فیـــــض البـــــاری: میں حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کا فرمان موجود ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے شیعوں کو کافر کہتے ہوئے فرمایا کہ جو انہیں کافر نہ کہیں وہ ان کو جانتا نہیں۔

لہذا ایک ہے جانتا نہیں بے چارہ، اس کو شیعہ عقائد معلوم نہیں، لیکن جو جانتا ہے کہ شیعہ ختم نبوت اور قرآن کے منکر ہیں، شیعہ صحابہ کرامؓ کے منکر اور گستاخ ہیں، یہ سب کچھ جاننے کے باوجود شیعہ کو مسلمان کہتا ہے تو یہ شخص یقیناً کافر ہے۔

اور یہ بات سپاہ صحابہؓ والے نہیں کہتے بلکہ :تنبیه العلا ت والحکام فی احکام شاتم خیر الانام: میں امام ابومسعودؒ کا فتوی موجود ہے۔ فرمایا: جو شیعوں کے

کفر کو جانتے ہوئے بھی اسے کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔

(خطبات حیدری: ج1:ص 369)

سیدامیر رضاقمی صاحب کا فرمان:

اس پر علماء کا اجماع ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے یا آپ ﷺ کا قدر گھٹاتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل کرنا ہے اور جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا تو یہ بھی کفر ہے۔(فتوحات سنّیه :ص 322)

احمد رضا خان بریلوی کا فتوی:

سیدنا حضرت علیؓ کے مرتبہ کو حضور اکرم ﷺ کی شان کے برابر کہنا اُس کے کفرِ صریح وارتدادِ خالص ہونے میں کسی رافضی کو کلام نہیں ہو سکتا نہ کہ اہل سنت کا، جن کا ایمان یہ ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی کا ہمسر کہنے والا کافر ہے۔ایسے شخص کے جتنے معاون ہیں وہ سب بھی اُسی کے حکم میں ہے۔(احکام شریعت:ص 290)

شیعہ کا کفر دوسرے کفار سے زیادہ خطرناک ہے

اس بحث کے تحت آپ حضرات یہ چیزیں ملاحظہ فرمائیں گے

(1) شیعہ کا کفر دوسرے کفار سے زیادہ سخت اور اسلام کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔

(2) دوسرے کفار سے پہلے شیعیت کا راستہ روکنا زیادہ کیوں ضروری ہے؟

(3) اسلام اور مسلمانوں کو جتنا نقصان شیعوں نے پہنچایا ہے اور پہنچا رہے ہیں اتنا نقصان زنادقہ کے دوسرے سب فرقوں کا مجموعہ بھی نہیں پہنچا سکا۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ کا فتوی:

علامہ ابن عابدین شامیؒ: فتاوی شامی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 683 پر لکھتے ہیں کہ: جو کلام اللہ کی تحریف کا قائل ہو وہ مرتد اور کافر ہے، اہل کتاب نہیں، ایسے عقیدہ کے لوگ کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہیں۔

روافض صرف مرتد اور کافر خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ کے ہیں کہ دوسرے فرقے اسلام دشمنی میں شیعوں سے کم نکلیں گے۔
(خیر الفتاوی: ج2: ص 367)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا فتوی:

سوال: شیعہ کی خباثتیں تو ظاہر ہیں مگر ان پر کفر کا فتوی کن وجوہ کی بناء پر ہے؟ ذرا تفصیل سے وضاحت فرمائیں؟ اور ان کے ذبیحہ اور ان سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیعہ کے تکفیر کی وجوہ بے شمار ہیں۔ ان میں سے جو زیادہ معروف، خواص وعوام میں مشہور اور ان کی تقریباً سب کتابوں میں مذکور ہیں، وہ تحریر کی جاتی ہیں:

(1) عقیدۂ تحریفِ قرآن۔

(2) اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بارے میں عقیدۂ بدا۔

(3) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف تقیہ جیسے نفاق کی نسبت۔

(4) سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف کفر ونفاق کی نسبت۔

(5) سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار۔

(6) سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا انکار، جس کا اعلان روزانہ ہر شیعہ مؤذن لاؤڈ اسپیکر پر اپنی منگھڑت اذان میں کرتا ہے۔

(7) سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف کفرونفاق کی نسبت۔

(8) سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی صحابیت کا انکار۔

(9) سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کا انکار، جس کا اعلان روزانہ ہر شیعہ مؤذن لاؤڈاسپیکر پر اپنی منگھڑت اذان میں کرتا ہے۔

(10) سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی طرف کفرونفاق کی نسبت۔

(11) سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی صحابیت کا انکار۔

(12) سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کا انکار، جس کا اعلان روزانہ ہر شیعہ مؤذن لاؤڈاسپیکر پر اپنی منگھڑت اذان میں کرتا ہے۔

(13) دوسرے صحابہ کرامؓ میں سے بھی تین کے سوا سب کو کافرومنافق کہتے ہیں

(14) سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تزکیہ وتطہیر نصِ قرآن سے ثابت ہے، یہ ملعون ومردود.....اس کا انکار کرتے ہیں اور سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر (معاذاللّٰہ) زنا کی تہمت لگا کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تکذیب اور قرآن کریم کی تغلیط کرتے ہیں۔

(15) اپنے اماموں کو معصوم اور عالم الغیب سمجھتے ہیں۔

(16) اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔

(17) ختم نبوت کے منکر ہے، اس لئے کہ اپنے آئمہ میں جریانِ نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(18) متعہ جیسی حرام کاری اور پرلے درجہ کی بے غیرتی اور دیوثی کو حلال بلکہ بہت بڑے اجروثواب کا کام، جہنم سے نجات اور جنت میں ترقی درجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں

(19) تحلیل جیسی حرام کاری اور انتہائی بے غیرتی ودیوثی کو حلال سمجھتے ہیں۔

وجوہِ مذکورہ کی بناء پر یہ مردود دوسرے کفار یہود، نصاریٰ، ہندو، سکھ، بھنگی، چمار

وغیرہ سے بھی بدتر ہیں ۔یہ:اکفر الکفّار: ہیں ۔(احسن الفتاوی:ج10:ص 36)

سوال: مرتد کی تعریف کیا ہے؟اس کی سزا کیا ہے؟بقیہ احکام کیا ہیں؟

جـــواب: ارتداد کے معنی ہے کسی مسلمان کا دینِ اسلام سے پھر جانا ۔امام راغبؒ لکھتے ہیں کہ :و ھوالرجوع من الاسلام الی الکفر:

ارتداد عام ہے،خواہ صاف صاف اسلام سے پھر جائے ۔مثلاً:کوئی شخص اپنے ہندو،آریہ،قادیانی یا شیعہ ہونے کا اقرار کرلے،یا اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کردے ۔ضرویات دین وہ تمام قطعی احکام ہیں جونصِ قرآن سے ثابت ہوں یا حضور اکرمﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہوں ۔ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفروارتداد ہے۔

مثلاً:کوئی شخص زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتا ہے مگر ختم نبوت کا مفہوم ومطلب ایسا بیان کرتا ہے جواُمت کے متفق علیہ اجماعی مفہوم سے مختلف ہے،اورکسی بھی مفہوم میں اجراءِنبوت کا قائل ہیں یا کوئی شخص دعوائے ایمان کے باوجود تحریف قرآن کا عقیدہ رکھتا ہے یاختم نبوت پر ایمان کا دعوی کرتے ہوئے بھی کسی اُمتی میں نبی کی سی صفات تسلیم کرتا ہے، مثلاً اسے معصوم عن الخطاء اور افضل الانبیاءؑ قرار دیتا ہے تو یہ شخص مرتد اورزندیق ہے ۔جوعام کفار کی بنسبت کہیں زیادہ خطرناک اورضرررساں ہیں۔(احسن الفتاوی:ج6:ص 369)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ کا کفر دوسرے کفار سے زیادہ خطرناک ہے ۔اس لئے کہ یہ بطور:تـقیـــہ: مسلمانوں میں گھس کر ان کی دنیا وآخرت دونوں برباد کرنے کی تگ و دو میں ہروقت مصروفِ کاررہتے ہےاوراس میں کامیاب بھی ہورہے ہیں،اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس خطرناک کافر کا راستہ روکھنے کے لئے زیادہ کوشش کرے بنسبت دوسرے کفار

کے۔(ماھنامہ اقرأ ڈائجسٹ شیعیت نمبر:ص224)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

عوام بلکہ اکثر خواص بھی شیعہ اور قادیانی وغیرہ کو بھی مرتد ہی سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے احکام.....مرتدین سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

زندیق کی تعریف:

جو اسلام کا مدعی ہو اور اپنے کفریہ عقائد کا برملا اعلان کرتا ہوں اور انہی کفریہ عقائد کو اسلام قرار دیتا ہو، وہ زندیق ہے۔

شیعہ، یہ زنادقہ کا قدیم ترین فرقہ ہے اور سب سے بڑا دشمنِ اسلام اور سب سے زیادہ بدترین خبیث، زنادقہ کے اس: اخبث الخبائث: فرقہ نے اسلام اور مسلمانوں کو جتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے اور پہنچا رہے ہیں، اتنا نقصان زنادقہ کے دوسرے سب فرقوں کا مجموعہ بھی نہیں پہنچا سکا، بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکا۔(احسن الفتاوی:ج6:ص387)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ کے کفریہ عقائد کے بنیاد پر یہ مردود دوسرے کفار...یہود، نصاری، سکھ، ہندو، بھنگی، جمار وغیرہ سے بھی بدترین کافر ہے۔(انوار الرشید:ج1:ص18)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ اور قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں۔

(احسن الفتاوی:ج4:ص290)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

کافر حربی کو صدقۂ فطر دینا بالاتفاق ناجائز ہے۔آغا خانی، شیعہ اور قادیانی کا کفر

اوران کا حکم دوسرے کفار سے زیادہ سخت ہے، یہ زندیق ہیں۔

(احسن الفتاوی:ج4:ص383)

امام العصر حضرت علاّمہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا فتوی:

امام العصر حضرت علاّمہ محمد انور شاہ کشمیریؒ باطنی فرقہ کے شاہانِ مصر (فاطمیین) کے کفر وارتداد پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

پھران باطنیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاص طور پر ہدفِ طعن وتشنیع بنایا اور ان کو یوسف نجار (بڑھئی) کی جانب منسوب کیا (کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام، نجار کے بیٹے تھے) ان کو عقل وتدبر سے کورا اور بے وقوف بتلایا اس لئے کہ وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھ آ گئے، یہاں تک کہ انہوں نے ان کو سولی پر چڑھا دیا، لہذا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سب وشتم اور طعن وتشنیع کرنے میں یہودیوں کے ہمنوا ہے، بلکہ یہ تو یہودیوں سے بھی زیادہ بُرے اور ضرر رساں ہیں کہ مسلمان اور قرآن کے متبع کہلا کر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر طعن وتشنیع اوران کی توہین وتذلیل کرتے ہیں، اس لئے یقیناً کافر ومرتد ہیں۔ اوران کی بیخ کنی سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہے۔

آگے اس امر کی کہ کفار کی بنسبت ایک مسلمان کے موجب کفر وارتداد قول وفعل کی شناعت اور مضرت بہت زیادہ ہے۔ مزید وضاحت فرماتے ہیں:

اس لئے کہ اصلی مسلمان جب اسلام کے کسی بھی قطعی حکم یا عقیدہ سے منحرف ومرتد ہو جائے تو وہ..... اس کافر سے بدرجہا زائد ضرر رساں ہوتا ہے جو ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوا، جیسے وہ زکوۃ سے انکار کرنے والے مرتدین جن سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے دوسرے تمام کافروں اور مشرکوں کو چھوڑ کر جنگ کی، اس لئے کہ ان کا کفر وانحراف اسلام کی بنیادوں کو ہلا دینے والا تھا۔ (اکفار الملحدین: ص194)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

خوارج کی طرح اس زمانہ کے ملحدین کی تکفیر بھی غیر مسلموں کی بنسبت زیادہ ضروری ہے۔ حضرت ابن ہبیرہؒ کا بیان ہے، فرماتے ہے کہ:

میرے نزدیک بالکل اسی طرح اس زمانہ میں معاندوں (اسلام کے کھلے دشمنوں یعنی غیر مسلموں) کی بنسبت ملحدوں اور باطل تاویلیں کرنے والوں کی تکفیر زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ اس لئے کہ مؤول کی تاویل کو تو لوگ عینِ دین قرار دے لیتے ہیں بخلاف اُس مخالفِ اسلام شخص کے جو علانیہ اور بالقصد اسلام کا مخالف اور دشمن ہے۔ کیونکہ اس کو سب دین کا دشمن اور مخالف جانتے ہے اور اس کی کسی بات کو دین نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان سے دین کو اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا نقصان اُن بے دینوں سے پہنچتا ہے۔

(اکفار الملحدین :ص 161)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک وہ تمام افراد اور فرقے جو مسلمان کہلانے اور :اہل قبلہ :میں سے ہونے کے باوجود اسلام کے قطعی اور یقینی عقائد واحکام سے انحراف و انکار کریں یا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر سب وشتم یا توہین وتذلیل کریں، وہ نہ صرف کافر ومرتد اور واجب القتل ہیں بلکہ دوسرے تمام کافروں اور غیر مسلموں سے زیادہ اسلام کے دشمن اور مضرت رساں ہیں۔ ان کی بیخ کنی سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہے، نیز یہ کہ ان کی کوئی تاویل بھی مسموع ومعتبر نہیں۔

(اکفار الملحدین:ص194)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بنسبت کفار ومشرکین کے خوارج سے جنگ کرنا

اوران کے فتنہ کا استیصال کرنا زیادہ ضروری ہے۔اس لئے کہ آپ ﷺ فرماتے ہے:اینما لقیتموھم فاقتلوھم فانّ فی قتلھم اجرالمن قتلھم یوم القیامۃ:

اس کی حکمت یہ ہے کہ ان خارجیوں سے جنگ دین کے اصل سرمایہ(دین اور دیندار مؤمن) کی حفاظت کے لئے ہےاورکفارومشرکین سے جنگ کرنا منافع کمانے (یعنی مسلمانوں کی تعداد بڑھانے اورغیرمسلموں کومسلمان بنانے) کیلئے ہے۔(اورظاہر ہے کہ اصل سرمایہ کی حفاظت،منافع کمانے کی بنسبت زیادہ ضروری اورمقدم ہوتی ہے)۔

(اکفارالملحدین: ص 139)

حضرت مولاناابوالفضل مولوی محمدکرم الدین دبیر صاحبؒ کافرمان:

پس واضح رائے اولی الابصار ہوکر ہرچند اقتضاء وقت یہی ہے کہ اسلام کےتمام فرقے متحد ہوکرمخالفین اسلام ،آریہ،عیسائی وغیرہ کامقابلہ کریں جواس وقت دین حق اسلام کے مٹانے کے درپے ہوکر ہرطرف سے پُرزور حملے کررہے ہیں۔کہیں شدھی کی تحریک کی گرماگرمی ہےاورکہیں عیسائیت کےمنادلطائف الحیل سےمسلمانوں کومرتد بنانے کی کوشش کررہے ہیں،لیکن بدقسمتی سےاسلام کے بیرونی دشمنوں کےعلاوہ اندرونی دشمن روافض اورمرزائی وغیرہ مسلمانوں کوگمراہ کرنے کیلئےان سے بڑھ کرجدوجہد کررہے ہیں، اورفرقہ اہل سنت والجماعت کی خاموشی سے فائدہ اٹھاکرتحریر کے ذریعہ مرزائیت،رفض وغیرہ کی وبا پھیلائی جارہی ہے،اورڈرہے کہ یہی رفتاررہی توکسی وقت اسلام کااصلی خوبصورت چہرہ بالکل مسخ ہوکررفض وبدعت،مرزائیت،نیچریت،چکڑالویت وغیرہ کی منحوس شکل اختیارکرلےگا(خداتعالیٰ جل شانہ ایسانہ کرے)۔

اس لئے علمائے اہل سنت والجماعت کا اوّلین فرض یہ ہے کہ ان اندرونی دشمنانِ دین کی شر کا انسداد کریں جو اسلام کا دعوے دار ہو کر مسلمانوں کو جادۂ حق.....صراط مستقیم سے پھسلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

چونکہ میرے خیال میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ اس وقت رفض کا ہے جو فتنۂ ارتداد سے بھی زیادہ خوفناک ہے، اس لئے ہمیں اس کے انسداد کی طرف پہلے متوجہ ہونا چاہئے۔

نوٹ: میرا یہ کہنا کہ رفض کا فتنہ، ارتداد کے فتنہ سے بھی زیادہ خطرناک ہے، سو ظاہر ہے کہ کافر یا مرتد کی صحبت کا اثر ایک مسلمان کے دل پر اس وجہ سے نہیں پڑھ سکتا کہ وہ ایک کھلا ہوا دشمن اسلام کا ہے، جو کچھ بھی بکتا ہے مسلمان اس کو اِس کی عداوت وعناد پر محمول کرے گا، لیکن خارجی یا رافضی اسلام کے دعویدار ہو کر جو بات کہے گا ایک سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمان کا دل اس سے ضرور متاثر ہوگا، جو کسی وقت بھی اس کی گمراہی کا باعث ہوگا، بلکہ..... میں تو کہوں گا کہ آریہ، عیسائی وغیرہ مخالفین اسلام کو قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ پر ناپاک حملے کرنے کا مصالحہ (مواد) ہی روافض کی تصانیف سے ملتا ہے۔ ورنہ آیات قرآن وحدیث رسول ﷺ (جو عربی میں ہیں) کے مضامین سے ایک اُردو داں آریہ یا عیسائی کب واقف ہوسکتا ہے۔ علوم عربیہ سے نابلد ہونے کے باعث لوگوں کو آیات قرآن یا احادیث رسول ﷺ پر نکتہ چینی کرنے کا حوصلہ ہی کس طرح ہوسکتا ہے۔(آفتاب ھدایت:ص 34)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کا فتوی:

میں دیانتاً اس کا قائل ہوں کہ اسلام کو جتنا نقصان شیعہ نے پہنچایا ہے وہ مجموعی لحاظ سے کسی کلمہ گو فرقے سے نہیں پہنچا (ارشاد الشیعہ: ص 30)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کا فتوی:

پھر میں نے یہ عرض کیا کہ دوسری بات یہ ہے کہ ان ساری چیزوں کو چھوڑ دیجئے یہ دیکھئے کہ ہر فرقے کا ایک مزاج ہوتا ہے، اس فرقے کا مزاج ہی تخریبی ہے، اور تاریخ اس پر شہادت دے گی کہ مسلمانوں کو جتنے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں اس میں سیاست کی یا خلافت کی، جہاں جہاں تباہی ہوئی ہے پیچھے سے یہی فرقہ نکلتا ہے۔ تو تاریخ کی روشنی میں یہ ایک تخریبی فرقہ ہے۔ جب اس کا مزاج یہ ہے تو ہوسکتا ہے کہ آج وہ آپ کی چاپلوسی کر کے آپ میں شامل ہوجائے لیکن کل کو نوک پنجے نکال کر آپ کو بیخ دے آپ کے اوپر غالب آجائے جیسا کہ تاریخ اس پر شاہد ہے، پھر آپ کیا کریں گے؟ آپ نے محض ایک عقیدہ سامنے رکھ لیا یعنی تفضیل حضرت علیؓ: کہ جی! یہ کوئی زیادہ اہم نہیں۔ اگر صرف اس ایک مسئلے تک بات ہوتی تو مضائقہ نہیں تھا مگر مسائل دوسرے بھی ہیں۔ پھر طبقوں اور طبقات کا مزاج ہوتا ہے اس سے قطع نظر کر لینا تو ٹھیک نہیں ہے۔

(دفاع صحابہ اور علماء دیوبند: ص 148)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتوی:

کفر و اسلام کی حقیقت، مسلمان کون ہے اور کافر کون؟

جس طرح آسمان اور زمین کا فرق ایک بدیہی امر ہے، کفر و اسلام کا فرق بھی اُس شخص کیلئے جو کسی مذہبی گھرانہ میں پلا ہو، بداہت وظہور میں کسی طرح اُس سے کم نہیں۔ اور اس لئے یہ بحث کہ کفر کیا ہے اور اسلام کیا ہے، درحقیقت ایسی بحث ہے جیسے کوئی آسمان و زمین کے باہمی فرق یا شمس وقمر کے فرق پر بحث کرے۔ لیکن افسوس کہ آج کل مذہب و ملت سے بیگانگی اور ناواقفیت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ آج وقت کا سب سے اہم مسئلہ یہ بن گیا

ہے کہ مسلمانوں کو اسلام اور کفر کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ ناواقفیت سے کسی مسلمان کو کافر یا کافر کو مسلمان کہنے کی شدید غلطی میں نہ پڑھ جائیں، یا خدانخواستہ کفر کو اسلام سمجھ کر قبول نہ کرلیں۔

بالخصوص اس وجہ سے کہ کفر کے بعض اقسام ایسے بھی ہیں جو صورت میں اسلام سے ملتے جُلتے ہیں اور یہی سب سے زیادہ خطرناک کفر ہے۔ مسلمانوں کو ہر زمانہ میں جتنا نقصان اس قسم کے کفر اور کفار سے پہنچا ہے کھلے ہوئے کفار سے ہرگز نہیں پہنچا۔

اس لئے اس بحث کا اصل مقصد اسی نوعِ کفر کو واضح کرنا ہے اور یہ ایک ایسا اصولی مسئلہ ہے کہ اگر اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو دورِ حاضر کے تمام ملحدانہ فتنے قادیانی، چکڑالوی، مشرقی وغیرہ خود اپنی موت مرجاتے ہیں۔

اسلام کیا چیز ہے اور مسلمان کون ہے:

اس لئے سب سے پہلے اصولی طور پر یہ معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن اور شریعتِ اسلام کی اصطلاح میں اسلام وایمان کس چیز کا نام ہے اور کفر کس کا؟ مسلمان کس کو کہتے ہیں اور کافر کس کو؟ یہ حقیقت اس قدر ظاہر اور بدیہی ہے کہ ہر مسلم وغیر مسلم اس سے واقف ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے ارکان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ایک مانے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔

رسول پر ایمان لانے کے معنیٰ:

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول پر ایمان لانے کا معنیٰ تو یہ نہیں کہ اُن کے وجود کا اقرار کرے کہ فلاں سن میں فلاں جگہ پیدا ہوئے، ایسا حلیہ مبارک تھا، فلاں فلاں کام کئے۔ بلکہ رسول پر ایمان لانے کا معنیٰ یہ ہے کہ اُس کے فرمائے ہوئے ہر حکم کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کرے۔ اُس پر کوئی اعتراض وانکار اُس کے قلب وزبان پر نہ ہو۔ قرآن مجید نے خود اس

معنی کو آیتِ ذیل کے صریح لفظوں میں واضح کر دیا ہے:

:فلاوربّک لایؤمنون حتّٰی یحکّموک فیماشجربینهم ثم لایجدوافی انفسهم حرجامّمّاقضیت ویسلّمواتسلیما:

ترجمہ: قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپ کو اپنی تمام نزاعات واختلافات میں حکم نہ بنادیں اور پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں اُس سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اُس کو پوری طرح تسلیم کریں۔

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر امام جعفر صادقؒ اور دوسرے علماءِ سلفؒ سے یہ نقل فرمائی ہے:

:روی عن الصادق قال لوان قوماً عبدوااللّٰه تعالیٰ واقامو الصلوٰة واٰتوالزکوٰة وصاموارمضان وحجواالبیت ثم قالوالشئی صنعه' رسول اللّٰه اَلّاصنع خلاف ماصنع اووجدوا فی انفسهم حرجالکانوا من المشرکین:

ترجمہ: حضرت جعفر صادقؒ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت کرے اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے مگر کسی ایسے کام کے متعلق جو حضور اکرم ﷺ نے کیا ہے یوں کہے کہ آپ ﷺ نے اس کے خلاف کیوں نہ کیا یا وہ آپ ﷺ کے عمل اور حکم سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس کرے تو بلا شبہ وہ (ان سب اعمال وعبادات کے باوجود) مشرکین کفار میں داخل ہو جائے گی۔

قرآن مجید کی آیات اس مضمون پر سینکڑوں کی تعداد میں پیش کی جا سکتی ہے مگر ثبوت کے لئے اتنا کافی ہے۔

ان آیات سے بوضاحت معلوم ہو گیا کہ اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور

اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی دل سے تصدیق کرے، اُس پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اور اسی سے یہ بھی متعین ہو گیا کہ مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی دل سے تصدیق کرنے والا ہو۔ اسی کا خلاصہ درمختار میں ان الفاظ سے مذکور ہے:

:الایمان وھوتصدیق محمدﷺ فی جمیع ماجآء به عن اللّٰه تعالیٰ مماعلم مجیئه به ضرورۃ:

ترجمہ: ایمان یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے تمام احکام کی دل سے تصدیق کرے۔ بشرطیکہ آپ ﷺ سے اُن کا ثبوت قطعی وضروری طریق پر ہو۔

کفر کیا چیز ہے اور کافر کون ہے؟

جب اسلام اور ایمان کے معنی معلوم ہو گئے تو کفر کے معنی بھی اُسی سے متعین ہو گئے، کیونکہ جس چیز کے ماننے کا نام اسلام وایمان ہے، اُسی کے نہ ماننے اور انکار کرنے کا نام کفر ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن اور اسلام کی نظر میں کافر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ یا حضور اکرم ﷺ کے کسی حکم کا (بشرطیکہ اُس کا حکمِ خدا تعالیٰ یا حکم رسول ﷺ ہونا قطعی طور پر ثابت ہو) انکار کرے۔ یہی مضمون: در مختار: میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے کہ:

:الکفرلغة السترو شرعاً تکذیبه رسول اللّٰهﷺ فی شیء مما جآء به من الدین ضرورۃً:

ترجمہ: کفر لغت میں تو چھپانے کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں حضور اکرم ﷺ کی تکذیب ایسے احکام میں جن کا ثبوت آپ ﷺ سے بطریق ضرورت وقطعیت ہو چکا ہے۔

انکارِ خدا تعالیٰ جل شانہ، یا انکارِ رسول ﷺ کی تین صورتیں:

خدا تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ کو نہ ماننے کے یہ معنی قرآن کی تصریح سے معلوم ہو چکے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ سے ثابت ہو جائے اُس کا انکار کرنا یا اُس پر اعتراض کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ جل شانہ کے خدا ہونے اور رسول ﷺ کے رسول ہونے کا انکار ہے اور اسی وجہ سے کفر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا رسول ﷺ کو نہ ماننے کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کفر ہیں۔

اوّل: یہ کہ کھلے طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو خدا یا رسول ﷺ کو رسول نہ مانے۔

دوم: یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خدائی اور رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے لیکن اُن کے فرمائے ہوئے احکام میں سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اُس پر اعتراض کرے۔

سوم: یہ بھی نہ ماننے کی ایک صورت ہے کہ خدائی اور رسالت کا بھی اقرار کرے اور زبان سے بھی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کے تمام احکام کو مانتا ہوں لیکن احکام کے معنی اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے اور آپ ﷺ کے بلا واسطہ شاگردوں (حضرات صحابہ کرامؓ) کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف قرار دے کر آپ ﷺ کے احکام کو ٹال دے۔

وجہ ظاہر ہے کہ بغاوت..... احکامِ شاہی کو نہ ماننے کا نام ہے۔ اس میں جس طرح یہ بغاوت ہے کہ صاف طور پر یہ کہہ دے کہ میں بادشاہ کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ بھی بغاوت ہے کہ اُس کے حکم سے انکار کرے کہ یہ حکمِ شاہی نہیں۔

نیز یہ بھی بغاوت ہی کی ایک صورت ہے کہ بظاہر قانون کو تسلیم کرے، لیکن قانون ساز جماعت کی تصریحات وہائی کورٹ کے تسلیم کیئے ہوئے معانی کے خلاف قانون

کے نئے معنی تراش کر قانون کو رد کرنا چاہے۔

الغرض کفر وارتداد صرف اسی صورت کا نام نہیں کہ کوئی شخص صاف طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے وجود یا توحید کا انکار کرے، یا حضور اکرم ﷺ کے رسول ہونے کا منکر ہو جائے یا کھلے طور پر مذہب اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب یہودیت یا نصرانیت وغیرہ اختیار کر لے، بلکہ جس طرح یہ صورت کفر ہے اسی طرح یہ بھی کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اُس کے رسول ﷺ کے اُن احکام میں سے کسی ایک حکم کا انکار کرے جو قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہیں جن کو اصطلاحِ عقائد میں ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کفر وارتداد ہے کہ آیاتِ قرآنیہ اور احکامِ اسلامیہ کے اُن اجماعی معنی کے خلاف کوئی نئے معنی تجویز کرے جو حضور اکرم ﷺ کے بتلائے ہوئے یا صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے متفقہ طور پر سمجھے ہوئے ہیں۔

(جواھر الفقہ: ج 1: ص 313)

مولانا محمد اکرم اعوان، خلیفہ مولانا اللہ یار خان چکڑالوی، مرکزی امیر تنظیم الاخوان پاکستان کا فتویٰ:

شیعوں کو صرف کافر منوانا ہی کافی نہیں کافر تو پہلے ہی سے ہیں، کوئی مانے یا نہ مانے، بلکہ.... ضروری یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ بتلایا جائے کہ یہ صرف کافر ہی نہیں بلکہ اسلام کے دشمن ہیں۔

کافر تو جاپان والے بھی ہیں، کافر تو چین والے بھی ہیں، کافر تو جنوبی امریکہ والے بھی ہیں، کافر تو یورپ والے بھی ہیں، لیکن یہ سب کافر اپنی اپنی عبادت کرتے ہیں، اپنے کفریہ عقائد رکھتے ہیں، بعض اسلام سے عناد رکھتے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی اپنے عقائد، اپنے رسم و رواج اور اپنے اس طریقۂ زندگی کو اسلام کا نام نہیں دیتے۔

جبکہ رافضیوں نے عقائدتو کافرانہ رکھے، رسم ورواج تو مشرکانہ رکھے، طریقۂ زندگی اسلام کی عین ضد پر وضع کیا، اور پھر اس پر نام: اسلام: رکھا۔ اپنی عبادات کا نام بھی نماز، وضو، روزہ، زکوۃ رکھا اور اسلام کے مقابلے میں ایک نیا اسلام اور اس کی ہر ہر عبادت کے تقابل میں اپنی عبادات وضع کیں اور اس گھناؤنی سازش سے دین اسلام کو مسخ کرنے کی وہ کوشش کی جو کوئی اور کافر، ریاست یا مشرک فرقہ نہ کر سکا، حتیٰ کہ اسلامی فقہ کے بالمقابل اپنی من گھڑت فقہ تشکیل دی اور اس میں جو بین الاقوامی بُرائیاں تھیں ان کو دین بنا کر پیش کیا، دنیا بھر کی خرافات اکھٹی کیں اور پھر اُن خرافات کو ایک اسلامی ریاست میں نافذ کرنے کا نہ صرف مطالبہ کیا بلکہ پوری قوت کے ساتھ ان کے نفاذ کے حق میں جلوس بھی نکالے اور حکومت پر دباؤ بھی ڈالا۔

اِن حالات میں ہمیں مسلمانوں کو بتانا ہوگا کہ یہ سبائی ٹولہ.....اسلام کا دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ جل شانہ، حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے گستاخ ہیں، لوگو.....! یہ اتنی بڑی سازش ہے اسلام کے خلاف کہ جس نے امام الانبیا ﷺ کے مرتبہ اور تقدس کو پامال کیا، صحابہ کرامؓ کی عظمت کو مجروح کیا، اور جب یہ دو، اس کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے تو اسلام کیسے رہ سکتا ہے؟ کیونکہ اسلام تو نام ہی ان تعلیمات کا ہے جو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سکھلائیں اور پھر ان متبرک ہستیوں نے ساری دنیا کو بتلائیں۔ تو یہ رافضی صرف کافر نہیں بلکہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

ان کی کوششیں ساری کی ساری دین اسلام کے خلاف ہیں، تو اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے میرے پاس ایک تجویز ہے، وہ یہ کہ ہمسایہ ملک (ایران) میں ان بدبختوں کی فقہ نافذ ہے، ان کے مذہبی متبرک مقامات بھی وہاں ہی ہیں جن کی زیارت کیلئے ان کو وہاں جانا پڑتا ہے، تو ان کی سہولت اور ہماری بھلائی بھی اسی میں ہے کہ اُس ملک کی حکومت کے

ساتھ بات طے کر لیتے ہیں کہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو آپ لے لو اور اُس ملک میں جو مسلمان ہیں ان کو ان کے بدلے میں ہمارے ملک بھیج دو۔یہ بدبخت اپنی فقہ کے مزے وہاں لوٹیں اور ہم بھی چین سے دین اسلام کا نفاذ کر سکیں۔اس پر ان بدبختوں کو بھی پس وپیش نہیں کرنا چاہئے۔

اور اگر یہ ان کو قبول نہیں اور مطالبہ بھی یہ ہی رہتا ہے کہ اس ملک پاکستان میں جہاں ہم مسلمان رہتے ہیں، جس کی زمین کی قیمت مسلمانوں کے خون کی صورت میں دے کر حاصل کی گئی ہے،ان بدبختوں کی فقہ نافذ کی جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ان کے عزائم سوائے فساد کے اور کچھ نہیں،اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ یہ اس ملک میں سوائے انتشار کے اور کچھ نہیں چاہتے۔

مسلمانو....!ہوش کرو!بیدار ہو جاؤ!اسلام اور اپنے دشمنوں اور ان کے عزائم سے باخبر رہو۔اگر تم لوگ سوئے رہے تو یہ لوگ تو شروع سے ہی چاہتے ہیں کہ دین اسلام کہیں نافذ نہ ہو،اور اگر آپ کی غفلت سے یہ لوگ کامیاب ہو گئے تو تقدیر کبھی آپ لوگوں کو معاف نہیں کرے گی۔(فتوی امام اھل سنت:ص29)

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحبؒ کا فتوی:

اسلام کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ جن داخلی فتنوں اور منافقانہ تحریکوں سے اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے ان کا سرچشمہ اور ان میں سب سے زیادہ طویل العمر اور سخت جان فتنۂ شیعیت کا ہے۔نیز اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کے ساتھ جنگ دوسرے کفار کے ساتھ جنگ سے زیادہ اہم ہے۔سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے دوسرے کافروں سے جنگ سے پہلے مسیلمہ اور اس کے پیروکاروں کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا،حالانکہ مدینہ کے اطراف کے علاقے کافروں سے بھرے

ہوئے تھے۔شام وغیرہ دوسرے ممالک،مسیلمہ کے فتنہ سے زمین کو پاک کرنے کے بعد ہی فتح کئے گئے تھے۔خوارج کے فتنہ کے ساتھ سیدنا حضرت علیؓ کا طرزِ عمل بھی یہی تھا۔

الغرض ان سے جہاد بلاشبہ اہم ترین کام ہے،اِس وقت شیعیت کے احیاء اور اس کی دعوت وتبلیغ کا فتنہ دین کے لئے عظیم ترین فتنہ ہے،جس کو وقت کی ایک طاقتور حکومت اپنے پورے وسائل کے ساتھ چلا رہی ہے۔اس صورتحال کا تقاضا ہے کہ ہمارے مدارس میں پڑھنے والے طلباء اس سے ضروری حد تک واقف اور باخبر ہوں۔اس کے لئے ہمارے اہل مدارس جو تدبیر مناسب سمجھیں اس سے دریغ نہ فرمائیں۔

(خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ :ص 3=28=34)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

شیعہ کا کفر دوسرے کفار سے بھی زیادہ خطرناک ہے،اس لئے کہ یہ بطور تقیہ مسلمانوں میں گھس کر ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد کرنے کی کوشش میں ہر وقت مصروف رہتے ہے اور اس میں کامیاب بھی ہو رہے ہے۔

(خمینی اور اثناعشریہ کے بارے میں علماء کرام کا متفقہ فیصلہ :ص 164)

حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ کا فتوی:

زندیق اور ملحد، جو بظاہر اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو مگر اندرونی طور پر خبیث عقائد رکھتا ہو اور غلط تاویلات کے ذریعہ اسلامی نصوص کو اپنے عقائدِ خبیثہ پر چسپاں کرتا ہو،اس کی حالت کافر اور مرتد سے بھی بدتر ہے۔کافر اور مرتد کی توبہ باتفاق قابلِ قبول ہے مگر بقول علامہ شامیؒ،زندیق کا نہ اسلام معتبر ہے،نہ کلمہ، نہ اس کی توبہ ہی قابلِ التفات ہے۔الّا یہ کہ وہ اپنے تمام عقائدِ خبیثہ سے برأت کا اعلان کرے۔(فتاوی بینات :ج 1:ص 240)

الشیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی، خطیب مسجد نبوی کا فرمان:

محترم الشیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی صاحب نے ذیقعدہ 1418ھ میں اپنے تاریخی خطبۂ جمعہ میں تمام مسلمانوں کو تین عظیم فتنوں، یہودیت، عیسائیت اور شیعیت سے خبردار کیا اور اسلام کے مقابلہ میں ان کے باطل عقائد سے آگاہ فرمایا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے ساتھ اتحاد اور میل جول کو عظیم اور ناقابل معافی جرم قرار دیا۔

محترم شیخ حذیفی صاحب نے ان فتنوں میں اسلام اور مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ خطرناک جس فتنے کو قرار دیا ہے ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

:هم اضرّ على الاسلام من اليهود والنصارى: کہ یہ شیعہ لوگ اسلام کے حق میں یہود ونصاریٰ سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں۔ ان پر کبھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان کے مکروفریب سے دفاع کے لئے ہر وقت کمربستہ رہیں۔

بے شک رفض (شیعیت) کا نسب نامہ عبداللہ بن سبا یہودی اور ابولؤلؤ مجوسی سے جاملتا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے عقیدہ کا امتیازی تشخص برقرار رکھیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ جو پسند کرتے ہیں اسی کو پسند کریں اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ناگوار ہیں ان کو پسند نہ کریں اور اہل اسلام آپس میں ایک دوسرے کے مددگار اور متحد ہوں۔ (فتوی امام اهل سنت: ص 31)

حضرت مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب کا فتویٰ:

شیعہ اور قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں۔

(مسائل رفعت قاسمی: ج5: ص 271)

سیدمحمدالبرزنجی الحسینیؒ کافتوی

سیدمحمد البرزنجی الحسینی صاحبؒ اپنے وقت کے محقق،مدقق گذرے ہیں،آپؒ کی تقریباً ایک ہزار تصانیف ہیں۔:الاشاعۃ لاشراط السعۃ نامی کتاب میں آپ نے فتنوں کا ذکر کیا ہے جن میں سب سے زیادہ:خطرناک فتنہ: روافض کو قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ روافض ملکوں پر زبردستی قابض ہوں گے جن کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ،حضرت سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ وحضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کو بُرا بھلا کہیں گے۔

لالکائی کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اُن کا نام روافض ہوگا،اسی سے پہچانے جائیں گے، ہمارے گروہ کی طرف نسبت کریں گے،حالانکہ ہمارے گروہ میں سے نہ ہوں گے اور ان کی علامت یہ ہوگی کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کو بُرا بھلا کہیں گے۔

رفض کا ظہور اور رافضہ کی زبردستی حکومت اور حضرات صحابہ کرامؓ پر لعن طعن کا اظہار یہ سب سے بڑا فتنہ ہے اور اہل سنت کے لئے جان کا خطرہ ہوگا۔

(الاشاعۃ لاشراط السعۃ:ص60تا65)

امام بخاری صاحبؒ کافتوی:

میں ایک جہمی یا رافضی کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں اور کسی یہودی یا نصرانی کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی فرق نہیں سمجھتا(اس لئے کہ یہ دونوں فرقے یہود ونصاری کی طرح کافر ہیں،اگر چہ یہ خود کو مسلمان کہیں) نہ ان کو سلام کرنا چاہئے، نہ ان کی مریضوں کی عیادت کرنی چاہئے، نہ ان سے شادی بیاہ کرنا چاہئے،نہ ان کی شہادت قبول کرنی چاہئے، نہ ان کا ذبیحہ کھانا چاہئے۔

تشریح: بات بالکل واضح ہوگئی کہ امام بخاریؒ کے نزدیک شیعہ بدترین کافر او ردائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ذرا غور فرمائیں!

کیا ان شیعوں سے بڑا کافر بھی کوئی ہے کہ ان کو چھوٹا دشمن سمجھنے کے فریب میں مبتلا ہوکر بڑے دشمن کا مقابلہ کرنے کے عنوان سے ان کے ساتھ اتحاد کرنا یا ان کو ساتھ رکھنا جائز ہوسکے.....؟ (اکفار الملحدین: ص 170)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان:

حضرت زید بن وہبؒ سے روایت ہے کہ: جب نہروان (کے علاقہ) میں خوارج (یعنی خارجیوں) نے خروج کیا تو حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق (مسلمانوں کا) خون بہایا ہے، لوگوں کے مال مویشی کو لوٹا ہے، اور یہ تمہارے قریب ترین دشمن ہیں (کیونکہ ہمارے اندر ہی رہتے بستے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے یہ بدترین حرکت کرتے ہیں) اگر تم اپنے دشمنوں کی طرف کوچ کرو (اور ان کو ویسے ہی چھوڑ دو گے تو) مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ پیچھے سے تم پر نہ آپڑیں اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری اُمت میں ایک ایسا گروہ ظاہر ہوگا، جس کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی بظاہر کوئی وقعت نہ ہوگی، جن کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کوئی وقعت نہ ہوگی، جن کی تلاوت کے سامنے تمہاری تلاوت کی کچھ وقعت نہ ہوگی، وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہوں گے کہ اس پر انہیں ثواب ملے گا، حالانکہ وہ ان کیلئے باعثِ عذاب ہوگا، کیونکہ وہ قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آرپار ہوکر نکل جاتا ہے۔ (علمی وتحقیقی رسائل ج4: ص64)

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحبؒ کا فتوی:

شیعوں میں سے اپنے کفر وضلالت کو چھپانے کیلئے کسی امرِ اجماعی (ما ثبت فی الدین بالضرورت) کی تاویل بعید کرتے ہیں جو کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماعِ امت کے خلاف ہوتی ہے، تو ایسے لوگ زندیق کہلاتے ہیں اور ان کا کفر زیادہ قریب :الی الشّر: ہوتا ہے۔(فتاوی حقانیہ:ج1:ص387)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا فتوی

عام مسلمانوں کو یہ بات پوری طرح معلوم ہونی چاہئے کہ اسلام کو جتنا نقصان روافض نے پہنچائی ہے، اتنی شاید ہی کسی اور جماعت نے پہنچائی ہو، اور یہ لوگ اپنے اِس باطل ارادے میں کچھ حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں، جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی احکام سے واقفیت نہیں رکھتے اور یہ روافض ان کو دھوکہ دے کر اپنا مطلب پورا کر لیتے ہیں۔ مسلمان ان کی ظاہری شکل وصورت، اقوال وافعال پر اعتبار کر لیتے ہیں، جس سے ان کو نقصانِ عظیم اُٹھانا پڑتا ہے۔(فتاوی ختم نبوت:ج2:ص276)

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی صاحبؒ کا فرمان:

جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے اور مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن وحدیث کے نصوص کو اس جھوٹے نبی پر چسپاں کرتے ہیں وہ زندیق کہلاتے ہیں۔ یا جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود یہ عقیدہ یا نظریہ رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن مجید صحیح نہیں ہے، یہ تو (نعوذباللہ) شرابیوں اور زانیوں کی لکھی ہوئی کتاب ہے، یہ لوگ بھی زندیق کہلاتے ہیں۔ اور زندیق مرتد سے بھی بدتر ہیں۔(کفریہ الفاظ اور اُن کے احکامات:ص30)

شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ کا فتویٰ:

یقین کیجئے کہ گمراہ شخص کی صحبت، کافر کی صحبت سے زیادہ خطرناک ہے، اور تمام گمراہ فرقوں میں سب سے زیادہ غلیظ ترین فرقہ وہ ہے جو پیغمبر ﷺ کے صحابہ کرامؓ سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔(مکتوبات امام ربانی: ص 28)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

کافر کی صحبت سے بدعتی کی صحبت کا فساد بڑا ہوا ہے، تمام بدعتوں میں سب سے بدتر بدعتی وہ جماعت ہے جو صحابہ کرامؓ سے بغض رکھے۔ خداوند عالم قرآن پاک میں خود اِن کو کافر فرماتے ہیں: لیغیظ بھم الکفار۔ (مکتوبات: ج1: ص 71)

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فرمان:

پہلی مثال:

آپ کو معلوم ہے کہ شریعت میں شراب ممنوع ہے، شراب کا پینا، اس کا بنانا، اس کا بیچنا تینوں حرام ہیں، اور یہ بھی معلوم ہے کہ شریعت میں خنزیر حرام اور نجس العین ہے، اس کا گوشت فروخت کرنا، لینا دینا اور کھانا قطعی حرام ہے۔ یہ مسئلہ آپ سب کو معلوم ہے۔

اب ایک آدمی وہ ہے جو شراب فروخت کرتا ہے، یہ بھی مجرم ہے، اور ایک دوسرا آدمی ہے جو شراب فروخت کرتا ہے اور مزید ظلم یہ کرتا ہے کہ شراب کی بوتل پر زم زم کا لیبل چپکاتا ہے۔ اب مجرم دونوں ہیں لیکن ان دونوں مجرموں میں کیا فرق ہیں؟ وہ آپ حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں۔

اسی طرح ایک آدمی خنزیر کا گوشت فروخت کرتا ہے مگر اس کو خنزیر کا گوشت کہہ کر فروخت کرتا ہے یہ شخص بھی مجرم ہے لیکن اس کے مقابلے میں ایک اور شخص ہے جو خنزیر

اور کتے کا گوشت فروخت کرتا ہے لیکن اس کو بکری کا گوشت کہہ کر فروخت کرتا ہے۔اب دونوں مجرم ہیں لیکن ان دونوں کے جرم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ایک مجرم،حرام کو بیچتا ہے اس حرام کے نام سے جس کے نام سے بھی مسلمان کو نفرت آتی ہے۔اور دوسرا مجرم،اسی حرام چیز کو بیچتا ہے حلال کے نام سے جس سے ہر شخص کو دھوکہ ہوسکتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ سے خنزیر اور کتے کا گوشت خرید کر اور اسے حلال اور پاک سمجھ کر کھا سکتا ہے۔

پس جو فرق خنزیر کو خنزیر کہہ کر بیچنے والے کے درمیان اور خنزیر کو بکری یا دنبہ کہہ کر بیچنے والے کے درمیان ہے۔ٹھیک وہی فرق یہودیوں،عیسائیوں،ہندوؤں،سکھوں کے درمیان اور شیعوں کے درمیان ہے۔

کفر ہر حال میں کفر ہے،اسلام کی ضد ہے لیکن دنیا کے دوسرے کفار....اپنے کفر پر اسلام کا لیبل نہیں چپکاتے اور لوگوں کے سامنے اپنے کفر کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کرتے مگر شیعہ اپنے کفر پر اسلام کا لیبل چپکاتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ اسلام ہے۔اس لئے دوسرے کفار کی بنسبت شیعہ اسلام کے بڑے دشمن ہے،اور دوسرے کفار کی بنسبت شیعیت کا روک تھام زیادہ ضروری ہے۔

دوسری مثال:

دو آدمی ہیں۔نماز کا وقت ہوگیا۔ایک پڑا رہا،کافر ہے نماز نہیں پڑا۔دوسرے نے دو رکعت کے بجائے پانچ رکعت فرض ادا کر دیئے۔ایک نے نہیں پڑھی۔ایک نے بگاڑ دیا۔لہذا دونوں بُرے ہوئے۔اب آپ بتائیں زیادہ بُرا کون ہوا؟ نہ پڑھنے والا یا بگاڑنے والا؟ بگاڑنے والا۔

یہی تو سپاہ صحابہؓ والے کہتے ہیں کہ کلمہ نہ پڑھنے والا بھی بے ایمان ہے اور

بگاڑنے والااس سے بدترین ہیں۔نماز نہ پڑھنے والا بُرا ہےاور نماز بگاڑنے والااس سے بھی بُرا ہے۔اسی طرح کلمہ نہ پڑھنے والا برا ہے،کلمہ نہ پڑھنے والا کافراو رلعنتی ہے،لیکن جس نے کلمہ کو بدل ڈالا محمد عربی ﷺ کے کلمہ کے مقابلہ میں اپنا کلمہ بنایا،شریعت محمدی ﷺ کے مقابلہ میں اپنی شریعت بنائی،اسلامی اصول کے مقابلہ میں اپنے اصول رکھے۔ہم کہتے ہیں کہ جس نے کلمہ حضور اکرم ﷺ کا نہ پڑھا وہ بے ایمان ہے۔اور جس نے بگاڑ دیا یہ اس سے بڑا بے ایمان ہے۔جس نے نہ پڑھا وہ جہنمی ہے اور جس نے بگاڑ دیا ہے یہ اس سے بڑا جہنمی ہے۔جس نے نہ پڑھا وہ کافر ہے اور جس نے بگاڑ دیا وہ بدترین کافر ہے۔

اور شیعوں نے اسلام کے ساتھ یہ دشمنی کی ہے کہ اپنا نیا کلمہ بنا کر،نیا اسلام بنا کر، اپنی اذان بنا کر،اپنی نماز بنا کر سارا دین اپنا بنا کر حضور اکرم ﷺ کے دین کے مقابلہ میں رکھ دیا ہے۔اس لئے یہ سب سے بڑے کافر بن گئے۔(پیغام قرآن:ج3:ص316)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:اللہ تعالٰی جل شانہ نے صحابہ کرامؓ کے دشمن کو بڑا کافر کہا ہے:

:سورت الحج:اوراس کے پانچویں رکوع کی آخری آیت میں اللہ تعالٰی جل شانہ نے فرمایا:انّ اللّٰہ یُدافِعُ عنِ الّذِیْن اٰمنُوْا:اللہ تعالٰی دفاع کرتا ہے اہل ایمان کا۔جب قرآن کریم نازل ہوا اُس وقت جن کا اللہ تعالٰی جل شانہ نے دفاع کیا،اُس وقت وہ ایمان والے صحابہ کرامؓ ہی تھے۔

آگے فرمایا:انّ اللّٰہ لایحبّ کلّ خوّان کفور: اللہ تعالٰی بڑے خائن کو، خیانت کرنے والے کو،بڑے کافر کو پسند نہیں کرتا۔

اب سوال یہ ہے کہ آیت کے پہلے حصے سے اس دوسرے حصے کا جوڑ کیا ہے؟پہلا حصہ:اللہ تعالٰی دفاع کرتا ہے اہل ایمان کا:دوسرا حصہ:اللہ تعالٰی:خوّان:اور: کفور: کو۔

بڑے خائن، بڑے کافر کو پسند نہیں کرتا، کیا جوڑ ہے دونوں حصوں میں؟

بتلا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان (صحابہ کرامؓ) کا دفاع کرتا ہے اور جو ان (صحابہ کرامؓ) پر حملہ کرتا ہے وہ.....حملہ آور خوّان ہوتا ہے یا کفور ہوتا ہے۔

خوّان: بڑا خائن۔ کفور: بڑا کافر۔ ویسے تو: لایحب الخائنین: اللہ تعالیٰ کو خائن بھی پسند نہیں لیکن.....اس دشمن کو خوّان کہا ہے۔ ویسے تو: انّ اللّٰہ لایحب الکٰفرین: اللہ تعالیٰ کو کفر بھی پسند نہیں لیکن.....صحابہؓ کے دشمن کو کافر نہیں بلکہ کفور کہا ہے۔ یہ (شیعہ) صرف خائن نہیں بلکہ بڑا خائن ہے، یہ صرف کافر نہیں بلکہ بڑا کافر ہے۔

شیعہ کائنات کا بدترین اور غلیظ ترین کافر ہے، یہ صرف حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی آواز نہیں بلکہ وہاں.....اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے.....چلی آرہی ہے۔

یا اللہ! کیا شیعہ، اتنا بڑا خائن ہے؟ فرمایا دیکھتے جاؤ تمہیں ہر جگہ ان کی خیانت نظر آئے گی یہ یہاں رُک نہیں گیا بلکہ ان کی خیانت، ان کی دشمنی روز بروز بڑھتی جائے گی۔ یہ ایمان کا دعویٰ کرے تو خیانت، محبت کا دعویٰ کرے تو خیانت، وفا کا دعویٰ کرے تو خیانت۔ اُس وقت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اسے خوّان کہہ دیا تھا اور خیانت اس کی کھلتی کھلتی آج تک کھلتی ہی جا رہی ہے۔

اس نے کہا تھا میں مؤمن ہوں، قرآن نے کہا تھا: وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ: یہ مؤمن نہیں ہے۔ اس نے کہا تھا میں محبّ ہوں، قرآن نے کہا تھا: هُمُ الْعَدُوُّ: یہ دشمن ہے۔ اس نے کہا تھا میں تابعدار ہوں، عملاً ثابت ہوا کہ یہ مخالف ہے۔ اس نے کہا تھا میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کا غلام ہوں، جب سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تو میرا غلام ہے تو یہ.....ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ.....میرے امام ہیں، تُو بھی ان کو مان لیں، تو کہنے لگے مولا! ہم

ان کونہیں مانتے۔

سیدنا حضرت حسنؓ نے اعلان کیا کہ دیکھیں! حضرت علیؓ کا وفادار، حضرت علیؓ کا حُب دار، بھلا حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے بڑا کوئی ہوسکتا ہے؟ نہیں۔

فرمایا: تم نے میری اس بات پہ بیعت کی ہے کہ تم مجھے اپنا امام مانتے ہو، امام حسن کہتے ہو، تم نے میرے ہاتھ پہ بیعت کی ہے، وعدہ کیا ہے کہ جس کے ساتھ میں صلح کروں گا اس کے ساتھ تمہاری صلح ہوگی، جس کے ساتھ میں جنگ کروں گا اس کے ساتھ تمہاری جنگ ہوں گی۔

سنو! پھر میں نے امت مسلمہ کے حق میں بہتر سمجھتے ہوئے، دین اور اسلام کا فائدہ سمجھتے ہوئے سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کو امیر المؤمنین تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، تم بھی بیعت کر لو، مگر وہ سیدنا حضرت حسنؓ سے لڑ پڑے کیونکہ خــــزان تھے۔ (امام اہل سنت کا پیغام: سنی قوم کے نام: ص 10)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ہمارا تو پیغام یہ ہے، پروگرام یہ ہے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، ہر کفر کے ساتھ ٹکر لینا اب علماء حق کا کام ہے اور ان کے ساتھ دینا تمام مسلمانوں کا کام ہے۔ اور ایک کفر کی ٹکر میں وہ کفر جو بنیادی کفر ہے، جو اسلام کی جڑ کو ہی اُتار پھینکنا چاہتا ہے۔

کوئی نماز کا منکر ہوگا، کوئی روزے کا منکر ہوگا، کوئی کسی دوسرے مسئلے کا منکر ہوگا وہ بے ایمان ہے، لیکن جو صحابہ کرامؓ کا انکار کرے گا وہ سب سے بڑا بے ایمان ہے۔ کیونکہ تمام مسائل بتانے والے صحابہ کرامؓ ہیں، حضور اکرم ﷺ سے کلمہ لے کر اُمت کو دینے والے صحابہ کرامؓ ہیں، حضور اکرم ﷺ سے نماز، روزہ، حج، قرآن، زکوۃ لے کر اُمت کو دینے والے صحابہ کرامؓ ہیں، حضور اکرم ﷺ سے سارا دین سیکھ کر اُمت کو سکھانے والے اور اُمت

کوپہنچانے والے صحابہ کرامؓ ہیں ۔صحابہ کرامؓ سچے تو سارا دین سچا۔اورصحابہ کرامؓ اگر معاذاللّٰہ کچے تو سارا دین کچا۔

جوصحابہ کرامؓ پرطعن کرتا ہے، جوصحابہ کرامؓ کا منکر ہے،وہ سارے دین کا منکر ہے، کیونکہ سارادین توان ہی کے ذریعے آیا ہیں ۔(خطبات حیدریؒ:ج2:ص354)

ســــوال: دیگر کھلےاورظاہری کفاراوراسلام دشمن طاقتوں کی موجودگی کے باوجودان اندرونی چھپے ہوئےخطرناک دشمنوں اوربدترین کافرشیعہ کےخلاف آوازبلند کرنے اوران کاراستہ روکنے میں پہل کرنا کیوں زیادہ ضروری ہے.....؟

جواب: دیگرکفار کےمقابلہ میں شیعوں کاراستہ روکنےاوران کےخلاف آواز بلندکرنے میں پہل کرنے کی وجہ یہ ارشادِخداوندی ہے:یٰاۤیّھاالّذین اٰمنوا قاتلوا الّذین یلونکم مّن الکفّارولیجدوافیکم غلظۃ:

اللہ تعالیٰ جل شانہ کےاس فرمان کےمطابق سب سے پہلے نزدیک والے کافر سےقتال کرنا دیگرکفاریعنی دُور بسنے والے کفار سے جنگ کرنے کی بنسبت زیادہ اہم اور ضروری ہے۔

اب ہم اپنے علاقے کے حساب سے دیکھیں تو اِس وقت ہماراسب سےقریبی اورنزدیک کافراوردین کاسب سے بڑادشمن شیعہ ہے، جوہمارےقریب بلکہ ہمارےاندر رہتے ہوئےمسلمانوں کےایمان پرحملہ آورہےاوروہ بھی اسلام کالبادہ اوڑھ کراورمؤمن کہلواکر۔خاص طورپر 1979ءکوایران میں خمینی کےشیعہ خونی انقلاب کےبعد سےشیعہ نےجس طرح کھل کراپنے کفریہ عقائدونظریات کواسلام کانام دےکر ہمارے ملک میں نافذکرنے اورپھیلانے کی سرتوڑکوششیں شروع کررکھی ہے،اورہمارے ملک کےجید جید علماءکرام کوچن چن کرشہید کردیئے ہیں،اوراب تک کئی ہزارسنّی علماء،طلباء،وکلا،تاجر،اور

نوجوانوں کوشہید کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فرمان کے مطابق دیگر کفار کی موجودگی کے باوجود سب سے پہلے شیعہ کا راستہ روکھنا اوران کے خلاف آوازِ حق بلند کرنا زیادہ مناسب اورضروری ہے۔

حقیقت میں ہمیں ہر باطل قوت کواپنا حریف خیال کرنا ہوگا، یہ بات مدِنظر رہے کہ کھلے کافروں سے مقابلہ بہت آسان ہے لیکن وہ کافر جس کا دعوی اسلام کا ہو،اوروہ اسلام ہی کے نام پر کفر کا مرتکب ہو،اسلام ہی کے نام پر خلفاءراشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کو کافر ومرتد قرار دے رہاہو،اس کی حیثیت متعین کردی جائے تا کہ کفراوراسلام کے مابین امتیاز پیداہواور غلبۂ اسلام وتحفظِ شریعت کے ابلاغ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، سکھوں اور کیمونسٹیوں سے امت مسلمہ کا اختلاف واضح ہے، ان کفار نے کبھی اسلام کا دعوی نہیں کیا، اس لئے ان کی سرگرمیوں سے امت مسلمہ کو ہوشیار کرنا بہت آسان ہے، لیکن جواسلام کے نام پر اسلام کی بنیادوں پر کلہاڑی چلارہے ہیں، غیر اسلامی نظریات کواسلام کے نام پر فروغ دے رہے ہیں، اسلامی اصطلاحات کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں، تقیہ اور جھوٹ کے پردے میں سادہ لوح عوام کودھوکہ دے رہے ہیں، ان کے مقابلے کیلئے ہماری ذمہ داری بھی دوچند ہو جاتی ہے۔

شیعیت کا فتنہ، کفروارتداد سے بھی زیادہ خطرناک ہے، کافر یا مرتد کی صحبت کا اثر مسلمان کے دل پر نہیں پڑتا، کیونکہ وہ ایک کھلا ہوا دشمن اسلام ہے، اوروہ جوکچھ بکتا اور بکواس کرتا ہے، مسلمان اس کو اُس کافرومرتد کی اسلام سے عداوت وعناد پر ہی محمول کرے گا۔

لیکن شیعہ.....اسلام کے دعویدار ہوکر جو بات بھی کہے گا، سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمان کا دل اس سے ضرور متاثر ہوگا۔ جوکسی بھی وقت اس کی گمراہی کا باعث بن سکتا ہے، اور یہ مسلمان.....گمراہ ہوکر زندیقیت کے گھڑے میں گر سکتا ہے۔

شیعوں کو دعوت دینا

حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کا فرمان:

سوال: سپاہ صحابہؓ والے شیعہ کو دعوت کیوں نہیں دیتے ہے؟

جواب: شیعوں کی کتاب :ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور، جلد 2:صفحہ نمبر 41: پر شیعوں کا عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ کو مشکلات اور مصیبتوں میں پکارنا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں۔

لہذا جس گروہ اور طبقہ نے معاذ اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی شرک کے ارتکاب کا مرتکب قرار دیا ہو،اس کی ہدایت کی اُمید کرنا ہی بے وقوفی ہے۔کیونکہ عام مشرک کو اگر شرک کی خباثت سے آگاہ کریں تو اس کے باز آنے کی امید ہوسکتی ہے،لیکن جو گروہ اور طبقہ شرک کو انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت قرار دے رہا ہو، پھر اس سے اسلام اور توحید کی توقع رکھنا بالکل ایسے ہے جیسے کوئی پاگل شخص سے دانائی کے سباق پڑھنے کا خواہاں ہو۔

(خطبات جرنیل:ج1:ص40)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ شیعہ مسلمان نہیں ہوسکتا:

ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

یہ کروڑلعل عیسن کے ایک بزرگ گزرے ہے، پیر آف سواگ شریف خواجہ غلام حسین سواگؒ، وہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایسی کرامات اونظر عطا کی تھی کہ اگر کسی کافر کونظر بھر کر دیکھ لیتے اور فرماتے کلمہ پڑھ تو وہ کلمہ پڑھنے لگ جاتا۔

ہندو کلمہ پڑھنے لگ گئے، عیسائی کلمہ پڑھنے لگ گئے، انگریز کلمہ پڑھنے لگ گئے، تو عیسائیوں نے بھکر کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ یہ ہمارے بچوں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں۔ عدالت نے طلب کرلیا تو پیر صاحب چلے گئے۔ انگریز جج نے کہا: بابا جی! آپ ہندوؤں اور غیر مسلموں کو زبردستی کلمہ کیوں پڑھاتے ہو؟ بابا جی نے فرمایا: میں نے آپ کو کب کہا ہے کہ آپ کلمہ پڑھیں۔ اتنی دیر تھی کہ وہ جج بھی کلمہ پڑھنے لگ گیا۔

حضرت پیر صاحبؒ سے کسی نے سوال کیا کہ اتنے لوگ آپ نے مسلمان بنائے مگر کبھی شیعہ مسلمان نہیں ہوا، آپ نے کبھی ان کو مسلمان نہیں بنایا۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت پیر صاحبؒ نے جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہر آدمی جو پیدا ہوتا ہے اس کے دل میں ایمان والی کونپل ہوتی ہے۔ مگر وہ آہستہ آہستہ سُوکھ جاتی ہے، جب کوئی کافر اور بے ایمان ہو جاتا ہے، بڑے ہو کر وہ کونپل سوکھ جاتی ہے، میں اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کر کے جب اپنی نظر کا پانی دیتا ہوں، جب میں توجہ ڈالتا ہوں تو وہ سوکھی ہوئی کونپل ہری ہو جاتی ہے۔ لیکن ان شیعوں، ان بدترین کافروں کے دلوں میں وہ ایمان والی کونپل سوکھی نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دے دے کر وہ کونپل جل گئی ہے، میں لاکھ مرتبہ ایمان کا پانی دوں پھر بھی وہ ہری نہیں ہوتی۔ اور وہ ہری کیسی ہو، خود اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے پیغمبر ﷺ سے فرماتے ہیں: اے محبوب! یہ ایسے بڑے بے ایمان اور کافر ہے اگر ستر مرتبہ ان

کے لئے بخشش کی دعا کی جائے تب بھی قبول نہیں ہوگی۔

لہذا ان کا ایمان جل جاتا ہے اور یہ منکرِ صحتِ قرآن ہیں، اگر ہو سکے تو شیعہ کے قدم پر قدم نہ رکھو۔(جہاد باالمنافقین: ص 29)

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا فرمان:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر سپاہ صحابہؓ نرم زبان استعمال کرے تو امکان ہے کہ شیعہ مسلمان بن جائے؟

جواب: امیر عزیمت حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ فرماتے ہیں کہ مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے ان کی کتب کا ایک ایک حوالہ ان کے سامنے رکھ دیا، شیعیت نے ایمان قبول نہیں کیا۔علامہ دوست محمد قریشی نے ایک ایک کتاب کنگال کر ان کے سامنے بیان کیا پھر بھی انہوں نے ایمان نہیں لایا۔علامہ تونسویؒ نے ان کے کتب کا ایک ایک حوالہ ان کے سامنے رکھا اور نرم زبان میں کہا کہ میرے دوستو! میرے شیعہ دوست کی کتاب کا حوالہ مان لیں۔لیکن شیعہ ایمان نہیں لایا۔

میرا ایمان اور یقین ہے کہ شیعہ..... جب شیعہ ہوگیا تو ان کے ایمان کی جڑیں سڑ چکی ہے اب نرمی کرے تب بھی شیعہ ہے، سختی کرے تب بھی شیعہ ہے، وہ واپس نہیں آئے گا۔

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا فرمان:

سوال: سپاہ صحابہؓ والے شیعہ کو دعوت کیوں نہیں دیتے ہے؟

جواب: آپ ولی کامل حاجی عبدالوہاب صاحبؒ سے پوچھیں انہوں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ قادیانی اور شیعہ کو دعوت نہیں دینی۔باوجود اس کے کہ بریلوی آپ کو

مارتے ہیں پھر بھی آپ کی تشکیل بریلویوں کے ہاں ہوتی ہے۔شیعوں کے ہاں نہیں ہوتی۔

(ضرب حیدری: ص 41)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ہم تبلیغ نہیں تحریض کر رہے ہیں....!

کہتے ہیں جی! دیکھو، یہ بھی کوئی تبلیغ کا طریقہ ہے؟ کہ کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ لگانا: او بھائی! آپ نے سمجھی ہی نہیں بات،، ہم تبلیغ نہیں کر رہے، زبردستی کیوں ہمارے اُوپر رکھتے ہو، ہم شیعہ کو تبلیغ نہیں کرتے، اس لئے کہ قرآن پاک میں صرف تبلیغ کا حکم تھوڑی ہے، تحریض کا حکم بھی موجود ہے۔: یاایھا النّبیّ حرّض المؤمنین علی القتال: یہ تحریض نہیں تو اور کیا ہے.....؟ اور حضور اکرم ﷺ نے جب تبلیغ کی اور دعوت دی، اُس وقت فرمایا: یااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوآء بیننا وبینکم: اے اہل کتاب آؤ۔ اے اہل کتاب، عزت والا لفظ ہے نا، لیکن جب اگلے آ گئے ضد پر اور اب مسلمانوں کو غیرت دلانی ہے تو اب حضور اکرم ﷺ نے طرز خطاب بدلا۔ فرمایا: لعن اللّٰہ الیھود والنّصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجدا: کیا یہ آپ ﷺ کا فرمان نہیں ہے؟ کیا یہ اہل کتاب وہی یہود و نصاریٰ نہیں ہیں؟ اب حضور اکرم ﷺ کیا فرما رہے ہیں کہ یہودیوں پر، نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی لعنت ہو، کہ انہوں نے اپنے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔

ان سے نفرت دلانے کیلئے جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حبیب ﷺ مسلمانوں سے بات فرما رہے ہیں، اُس وقت کیا فرما رہے ہیں؟ کہ یہودیوں اور نصاری پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی لعنت ہو، تو ایک خطاب نبی کا یوں بھی ہوتا ہے۔

اس خطاب کا ورثہ بھی سنبھالنا ہے، اسی کو سنبھالتے ہوئے حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے فرمایا تھا کہ شیعہ پر خدا تعالیٰ جل شانہ کی لعنت ہو..... خمینی پر خدا تعالیٰ

جل شانہ کی لعنت ہو......باقر مجلسی پر خدا تعالیٰ جل شانہ کی لعنت ہو......غلام حسین نجفی پر خدا تعالیٰ جل شانہ کی لعنت ہو......کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی وحدانیت پر، پیغمبرﷺ کی ختم نبوت پر حملہ کیا ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قرآن کا انکار کیا ہے، انہوں نے پیغمبرﷺ کی ازواج مطہراتؓ کی عزت پر حملہ کیا اور صحابہ کرامؓ کو ماں، بہن، بیٹی کی غلیظ گالیاں دی ہے۔تحریض کا یہ طریقہ بھی سنت سے ثابت ہے۔

دوسری بات:

ایک ہے کہ دشمن کو سمجھانا ہے، جب اسے پتہ نہیں ہو تو اسے نرمی سے سمجھایا جائے گا، لیکن ایک یہ ہے کہ دشمن ضد پر اُتر آیا ہے۔اب اپنے مسلمان کو غیرت دلانی ہے، اس کا انداز اور ہوتا ہے، اُس کا انداز اور ہوتا ہے۔ہمارے علماء نے آج تک تبلیغ بہت کی ہے۔

کیا امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحبؒ کی ساری زندگی تبلیغ کرتے نہیں گزری؟ انہوں نے نہیں سمجھایا نہیں؟ یہاں تک فرما گئے کہ بھائی بھائی بن کر پاکستان میں وہ قانون چلاؤ جو امام جعفر صادق صاحبؒ نے مدینے میں چلایا، وہ اذان دو، وہ کلمہ پڑھو، جو آئمہ نے پڑھایا، جو تمہاری کتابوں میں ہے، انہیں بات سمجھ نہیں آئی، تو اب میں :یاَیُّھا الکٰفرون: پہ عمل کیوں نہ کروں؟ جب دشمن کو پتہ نہ ہو تو نرمی سے سمجھایا جائے گا۔جب دشمن بے غیرتی پر اُتر آئے، تو پھر اُس سے سختی سے نمٹا جائے گا۔یہی پیغمبرﷺ کا طریقہ ہے۔

کہتے ہیں جی !ابوجہل نے حضور اکرمﷺ کو کتنی تکلیفیں دیں۔حضور اکرمﷺ نے صبر کیا۔ میں نے پوچھا حضور اکرمﷺ نے صبر تو کیا، ٹھیک ہے، لیکن یہ بتائیں کہ ابوجہل مرا کیسے تھا؟ کیا بدر کے میدان میں حضور اکرمﷺ نے اس ابوجہل کو قتل نہیں کروایا؟ جب تک اسے علم نہیں تھا، حضور اکرمﷺ نرمی سے سمجھاتے رہے، جب وہ بے غیرتی پر اتر

آیا۔پھر کیا میدان بدر نہیں ہے؟

خلاصہ یہ کہ جب کافر بے خبر ہے،تو سبق میدان طائف سے لیجئے۔اور جب کافر بے غیرت اور ضدی ہے،تو پھر سبق میدان بدر سے لیجئے (خطبات حیدری:ج1:ص366)

سوال: شیعہ کے ساتھ حکمت اور دعوت سے بات کر سکتے ہے؟

جواب: جو قادیانیوں کے ساتھ کرنا ہے وہی ان کے ساتھ کرو۔

(ضرب حیدری :ص291)

ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم
وتب علینا انّک انت التّوّاب الرّحیم

(ختم شد)

(436:صفحات)